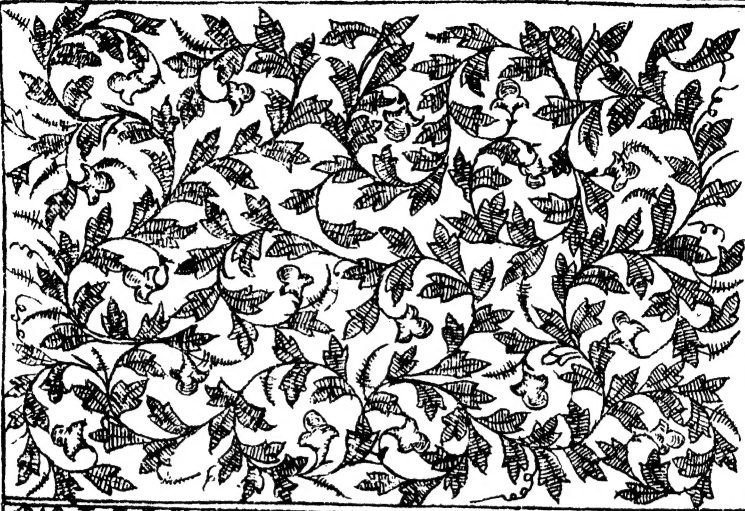




**NAWAB MOHOMED UMER KHAN WAFI,
HYDERABAD (DECCAN).**



بسم الله الرحمن الرحيم

شاہد از روز اولین سے ہے قلم تیرا
تری مخلوق میں سب اور تو مختار ہے سب کا
نظر پہنچی جد ہر اپنی تجھی کو جس لوہ گر پایا
شہنشاہ شہنشاہان الہ العالمین تو ہے
منور کیون نہ ہو جلو سے تیرے اپنا غمانہ
ترا جو فعل ہے یا رب نہیں چلت سے وہ خالی
ترے گھر کے ہزاروں نام ہیں اور تو کو متنبہا
قلم چلنے لگا ہر گام پر کرتا ہوا سجد سے
نصارا ہو۔ یہودی ہو۔ مسلمان ہو کہ رسائی
نہیں ہے انتہا دونوں کی دونوں حد کو سجد

کہ تیرے سجدہ درگاہ میں بھرتا ہے دم تیرا
ازل تیرا۔ ابد تیرا۔ قدم تیرا۔ دم تیرا
جسے ہم دیکھتے ہیں صاف ہوتا ہی بھرم تیرا
مکان تیرے کین تیرے عرب تیرا عجم تیرا
برگب شمع روشن دلیں ہے داغ الم تیرا
تری عین عدالت ہے سنگر پرستم تیرا
کلمہ صومعہ بیت الحرم بیت الصنم تیرا
ہو نام گرامی جس گھر می زیب رقم تیرا
بھرا کرتے ہیں خالق راہن دم پیش و کم تیرا
گنہ میرے تری بخشش مرے عصیان کرم تیرا

| | |
|---|--|
| <p>تجھے زیبا ہے یکتائی تجھے شایانِ ہر خود رانی ہنہین خائفِ ہین تیری یادِ سو ذریعِ ہین جلتے نہالِ خشک بھی سرسبز ہوتے ہین زانِ زمین ہنہین کچھ منحصر ہے کافرو دیندار پر رحمت</p> | <p>ستم بھی ہے اگر تیرا تو ہے عینِ کرم تیرا بھرا کرتے ہین دمِ اٹھکر طیورِ صبح دم تیرا یہ کچھ قدرت دکھاتا ہے ہین ابر کرم تیرا صلاسے عام ہے یارب تری حجتِ کرم تیرا</p> |
| <p>وفا کے خستہ جان سے کیا ادا بھر حقِ طاعت ہو کہے جب ماعبدالنا خود رسولِ محترم تیرا</p> | |
| <p>تو سزاوار ہے یکتائی کا کیا کوئی کھینچے گا نقشہ تیرا کیون نہ ہو ایک زمانہ قائل تابِ نظارہ کوئی لائے گا طور پر حضرت موسیٰ نے بھی خاک ایک دم چین سے رہنے نہ دیا تیرے آگے کہینِ قمِ قم عیسیٰ آرزو اور ترا شوقِ جبال</p> | <p>اور شایان ہے خود آرائی کا اور نقشہ تری رعنائی کا ہم زبانِ یار کی یکتائی کا کیا کلیجہ ہے تماشا بی کا جلوہ دیکھ تری رعنائی کا شکر ہے اپنی شکیبائی کا ہیج ہے دعویِٰ سیجائی کا واہ کیا دل ہے تمنائی کا</p> |
| <p>اے وفاتم رہو نادانِ بنکر کام اس جا ہنہین دانائی کا</p> | |
| <p>راز پنہان تھا جو تم پر آشکارا ہو گیا جلوہ دیدار سے اب سرفرازی ہو عطا آپ کے لطف و کرم سے یا شفیع المذنبین</p> | <p>ستم ہو سے اللہ کے اور وہ تمہارا ہو گیا یا محمدؐ ہجر سے دل پارا پارا ہو گیا عاصیوں کو روزِ محشر کا سہارا ہو گیا</p> |

| | |
|---|--|
| <p>جو نہ تھا دل کو گوارا وہ گوارا ہو گیا آپ کا بس ایک انگلی کا اشارا ہو گیا موم اعجازِ قدم سے سنگ خارا ہو گیا دل تمہارا جب ہوا میں بھی تمہارا ہو گیا یا محمد آپ پر سب آشکارا ہو گیا وہ فدائی ہو گیا عاشق تمہارا ہو گیا نقشِ پاک اک بجائے خود ستارا ہو گیا</p> | <p>ظلمِ حضرت نے سہے کیا کیا نہ اُمت کو لیے چاند کے ٹکڑے ہوئے دودا وہ اصل علی لیکھے تشریف جب بیت المقدس میں حضور ہند میں کیا خاک بھجو چین آئیگار رسول اپنے منہ سے کیا کہون میں اپنے دکھا جا جسے دیکھا خواب میں روئے منور اکیار ساحبِ افلاک پر حضرت نے جب رکھو قدم</p> |
| <p>اے وفا کیا غم ہے اسکو پھر مرا حشر سے خواب میں جس کو محمد کا نظر را ہو گیا</p> | |
| <p>نور احمد اپنے پروا لوزن سے بے پروا نہ تھا جسکا شیدا ہر گیارہ اور ہر بیگنا نہ تھا ورنہ سب کچھ قبضہ قدرت میں تھا دان کیا نہ تھا شہ کا ہر زندان مجھے یسین کا دندل نہ تھا عرض بھی معراج کی شب استن حنا نہ تھا اب وہیں اللہ کا گھر ہے جہاں تنہا نہ تھا طائرِ سدرہ بھی اس محفل کا اک پروا نہ تھا کون اُس جاسیدِ ہان تھا کون صاحبِ نہ تھا باخبر نکلا وہی جو آپ کا دیوا نہ تھا وہ دل صد چاک جو زلفِ نبی کا شانہ تھا</p> | <p>خطِ عارضِ بہر امتِ خلد کا پروا نہ تھا اندازہ کیا اثر رکھتا تھا خلقِ احمدی شاہِ دین نے دولتِ دنیا کو چالا ہی نہیں نزع میں جب دل کو آیا مصحفِ رخ کا خیال استیاقِ خاکِ پائے شہ میں تھرانے لگا قبلِ عالم کے آتے ہی مٹا کبھی سے کفر ہاے وہ محفلِ جہاں ہون شمعِ محفلِ مصطفیٰ قدر پوچھو حالِ ان عرش سے معراج کی کو چہ الفت میں جو داخل ہوا بے خود ہوا حشر میں خوشبو سے اپنی کر رہا ہے بگوست</p> |

نہ کے مداحین جب لکھا گیا نام وفا
ہرگز دست سے ایسا مٹ گیا گویا نہ تھا

رحم کر رحم کرو کیسو دن والے آجا
پھر مرے زخم جگر ہو گئے آلے آجا
سوت جب آتی ہے مٹی نہیں ٹالے آجا
بہنتے بہنتے تو لگے جھکوا لگا لے آجا
تو گہگا رون کو کسلی میں چھپالے آجا
کہ مری شمع لگی لینے سنبھالے آجا
تو خدا کے لئے دامن میں چھپالے آجا
کانپ کانپ اُٹھتے ہیں نکمرے نالے آجا
آمدینے میں مرے چاہنے والے آجا
خواب ہی میں کبھی او کیسو دن والے آجا
کہ پڑے ہیں شب غم جینے کے لالے آجا
جبکہ جا پہنچیں گے وان قافلے والے آجا

دل نبھتا ہی نہیں میرا سنبھالے آجا
یا پھر اگنی گشتن میں مدینے کی فضا
کچھ تو جینے کا لے لطف کہ معلوم ہے یہ
غم گلا کھوٹ رہا ہے مرا از بہر خدا
کعبہ کیا جائیں زیارت کو کہ شرم آتی ہے
ابھی کا فور شب غم بھی نہ ہونے پائی
خسر کے دن کہیں پر وہ نہ مرا کھلجائے
غمِ فرقت سے یہ حالت ہے کہ دشمن میرے
ہے جو منظومیری زلیت وہ کیوں بو لینگے
دن تو پھر جائیں مرے جاگ تو اُسے ٹھے قسمت
دل کو میں وصل کی امید سے کیا بہلاؤں
تسے شتاق کی ہو جائے گی حالت معلوم

زندگی ہو گئی دشوار غمِ وقت سے
کس سنگ کے وفا پڑ گیا پالے آجا

ہوے اسرار خداوند کے محرم پیدا
کوئی حضرت سا ہو اک ہے گم پیدا
لو ہوئے آج وہ مخدوم و گم پیدا

آج دنیا میں ہوئے غوثِ منظم پیدا
دین کو زندہ کیا غوثِ منظم ہی نے
قلب و ابدال ہیں سب جن کے ازل و خدام

| | |
|---|--|
| <p>ہوے دنیا میں وہی شاہِ معظم پیدا ہوئے وہ جن کا رتبہ ہے مسلم پیدا دل میں حضرت کی جدائی کا ہو کر غم پیدا نہ ہو ایسا ولی کوئی مسلم پیدا</p> | <p>ازلی جن کا میں خادم ہوں ہو کیونکر نہ خوشی نخر اور ناز کرے گی نہ ولایت کیونکر وصل سے پھر تو کسی کو نہیں ہونیکی خوشی دوش پر جس کے ہو سردارِ دو عالم کا قدم</p> |
| <p>اولیا میں نہیں ثانی کوئی حضرت کا وفا اور ہو گا نہ کوئی ایسا معظم پیدا</p> | |
| <p>رونے دہونے کے لئے دیدِ غم پیدا تاب دیدار تو آنکھوں میں کین ہم پیدا الفت و حسن ازل میں ہوئے تو ہم پیدا کیا کروں دل سے جو ہوں نالہ پیہم پیدا کوئی سونس ہے نہ ہمارا نہ ہوم پیدا مٹ کے سوا رہوں گے عیسیٰ مریم پیدا</p> | <p>دل کی خاطر ہوئے دنیا میں غم و ہم پیدا جلوہ یار کی خواہش ابھی پور می ہوگی ہم نے چاہا جو حسین کو تو کیا جرم کیا میں تو ہر جذبہ محبت میں ہوں غم کا خوگر کون سنتا ہے شبِ سب سے کہا لی میری بسترِ غم سے اٹھے ہیں نہ اٹھیں تیرے مرض</p> |
| <p>اے وفا دیکھ کے مجھ کو وہ یہ فرماتے ہیں یوفا ایسے بھی دنیا میں ہوئے کم پیدا</p> | |
| <p>کوئی تہا رے لئے نا صبر نہ تھا کہ تھ کلیم طور پر اس کا ظہور تھا کہ نہ تھا یہ شبیہ ہوتا ہے تم کو غور تھا کہ نہ تھا یہ پہلے کہد وہ یہاں ذکرِ حور تھا کہ نہ تھا پھر اس سے کیا کوئی بنو و ضرور تھا کہ نہ تھا</p> | <p>کیا تھا وعدہ تو ایفا ضرور تھا کہ نہ تھا دوبارہ آپ کو جانا ضرور تھا کہ نہ تھا وہ تمکنت وہ تلوتن وہ انکسار وہ عجز تمہارا بیٹھے بٹھائے یہ روٹھنا کیسا میں بوسہ مانگتا تھا آپ دیتے کیا ہوتا</p> |

| | |
|--|--|
| <p>نکلا محفل اغیار سے نہ دیکھا یہہ شراب ناب کا تھا دور یہ بنا و اعظ ہم آسے میکے میں یوں تہین کہو اعظ خطا تو غیر نے کی تھی ملی مجھے تعذیر جوان ہوتے ہی کچھ ایسی شوخیان آئیں</p> | <p>کسی کا شیشہ دل چور چور تھا کہ نہ تھا کہ توبہ توڑنا مجھ کو ضرور تھا کہ نہ تھا کہ کوئی تذکرہ نادر و نور تھا کہ نہ تھا کسی سے پوچھتے میرا قصہ تھا کہ نہ تھا نہ یہ کھلا کہ وہ بت بے شعور تھا کہ نہ تھا</p> |
| <p>قسم خدا کی وفا ہم تھے گو کہ جو ترحم اسکا تو کرنا ضرور تھا کہ نہ تھا</p> | |
| <p>کیا وہ دن تھے ہکو تیرے وصل کا ارمان تھا ولولے پہلے سے یوں میں نہ وہ شوق وصل دوست بن کر دوست سے جسے دعا کی جانن پوچھتے کیا ہو کہ دمی کس وضع سے عاشق فی جان آپسے مہمان بلا کر کی ہمار سی آبرو وہ رقیبوں سے کہا کرتے ہیں میرے بعد مرگ</p> | <p>را دن حسرت رہا کرتی تھی غم مہمان تھا وہ بھی اک دن تھا کہ دل جب آپ پر قربان تھا دشمن جانی تھا وہ کجخت کپ انسان تھا وقت مردن بھی تمہاری یاد تھی اور دہیان تھا رات ہم تھے جان من اور آپکا دربان تھا وضع داری کا خزانہ آبرو کی کان تھا</p> |
| <p>گو بتوں کے عشق میں کھوئی وفا ز جان زار ہم تو لاکھوں میں کہیں گے اسکو با ایمان تھا</p> | |
| <p>دل کی ہم سیر کیا کرتے ہیں گلشن کیسا محفل حسن کا اگر شمع ہنیں ہے یہ دل کوئی صورت نظر آتی نہیں آسائش کی فاختہ بھی نہ پڑ ہے گا کوئی کیا کم ہے یہی</p> | <p>نغمہ عیش ہے یہ نالہ و شیون کیسا آپ کا نام جہان میں ہوا روشن کیسا کا دش غم سے نفس میں ہون نشین کیسا زندہ در گور کیسا عشق نے دفن کیسا</p> |

| | |
|---|---|
| <p>جانتے بوجھتے اہتوں میں وہ دل لٹی ہیں ہم نے مانا کہ کوئی اور کیا ہوگا قتل لو مکر ہا سے وہ ایمان لئے جاتے ہیں گر نہیں سبے ہرے نادک انداز تو پھر</p> | <p>پہرہ کہتے ہیں کہ ہوتا ہے لڑکپن کیسا یہ تو ہٹا ہے ہے آپ کا دامن کیسا گھر جو لٹا ہے خدا کا وہ ہے رہن کیسا آپ ہی کیسے یہ سینے میں ہر روزن کیسا</p> |
| <p>اپنے ہاتھوں سے وفا ہم نے کیا ہو سب کچھ آشتاؤن کا گلہ شکوہ دشمن کیسا</p> | |
| <p>شادمان گلشن عالم میں کبھی دل نہ ہوا غیر کس دن نہ ہوئے سرخ و کیا کہتے ہو سر پہ چڑھ بیٹھے ہیں اغیار گرداے نصیب آج واعظ مجھے سمجھانے کو پھر آیا ہے دہی ہوتے ہیں گرفتار جو دیوانے ہیں یہ بھی رونا ہے کہ سنتے ہو کر کہتے ہیں گلہ قبلہ مقصد دارین دی ہے واسطہ جامے دیتے ہیں غیر فو کو نہ کیونکر بھرتا ہے</p> | <p>نخل امید سے کچھ بھی مجھے حاصل نہ ہوا خون عشاق کا کس دن سہر حاصل نہ ہوا میں قدمبوسی جانان کے بھی قابل نہ ہوا گویا اُس بت کو ابھی دیکھ کے قائل نہ ہوا مائل گیسو جانان کبھی حاصل نہ ہوا اُن کی محفل میں اگر میں کبھی شامل نہ ہوا جو عبادت سے خدا کی کبھی غافل نہ ہوا گویا پتھر ہوا پہلو میں مرے دل نہ ہوا</p> |
| <p>زندہ درگور ہیں جو مرتے ہیں معشوق پر وہ ہی اچھا ہے وفا اپنے جو مائل نہ ہوا</p> | |
| <p>تمام عمر بلاؤن سے میں دوچار رہا رہا تو کیا رہا سب کی نظر میں خوار رہا شکستہ خاطر محزون و غمگین رہا</p> | <p>اسیرِ حلقہ گیسوئے تباہ رہا تمہاری بزم میں کیا کیا میں بیوقار رہا تمہاری جاہ میں میرا یہ حال زار رہا</p> |

| | |
|--|---|
| <p>فرد تنی سے یہ رتبہ عروج پر پہنچا نشدے میں یہ تڑپ ہے نہ بقیں شوخی رہی جگہ نہ غم و درد کے سامنے کو تہا ری زلف دل آویز کا ہے کیا شکوہ ملی نجات نہ گریہ سے عمر بھر ہم کو تہا رے عشق میں کیا کیا نہ ہم ہوئے روا ہا رے قول کا جب تم کو اعتما وہیں</p> | <p>بلند سر سے ہمیشہ مرا غبار رہا دل اس طرح شبِ فرقت میں بیقرار رہا جگر میں تیر نظر اُن کا وار پار رہا ہا رے دل پہ ہا رانہ اختیار رہا بند با فراق میں یہ آنسوؤں کا تار رہا تہمین خیال ہا رانہ زینہا ر رہا تہا رسی بات کا کب ہم کو اعتبار رہا</p> |
| <p>کی وفا سے جو وعدہ کبھی وفا نہ ہوا یہ بد نصیب ہمیشہ امیدوار رہا</p> | |
| <p>دل پر ہے اونہیں گمان کلی کا کھل جائے گا وقت امتحانِ حال وہ باتیں کسی کی سنتے سنتے جو لوگ رقیب تھے بنے دوست جب قتل پہ وہ نہیں ہے راضی معلوم ہے کس نے جان دیکر</p> | <p>آفت ہے زمانہ کسی کا دم بھرتے ہیں غیبر عاشقی کا اور ہاے وہ روٹھنا کسی کا انجام بُرا ہے دل لگی کا پھر طعت ہی کیا ہے زندگی کا زندہ کیا نام عاشقی کا</p> |
| <p>وہ آئے ہیں باغِ ہر دل گلشنِ مین و قاہر اک کلی کا</p> | |
| <p>وہ کہتے ہیں کہ میں غیرِ فانی ہوں نہیں سکتا خدا نے بندہ پر دراک تری ہی ذاتِ تری کی</p> | <p>مگر ہم کیا کریں دل اس کا قائل ہوں نہیں سکتا کہ جسکی یاد سے کوئی بھی غافل ہوں نہیں سکتا</p> |

| | |
|--|--|
| <p>ہزاروں میں شہید ناز پھر اسپر یہ کہتے ہو دکھا کر تجھ کو پچھے گرجدا بھی حشر میں کہہ دوں محبت ہو نہ انکو غیر سے یہ غیر ممکن ہے تیرا کو چہ ہے جیسا ویسی جنت ہو نہیں سکتی جگر میں چٹکیاں لیتی ہے تیری یاد رہ کر اسیر جاہ الفت ہے کہاں مجسرا زانے میں محبت ہے بلا کا روگ جاتے جاتے جا بجا ہمارے دعویٰ الفت کو تم باطل جو کہتے ہو</p> | <p>مری تیغ نگہ سے کوئی بسمل ہو نہیں سکتا یہ نازک ناز میں اور میرا قاتل ہو نہیں سکتا وہ قاتل کہ نہیں سکتے میں قاتل نہیں سکتا جو مشید ہے ترا حورو نہ نکل ہو نہیں سکتا رہے آرام سے دم بھر مراد ہو نہیں سکتا اگر تجھ سے کوئی اور ششمال ہو نہیں سکتا جو دل میں درد ہے فوراً ذائل ہو نہیں سکتا تو غیر ذہنی بھی جاہست کا میں قاتل ہو نہیں سکتا</p> |
|--|--|

وفا کو کیا پڑی ہے تیرے آگے ہاتھ پھیلاؤ
 کوئی نہ سے یا ذکے بورہ سائل ہو نہیں سکتا

| | |
|--|---|
| <p>سب سے دم جھانسنے کی چالیں بیا جگر رگیا یہ سنا تھا آج یاں آنیکو وہ تیار ہے صنف کے ہاتھوں رہ الفت میں ناکا ٹھی ہی یار کے پہلو میں جسدِ غیر نے دیکھا مجھے جان لینے میں کمی کی غمی نہ در و بھر نے واسے ناکا ٹھی قسمت وہ بت سفاک آج قتلگہ میں ہاتھ مجھ پر بھی اٹھ تھا یار کا غیر نے جب سنا وہ میرے گھر جان میں شمع رنج سے یہ نے محل میں جابلہی لقا</p> | <p>غیر نہ دیکھا کئے میں ہاتھ ملکر رگیا واسے قسمت پھر سنا کپڑے بدکر رگیا وہ قدم بیمار الفت تیرا چلکر رگیا تیوریاں اسپر چڑا میں مجھ سے جکر رگیا کچھ سنبھالے نے سنبھال میں سنبھلکر رگیا میرے گھر آنیکو خلا اور نخل کر رگیا پھر نہیں معلوم کہین ظالم سنبھلکر رگیا رشک سے جکر کف افسوس ملکر رگیا دل کسی کا صورت پر وادے جکر رگیا</p> |
|--|---|

| | |
|--|--|
| <p>یاد مہندی کی ہوئی مین ہاتھ ملکر رہ گیا گرم وہ مجھ پر ہوئے تھے غیر جھلک رہ گیا دل مرا تیرے تصور سے بہل کر رہ گیا شمع روجب کہہ دیا ہم نے تو جھلک رہ گیا خیر گزری یاد کا کچھ ذکر چل کر رہ گیا</p> | <p>رات تھی امید مٹنے کی مگر قسمت کی بات رنگ کہتے ہیں اسے غیرت اسی کا نام ہے اب ترے آنے نہ آئیگی نہیں پروا مجھے ناز کرتا تھا بہت وہ دل بہارا چھوٹ کر ٹھونڈا تھا اک بہانہ دل چھلنے کے لئے</p> |
| | <p>کشتگان ناز کا تھا ذکر اس کے سامنے جب وفا کا نام آیا ہاتھ ملکر رہ گیا</p> |
| <p>نالہ ہمارا نالہ شبگیر ہو گیا گیو کا حلقہ حلقہ زنجیر ہو گیا تیری نگاہ ناز کا پنجیر ہو گیا کیا تیرا فائدہ فلک پیر ہو گیا طوفان اک بپا دم تحریر ہو گیا پھر دل بہارا طالب زنجیر ہو گیا وہ بھی اسیر زلف گر گیس ہو گیا وہ یار غیر سے جو بٹا گیس ہو گیا چہرے کا اُٹکے رنگ جو تغیر ہو گیا تصویر اسکی دیکھ کے تصویر ہو گیا</p> | <p>آزاد وہ جب وہ کا فر بے پیر ہو گیا دل مبتلائے زلف گر گیس ہو گیا جس دل پہ تو نے مہر و محبت سے کی نظر بھکو رُلاؤ لاکے جو تو نے کیا ہلاک کل اُٹکومین نے نامہ جو لکھا بچشم زار دیوانگی نے پھر زمین شوریدہ کر گیا واعظ نے جبکہ گیسو سے جاناں پہ کی نظر جل جلکے خاک ہو گیا مین سوز رنگ سی شاید میری طرف سے اُنہیں کچھ لال ہو آتا جو گھونٹ اُسے شب وصل میں تو مین</p> |
| | <p>بیرحم نے جو قتل کیا مجھ کو اسے وفا حسرت کا خون بھی تہ نشیر ہو گیا</p> |

| | |
|--|---|
| <p>لطف کیا خاک ملا محبو جو گلشن میں رہا خوش نصیبی یہ مری ہے کہ ترے دل میں ہوں بال سلجھاتے رہے آپ اودھر شانے سے عزم رہا یہ کہ مرایا اکیلا ہوگا محبو صیاور ہائی کی خوشی کیا ہوگی ذیکنا برق تجلی کی شہد افشانی بیقراری سو میں مرگ بھی فرصت نہ ہوئی آکے مہان جو ہوا وہ گل رحمت امیرا</p> | <p>میں بھی بلبل کی طرح نالہ دشمنوں میں رہا پر غضب ہوگا اگر تو دل دشمن میں رہا دل صد چاک مرارات بھرا الجھن میں رہا مرنے والے کو ترے چین نہ دفن میں رہا موسم گل کا اگر دور نہ گلشن میں رہا نئے پھولوں کا چین طور کو دامن میں رہا کبھی لاشہ سر دفن کبھی مدفن میں رہا گلشن خلد کا عالم مرے مسکن میں رہا</p> |
|--|---|

دیکھ کر بابل فریاد مجھے کہتے ہیں
اے وفا کوئی اثر بھی ترے شیونہیں

| | |
|--|--|
| <p>سنا ہے دل سے حال درد نہان ہمارا نام و نشان کی خواہش کچھ ہے نہ منزلت کی چاہا اگر خدا نے پھر رخصت رہیں گے اک برق ناگہان کا کچھ کچھ ہے خوف ورنہ رنجش تمہاری تلو اک روز رنج و یگی بعد فنا کد کو کس کس طرح مٹایا اس انجمن میں مشکل ہے اپنی اب رسانی جب لطف گفتگو تھا ہوتی زبان ہماری رجا سنگی جہان میں یہ یاد گار باقی</p> | <p>اب مہربان ہوا ہے نامہربان ہمارا پھر کیوں بنا سے دشمن یہ آسمان ہمارا دشمن کے ساتھ کل ہے پھر امتحان ہمارا گھمبیں سے بڑھ کے ہدم ہے باغبان ہمارا پھونکے گا ہلو اک دن سوڑ پیمان ہمارا رکھنا آسمان نے کچھ بھی نشان ہمارا ملکہ عدو سے دشمن جو با سباق ہمارا قاصد کے منہ سے مطلب کیا ہو بیان ہمارا پیاری زبان ہماری ستہر بیان ہمارا</p> |
|--|--|

| | |
|---|--|
| <p>مانند گرد و باد اب سکن کہان ہمارا سچی زبان مہاری جھوٹا بیان ہمارا صیاد نے اجاڑا آج آشیان ہمارا شعلہ بنا ہوا ہے آج آشیان ہمارا بائی ابھی ہے کیا کچھ اور امتحان ہمارا صیاد نکلتا ہے کیون آشیان ہمارا جل جائے گلے بنے گا جو ہم زبان ہمارا اک دل نعل میں اپنا اک دستان ہمارا</p> | <p>آوارہ گردیوں سے تاب قیام کب ہے ہم سے نظر لا کر۔ چھہ کہنا کیا کہا تھا دست سے تاک میں تھا آخر چھنسا کے چھوڑا بھڑکی دہ آتش گل بلبل پکار اٹھی لینی ہے جان لیلو کیون جی چرا ہے ہو باغ جہان میں لکڑیاں ہم سے بیر کیوں ہر ہم گرمی بیان سے وہ شمع انجمن میں سچ تو یہ ہے جہان میں دشمن ہیں دوہی اپنے</p> |
|---|--|

| |
|--|
| <p>لوجا ملاعدو سے انوس سے وفا وہ جو دوست تھا ہمارا جو مہربان ہمارا</p> |
|--|

| | |
|---|---|
| <p>دل ہو گیا اسیر خرم زلف یار کا صید نظر ہون آہو سے مردم شکار کا نامح پیامبر جو تو کیا خوب بات ہے قاصد نورد خط سے ہو یہاں پہنچ و تاب بڑا کیا ہون بستر گل پر شب فراق عاشق پہ ظلم کرتے ہو بیخود رات دن ساتی نے رکھ دی کشتی سے لاکر سامنے وعدہ کی شب بھی پاؤں میں مہندی لگی ہری لیتا ہے بات بات پہ سینہ میں چٹکیان</p> | <p>چمکا نصیب اب مری شبہا تے تار کا روندا ہوا ہون مردم ا بلق سوار کا لاریب آدمی ہے تو یہ اعتبار کا نقشہ کہچا ہوا ہے شب انتظار کا تھکا برگ برگ گل پہ گان نوک خار کا کچھ بھی تمھیں خب مال ہے روز شمار کا دھوکا جو محتشب پہ ہوا بادہ خوار کا ارمان خون ہوا دل امیدوار کا نامح پہ ہے گمان ترے راز دار کا</p> |
|---|---|

| | |
|--|--|
| <p>عاشق کے دل کی موج بھی دریا کی موج ہے بے اختیار اڑتے ہیں آہوں کو ساتھ ساتھ افسوس دل بھی آیا تو آیا شباب میں</p> | <p>اُسکے چڑھاؤ کا نہ ٹھکانا اُتار کا اُجڑا سے دل نے رنگ دکھایا شرار کا لوٹا خزان نے لطف ہماری بہار کا</p> |
| <p>عاشق مزاج ہے نوداد اکریدن ہنو آخر وفا ہے نام ترے جان نشا کا</p> | |
| <p>ایمان کے گشتِ دغون جو ہوا چشم یار کا تم سے پری جبال کو تھیں کر لیا آشوب روزگار ہے وہ رہزنِ طریق منصور کہنے کلمہ حق جان بحق ہوے چکر میں رکھتی ہے نگہ شوقِ رات دن جن چن کے ذی ہنر کو ملتا ہے خاک میں اچھا ہے تیرے دل میں ہر دور نہ بعد مرگ حاجت نہیں ہے شمع کی بالین گور پر تم نازنین ہو نامِ خدا پھولِ پان ہو کہتے ہیں وہ گڑ کے مرے عرضِ حال پر</p> | <p>اک اک نگہ نے کام کیا چار چار کا دیوانے دل نے کام کیا ہوشیار کا دیر و حرم میں غفلت ہے گیر و دار کا مشہور روزگار ہے انسانِ دار کا حلقہ بنا ہوں گردشِ سیل و نہار کا خاکا ہے آسمان ترے دیکھے غبار کا خاکا بہت اڑے گا ہمارے غبار کا ہر دغ دل چراغ ہے اپنے مزار کا گردن سے بار اٹھیکا زچھو لو مکے بار کا اچھا نہیں سوال ترا بار بار کا</p> |
| <p>وعدہ دفت ہونہ سیاس ہی سی ممنون ہے وفا ترے قول و قرار کا</p> | |
| <p>شامِ فراق آپ کا جب انتظار تھا شاید کہ شب کو غیر سے وہ ہلکا رہا تھا</p> | <p>کچھ پوچھتے نہیں ہمیں جو صطرا تھا مفطر بہت بھل میں دل میترا تھا</p> |

| | |
|--|--|
| <p>گستاخنے وصال کی تقصیر ہو مٹ باد صبا کی تندر ہو اسب رہا سہا ہم خوب جانتے تھے کہ ہو گا نہیں نباہ روز جزا کی پوچھ نہ کیفیت ہجوم چالاکیان رقیب کی کچھ ہم سے پوچھئے صیاد فصل گل میں کہیں کیا چمن کا حال ساقی تھا کج باغ تھا فصل بہار تھی دنیا میں تھا تار نہ زیر زمین سکون سامان ہمارے دفن ہوئے سب ہر ساتھ واعظ دکر مذمت سے تجھ کو کیا خبر دل لے لیا تھا جان بھی لیت وہ شوخ گر سے کے عوض وہ زہر ہی دیتے تو تھا بھلا</p> | <p>میں اضطراب شوق سے بے اختیار تھا تھوڑا سا رنگ بجا ہوا غبار تھا بڑا بکر رقیب آپ سے بے اعتبار تھا اسے بت دیاں بھی سب کو ترا انتظار تھا یہ ٹھیک ہے وہ ساری خدائی کا یار تھا گو موسم خزان تھا مگر خوشگوار تھا اور تھا تو صرف آپ کا اک انتظار تھا دونوں جگہ میں دل مرا سیلاب وار تھا باقی رہا تو ایک چراغ مزار تھا جام شراب ناب عجب خوشگوار تھا مانع تھا کون اُسکو بھی اختیار تھا اس دست نازنین سے دہی خوشگوار تھا</p> |
| <p>مرا وفا کا شکے وہ بولے ہزار حیف وہ مرد بادن تھا محبت شعار تھا</p> | |
| <p>میرے کو چے میں وہ جو آنکلا مر گئے ہم بلا سے کیا غم ہے باد فاجہ کو جانتے تھے ہم دیکھو چالاکیان کہ چلک چل عمر بھر ہم رہے متناہین</p> | <p>دل کا جو کچھ تھا مدعا نکلا تیرے خنجر کا حوصلہ نکلا وہ زمانے کا بیوف نکلا اُسکے کو چے میں غیہ جاکھلا کچھ بھی دل کا نہ حوصلہ نکلا</p> |

| | |
|--|--|
| <p>ہاے افسوس بے وفا نکلا کوہکن کا نہ مدعا نکلا درد دل کا بیان گلا نکلا حوصلہ آسمان کا نکلا آج اور ہے ہوئے ردا نکلا مر گئے ہم نہ حوصلہ نکلا درد نکلا تو بے دوا نکلا کیا زلیخا کا مدعا نکلا</p> | <p>ہم کو دل پر گمان وفا کا تھا عشق میں کہو کے ہاں غیر میں بھی سب وفا خاک میں ملی اپنی ہم ہے زیر مشق جور مدام سننے میں میکہ سے داغ بھی خاک میں لگتی ہو اسے وصال قد طعنے نے بٹھا دیا ہم کو چاک دامن ہو ابو یوسف کا</p> |
| <p>اے وفا جس تھی وفا کی امید ہاے وہ شوخ بے وفا نکلا</p> | |
| <p>تو رہتا ہے یہی رونا یہی ماتم جوانی کا غنیمت جان لے شوخ اک کدم جوانی کا نکڑا بار و گداز کر اسے ہمدم جوانی کا کیا کرتے ہو تم یہ ذکر کیوں ہر دم جوانی کا رُلا نکلا تجھے آٹھ آٹھ آند غم جوانی کا غنیمت جان لے غافل جو عالم جوانی کا نہ ہو گئے چاہنے والے نہ یہ عالم جوانی کا گر یہ بھی جیسی تکہ ہو کہ ہے موسم جوانی کا گیاسے محبو بکس چھوڑ کر عالم جوانی کا</p> | <p>اگر ملت ہے پیری میں کوئی محرم جوانی کا عجب عالم دکھاتا ہے ترا عالم جوانی کا جگر ٹکڑے بکلیجہ شوق تو سینہ چاک ہوتا ہو نہ اس سے حضرت زاہد جوانی پھر کے ایسی نہ یہ شوخی رہی پھر نہ یہ سفایاں ہوگی پڑیگی جہریاں تر پھر بدن کا پوسٹ لنگیگا میر کا بن چاہنے والوں سے کیوں تم کہنے جاتی ہو بہار باغ حسن باد کے خواہاں ہزاروں ہیں بصارت آنکھ میں قوت تن میں دل نہ قابو میں</p> |

نصیحت کون زائد کی سنے فرصت کسی اتنی
 نہ مونس ہے کوئی باقی نہ دل میں شوق الفت آتے
 گئے محب دلوں لے رہے جس دل را باقی
 نکر تے یوں تو ہم گز خوشا دیا ہر یونگی
 ہمارے سینہ پر بس سانپ سا اک لوٹ جاتا
 انگین مثلین دلکی مسرت ہو گئی عفت
 کے ہیں غم محل اعضا مگر اسر ضعف پیر ہی
 جگر سے واعظ و زائد کے بھی آہیں نکلتی ہیں

کیا کرتے ہیں ہم تو رات دن ماتم جوانی کا
 کبھی ماتم ہے یا روٹکا کبھی ہے غم جوانی کا
 زنا ہو گیا سب درہم و برہم جوانی کا
 اگر کچھ تول ہوتا ہم سے مستحکم جوانی کا
 کبھی کر بیٹھتا ہے ذکر جب ہوم جوانی کا
 وہ سامان ہو گیا سب بیکلم ہم جوانی کا
 نہ تن میں تاب و طاقت نہ وہ دم خم جوانی کا
 کسی دن ذکر جب لڑ بیٹھتے ہیں ہم جوانی کا

وفا جو آجکل مکن ہو تم سے جلد کر لیتا
 عزیز از جان سمجھنا چاہیے عالم جوانی کا

ہو گیا دل بت بے پیر کا خواہاں کیا
 ہلو گلشن نہیں بہا تا ہے بیابان کیا
 ہمت دشت نوردی اسے کہتے ہیں کہ اب
 کوئی باقی نہ رہا پو پو چھنے والا اپنا
 کیا عداوت دل عاشق سے ہے کاکل کو تے
 دلو اک لطف سا آتا ہے بجائے کاوش
 پھر بہا رانی ہوا جوش جنوں پھر مجھ کو
 دل ہی باقی نہ ہو پہلو میں تو حسرت کیسی
 غیر کا بھی ہے تصور میں ترے ساتھ گز

پھنس گیا دام میں کافر کے مسلمان کیا
 داغ دل سیر کو کافی ہیں گلستان کیا
 قیس کہتا ہے بیابان میں بیابان کیا
 داروے درد کسے کہتے ہیں درمان کیا
 بل بھرا کرتی ہے یہ زلف پریشان کیا
 تنے ناوک میں لگا رکھا ہے پیکان کیا
 قابل دید بنا چاک گریبان کیا
 قطع جب ہو گئی اُمید پھر لہان کیا
 آگیا سینہ میں تا خواستہ مہان کیا

| | |
|--|--|
| <p>شمع بالین متاثر نہ کوئی چادر گل</p> | <p>حال دیکھا یہ ترا گر غریبان کیسا</p> |
| <p>اس وفا کچھ نہوئی آپ کی تو قریبان</p> | <p>ڈانٹا تھا در دلدار پہ دربان کیسا</p> |
| <p>کیا غم ہے گردہ شوخ مشتبہ وصل سو گیا سوئے ہوئے چھوڑ تھے جان ان میں پگھلی روستے میں دم نکل جو گیس اُس نے یہ کہا کیسا نہال ہو کے اٹھتا گا وہ مشربین شاید عدم میں بھی کوئی دلچسپی ہے مقام ہاتھ آیا اک شگوفہ تازہ قریب کو کیا بیکسی ہرستی ہے میرے مزار پر یہ بات ایک شمع پہ موقوف کچھ ہنسن</p> | <p>جو کچھ مرے نصیب میں ہونا تھا ہو گیا میری لحد پہ آگے جو وہ شوخ رو گیا دنیا میں آج نام بھی اپنا ڈبو گیا دل کی زمین میں عشق کا دانہ جو بو گیا آیا نہ پھر پلٹ کے اُدھر لے جو گیا محفل میں ان کی آج مراد ل جو ہو گیا دشمن کا بھی گزر جو ہوا وہ بھی رو گیا جو آیا تیری بزم میں ایجابان رو گیا</p> |
| <p>روز حساب کا اُسے کیا خوف ہے وفا</p> | <p>دامن سے اپنے داغ گنہ کے جو ہو گیا</p> |
| <p>آیا نہ پھر کسے سوئے عدم دوست ہو گیا ممنون ہوں میں اشکِ مذمت کے جوش کا اچھا ہوا کہ رشک سے اغیار کے بچا کیون بعد وصل ایسے پشیمان آپ ہیں میں نے کہا تھا جان نکلتی ہے ہجر میں آیا عدد تو اپنی عیادت کو فائدہ</p> | <p>کیا جانے کیا ہوا میری نظروں سے ہو گیا دم بھر میں صاف ظلمتِ عصیان کو ہو گیا میں جو عاشق ہو کے زمانے سے کھو گیا تقدیر میں لکھا تھا جو ہونا تھا ہو گیا اُس جیلہ جو کو روٹھنے کا میل ہو گیا نشر ہمارے زخم پہ وہ بھی چھو گیا</p> |

| | |
|--|---|
| <p>آئے نہ وہ ہزار بھی احباب نے کہا مجاہد گلی میں دیکھ کے بولے وہ ناز سے</p> | <p>سماوت جان نشا و لہجہ تک چلو گیا کیا ڈھونڈتے ہو دل تو نہیں یا رکھو گیا</p> |
| <p>کب تک کر گیا اور مشفق کا غم وفا جو کچھ ترے نصیب میں ہونا تھا ہو گیا</p> | <p>کب تک کر گیا اور مشفق کا غم وفا جو کچھ ترے نصیب میں ہونا تھا ہو گیا</p> |
| <p>تمام رات مجھے جسا انتظار رہا بہار میں یہ بڑا فضل کرو گار رہا جو شب کا حال وہ پوچھے تو نامہ بر کہنا زہے نصیب کہ انکی زبان سے مینے سنا تمہارے جاتے ہی سب چلے جلے انیس یونہیں گزر گئی تقدیر سے جورات آئی وفا پرست زمانے میں ایسے ہوتے ہیں ہم ایسے دیدہ و دل سے رہے نصیب میں سلوک ہے یہ کیسی نکسلی پلکوں کا کھلے وہ داغ کے گل جو کبھی نہ مرجھاے چھپا کے خاک میں چلتے ہو سبھی دلوں بہلا ہونا پردہ کا یہ سُنا ہوں پس فنا مجھے ہوگی ہوس نہ جنت کی وہ میرے نالہ دل سے سدا رہے پچھین</p> | <p>غضب خدا و دشمن سے ہلکتا رہا وہ کلغزار ہمارے گلے کا ہار رہا ٹپ ٹپ کے ترا مو انتظار نہا ترا خیال مجھے آج بار بار رہا نہ ہوش مر میں نہ دل میں مرے قرار رہا وہ خواب ناز سے میں غم سے ہلکتا رہا تمام عمر غم پھر غم گار رہا اک اشکبار رہا۔ ایک بیقرار رہا ہیشہ ایک نہ اک تیر دل کے پار رہا مرے چمن میں سدا موسم بہار رہا رہا تو ایک چراغ سدا مزار رہا کہ رات میری طرح وہ بھی بیقرار رہا اگر تمہاری گلی میں مرا مزار رہا میں اُن کی شوخ نگاہی سے بیقرار رہا</p> |
| <p>جہاں میں ترے عاشق ہزار ہا گزرے</p> | <p>جہاں میں ترے عاشق ہزار ہا گزرے</p> |

وفا سے بڑھکے نہ کوئی وفا شاعر رہا

| | |
|--|--|
| <p>دوسرا بادل ہو جیسے چمن پر چھایا ہوا قاصد آیا تو سہی لسی کن سے گھبرا ہوا وہ گھٹا اٹھی ہے کالی ابر ہے چھایا ہوا جاننے ہو کس نگہ کی چوٹ ہے کھایا ہوا یہ کوئی مہان نیا ہے میرے گھر آیا ہوا وہ پشمانی کا عالم تیرا گمبھرا ہوا لب تک آیا بھی کوئی نقرہ تو شرمایا ہوا مجھ سے چھپکر غیر کے گھر جاے گھبرا ہوا پنڈا ہد سے کہیں پھرتا ہے دل آیا ہوا دیکھتا ہے جام کی جانب جو لپچایا ہوا</p> | <p>دوہرا اپنل اس طرح ہے سینہ پر آیا ہوا ہاے کیا کجعت سے پوچھوں جواب شوق موسم اچھا۔ وقت اچھا ہے پلاچک ساقیا تم دل صد چاک کو تو دیکھتے ہو غور سے غم کی خاطر کیا کروں جز خون دل خون جگر وہ مری رنجیدگی ظالم تری رخصت کے وقت یاد آتی ہے ادا سے انفعال صبح وصل یہ بھی کوئی بات ہے یہ بھی کوئی انداز ہے پختہ کاران جنوں ملتے ہیں اپنے عزم سے بی بھی جاو اعطائے گلگون پھر اس سرفاۓ</p> |
|--|--|

بمنے دیکھا ہے وفا کو قیس عامر کی طرح
 جارا تھا سوئے صبرا آج گمبھرا ہوا

| | |
|---|---|
| <p>دلکش تھا وہ جمال دل آیا تو کیا ہوا وہ بت ہمارے پاس نہ آیا تو کیا ہوا تینے اگر نظر سے گرایا تو کیا ہوا تو نے چراغ گور بجھایا تو کیا ہوا نالوں سے باغ سر پہ اٹھایا تو کیا ہوا دلبر نے میرے دکھ ستایا تو کیا ہوا</p> | <p>معتوق مین نے اسکو بنایا تو کیا ہوا مونس و لال دیاس مین حرام ہے نکلنا سر پر مجھے بٹھاتے مین اہل نظر جو مین روشن ہے اپنے سینہ مین دلخ دل انوشیم گل نے سنی نہ ایک بھی فریاد عند لب وہ دوست کیا گلہ جو کرے اپنے دوست کا</p> |
|---|---|

| | |
|---|--|
| <p>عشاق کو جو تہنے جلایا تو کیسا ہوا اُنکو اگر لعین نہ آیا تو کیسا ہوا تیر نظر سے دل کو بچپایا تو کیسا ہوا ہمنے تھین گئے سے لگایا تو کیسا ہوا چلکر جو تہنے شتر ٹھایا تو کیسا ہوا تہنے جو عاشقوں کو مٹایا تو کیسا ہوا برقع جو اُسے منہ سے ہٹایا تو کیسا ہوا مجھے جو تونے منہ کو چھپایا تو کیسا ہوا</p> | <p>سب جانتے ہیں جلتے ہیں پروانے شمع پر ہم کو تو عرض حال سے تسکین ہو گئی و لہون کے جال سے نہ کسی طرح بچ سکا لمتے نہیں ہیں عاشق و معشوق کیا کبھی ستان جام عشق تو چو نہ آج تک واسن سے اُنکے خاک لپٹی ہے بار بار کس کو ہے اب یہ ہوش کہ دیکھے جال یار چھپتی نہیں شبیہ خیالی نگاہ سے</p> |
| <p>صبر و قرار تک ہوتے اے وفاترے دیکھا کہ دل جو تونے لگایا تو کیسا ہوا</p> | |
| <p>خود ہمنے اُس بھکار کو بد ظن بنالیا جب اپنا کوئے یار میں مدفن بنالیا داغون سے ہمنے سینے کو گلشن بنالیا جب دلو اپنے لعل کا معدن بنالیا جس کو دل کو راز کا مخزن بنالیا تیری لگی کو وادی امین بنالیا ہمنے جوش رقیب کو دشمن بنالیا اُس سُرخ نے گلاب کچے سو بنالیا رہبر کو ہمنے آپ ہی رہن بنالیا</p> | <p>دل اپنا دیکے دوست کو دشمن بنالیا جنت کا لطف کیوں نہو عاشق کی روح کو سیر چین کی اب ہمن پر و انہیں رہی ہیں لعل کی طرہ نہیں بھولے سے دیکھنا سب سے نہ کھلے وہ رہے دور دوستو عاشق نے لوٹ پوٹ کے برق جال پر کیا ہرج تھا جو دوست کا وہ بھی تھا خواہنگار مل ملے بار بار لب لعل پر سی دلو بنا کے چشم فسون گر کا آشنا</p> |

| | |
|---|---|
| دیوانگان عشق کی حالت نہ پوچھے اس بت نے دیکھے ساتھ کیا ہے کیا سکھ | دلت ہوئی کہ دشت کو سکن بنالیا کبھی کوئی لکے دیر برہمن بنالیا |
| آخر میری دعا نے دکھایا انز و ف | سنا ہوں اُس نے غیر کو دشمن بنالیا |
| ناخن رہا ہمیشہ جگر سے لگا ہوا زلزلہ دو تائین دیکھ کے یلی کو شاہ کش آگاہ تھا نہ اسے مقدر کے پیچ سے وہ بزم سے اُٹھے کہ چڑک کر یہ رگہیا جس پر ٹہری نگہ رگ و پے میں اتر گئی اُس بیوفا کی طرز جناب سے ہے جدا صبر و قرا مجھ سے جدا ہو گئے مگر کبھی بہا ہے رخ رنگین یار پر گزار کی ہوا نہ موافق ہوئی مجھے تیر نگاہ ناز سے اللہ کی پناہ زیبا ہے جو رو ظلم حسینوں کو واسطے بچین کر ہی ہے کہ شک اسکی بار بار | اچھا ہوا جو زخم وہ سب برا ہوا غیرت سے شانہ و شقد محبوبون دوٹا ہوا میں چھو کے اُسکی زلف اسیر بلا ہوا بیٹھے بیٹھا ہے دلو خدا جانے کیا ہوا رکھانہ تیری تیغ نے تہہ لگا ہوا مجھ سے کیا جو عدہ عدو سے وفا ہوا دل سے خیال یار نہ دم بھر جدا ہوا اک پھول ہے گلاب کا گویا کھلا ہوا وحشت کچھ اور بڑھ گئی سودا سوا ہوا کسکو دکھاؤں اپنا کلینچہ چھینا ہوا دلو ملا جو باہت سے رنگ حنا ہوا ارمان ہے کہ دل میں ہے کٹنا چھبا ہوا |
| کہنچا ہزار قاتل میر حسم نے وفا | دل سے مرے نہ تیر کا پریشان جدا ہوا |
| پاس جب تک وہ ماہ پیکر تھا | خوب چمکا ہوا مست در تھا |

| | |
|---|--|
| <p>دل کے ہوتے وہاں میں کیوں جاتا ہم کو جنت کا تھ مزا حاصل ایک اکدن ترمی جدائی کا تشنہ کا سون کو گر گیا سیراب زندگی بھر نیاز مند رہے تبع خود انکے ہاتھ میں دے دی دل قیامت کا بیوفا نکلا ہے ایام وہ جدائی کے کچھ نکلنے تو کی نہیں سازش</p> | <p>دیر و کعبہ میں خاک و پتھر تھا جن دنوں انکے در پہ بستر تھا ایک اک سال کو برابر تھا واہ کیا آبدار خنجر تھا سر ہمارا تھا یار کا در تھا دوش پر بار اس قدر سر تھا ہے ہم کو بھی ناز کس پر تھا شب قیامت تھی روز محشر تھا پہلے اتنا نہ تو سنگر تھا</p> |
| <p>دل کو تڑپا گیا کلام وفا ایک اک شعر اس کا نشر تھا</p> | |
| <p>کوئی سنتا ہی نہیں اتبوفانہ دل کا انگہ ناز سے غم سے خم ابرو سے کیا اسے بھی کوئی پروا نہ سمجھ رکھا ہے بال کبھرا ہے ہوئے روز نکلنا گھر سے سامنا ہوتے ہی وہ آنکھ چرا جاتے ہیں چہین آتا ہے کیسے وقت نہ نیت د آتی ہے دلربائی کے بھی انداز غضب ہوتے ہیں عشق سے سکے درد کو اللہ سلامت رکھے</p> | <p>راس آیا نہ ہمیں ہاے لگانا دل کا خوب آتا ہے تھین یا لبھنا دل کا دیکھو دیکھو نہیں اچھا ہے جلانا دل کا کھیل ٹھہرا ہے اُنھیں اب تو پھنسانا دل کا خوف یہ ہے کہ نہ کھل جائے چرانا دل کا بیج تو یہ ہے کہ بُرا ہوتا ہے آنا دل کا انکا آنا اور ادھر ہاتھ سے جانا دل کا رہ گیا ہے یہی اک دوست پرانا دل کا</p> |

| | |
|---|---|
| <p>نالہ دل کی بھی کچھ تڑپ کو خبر ہے نہیں ان بتوں کی نگہ ناز سے اندر بچا ہے خیر ہوتو ترے کوچے سے اٹھ جاتے ہیں آپ کی زلف میں یا چشم سیاہ میں ہو گا دل ہی خستہ و لون کی وہ بھلا کیا جانیں آپ کے ناز ہزاروں ہی اٹھائے لئے</p> | <p>رنگ لایکا کسی روز ستا نادل کا اسی نادل سے اڑاتے ہیں نشاۃ دل کا مگر ایسا جان ہے دشوار اُٹھ نادل کا ہم سے کیا پوچھتے ہیں آپ ٹھکانا دل کا انکو آتا ہے تو آتا ہے دکھ نادل کا آپ نے ہائے کہا ایک نہ مانا دل کا</p> |
| <p>عشق بازمی نہیں آتی جو بت کسن کو سیکھ لے اپنے وفا سے وہ گانا دل کا</p> | |
| <p>وہ شوخ جبکہ سلینہ سے میرے پٹ گیا وہ مست باز بستر راحت پہ تھا دراز وہ رات خوب ہے جو کٹے دلر باکیا ساتھ لطف و کرم ہو غیر پر اور ہم پہ یون ستم وہ سہنت جان ہوں کٹ نہ سکی اک لگ گلو وہ دے کا اعتبار میں ایسے کا کیا کروں</p> | <p>ارمان دل بر آیا ستارہ پٹ گیا دیکھا جو مجھ کو شرم سے بالکل سٹ گیا وہ دن بھلا جو لطف کی باتوں میں کٹ گیا آخر کو ایسی باتوں سے دل اپنا پھٹ گیا سندہ رگ پہ آکے آپکا خنجر اُچٹ گیا گھر آتے آتے میرے وہ کا فر پٹ گیا</p> |
| <p>اپنی وفا بھی کام نہ کچھ آئی اسے وفا وہ کیا بگڑ گیا کہ زمانہ پٹ گیا</p> | |
| <p>غم دنیا کی مین ہر حال میں پروا نہیں کرتا جھکا دیتا سر تسلیم کو ہوں پیش ہنسن بھی کسی کی مہربانی کی نہیں ہے کچھ خوشی مجھ کو</p> | <p>ذرا انگین نہیں ہوتا ہوں فکر اُصل نہیں کرتا زمانہ گو یہ کہتا ہے کہ مین اچھا نہیں کرتا ننگاہ چشم دشمن کی بھی مین پروا نہیں کرتا</p> |

| | |
|---|--|
| مرا اک دن بھی آنا ہو گیا و د بھر بہت اچھا مگر برعکس اسکے ہو گئے ہیں آج کل خوگر عدو پر مہربان ہو کر مجھے ترسا تا ہے ترسا ترحم چاہیے دل میں زبان میں چاہیے نرمی جو اب نامہ تصد نے جو انکا تو وہ یوں بولے ندے پر مہمان مجھ کو مبارک تیری سبے تجھ کو ترے اوصاف کے اذکار تو کرتا نہیں دشمن | مزایہ ہے کہ میں ہفتہ میں بھی آیا نہیں کرتا وہ کب وعدہ نہیں لیتی میں کب ایسا نہیں کرتا ترے ترسانہ کی پروا بت ترسا نہیں کرتا درستی مجھ سے تو کرتا جو یہ اچھا نہیں کرتا رسید خط میں ایسے وسیوں کو لکھا نہیں کرتا گدا سے میکہ اک جام کی پروا نہیں کرتا جھاکاری کا تیرے وہ کہاں چہ چاہا نہیں کرتا |
|---|--|

وفا کو لاکھ سمجھایا کئے احباب کیا یہ کبھی

پچھوڑی عاشقی اسپر بھی یہ اچھا نہیں کرتا

| | |
|--|---|
| جب تک نہ اُسے اٹکھ لڑی شاہ حال تھا خوشحال پایا اس کو جو خوشی عدال تھا وہ میرے بعد مرگ ہوے ہیں جو بچم غم دشوار جانے تھے جسے وہ سہل تھا بہت افتادگی میں بھی نہ گئیں و سعداد یان رہتا نہیں زمانہ کبھی ایک رنگ پر فرماتے ہیں خبر مرے مرنے کی سکے وہ ہم ترک کر کے عشق جو گوشت نشین ہے وہ سے بیوفائی کرین سہل تھا بہت وہ شکوہ جفا یہ کہتے ہیں صاف صاف | یہ کا ہشتین تحقیق دیکھو نہ رنج و مال تھا کامل ہوا ہلال تو آہستہ زوال تھا پوچھے تو کوئی پہلے نہ اس کا خیال تھا آسان جب کو سمجھے تھے بالکل محال تھا گو دل تھا پائمال مگر رخ جمال تھا دیکھا تو مہر و مہ کو بھی آہستہ زوال تھا اندہ بخشتے اس کو بڑا خوش خصال تھا معلوم ہو گیا کہ وہ مہل خیال تھا ہم اُسے ترک عشق کرین یہ محال تھا کیون دل لگا تے وقت نہ اس کا خیال تھا |
|--|---|

| | |
|---|--|
| اُس کا جواب دیکھئے جو میرا سوال تھا | بس مہربان مجھ کو نہ باتوں میں ٹالئے |
| ملنے گئے تھے ہم بھی وفا سے تو آج ہی | سودا آئوں کے رنگ میں وہ بالکمال تھا |
| <p>حاصل ہمارے دل کا سبھی مدعا ہوا لیکن مجھے ہے خوف قیامت لگا ہوا کیون آج تیرے خنجر تیراں کو کیا ہوا پھرتا ہے قتل گد میں مجھے ڈھونڈتا ہوا ہے یہ پرند آپ کے ہاتھوں پلا ہوا بند قبا جو ان کا شب وصل وا ہوا رگتا نہیں ہے تیرا کمان سے چلا ہوا اچھا ہوا کہ خاک رو د لہ رہا ہوا</p> | <p>پوچھو نہ یہ کہ وصل میں کیا کیا فرما ہوا ساتی کھڑا ہے سامنے ساغر لئے ہوئے رکتا ہے میرے حلق پہ قاتل جو بار بار قاتل کو میرے قتل کا اندر سے اشتیاق اڑتا نہیں ہے طائرِ رنگِ حن کبھی جوشِ طرب سے غنچہ دل کھل گیا ادھر چھپتی نہیں سب سے بات زبان کی کہی ہوئی دل پس گیا جو اپنا نہیں اس کا غم ہمیں</p> |
| خود اپنے دل میں آپ ہی انصاف کیجئے | کس دن وفا سے آپ کا وعدہ وفا ہوا |
| <p>کہ موت کا بھی شبِ غم نہ انتظار کیا تمام عمر یو نہیں میں نے انتظار کیا تو دلچسپ جہ محبت میں اختیار کیا گلے لگا کے نہیں وصل میں جو پیار کیا اسی پہ میں نے بھروسہ ہزار بار کیا یقین میں نے کیا دل نے اعتبار کیا</p> | <p>کسی کی یاد نے اس درجہ بے قرار کیا یو نہیں ہمیشہ رہی اُن کی آج کل پر سون جو تجھ پہ بس نہ چلا کچھ نہ غیر برباد جہرِ ملک کے بولے کہ یہ گر میان نہیں آجی یہی زبان تہا رہی ہے غیر کی جھوٹی نہ کھاؤ عذر و وفا پر قسم رقیبوں کی</p> |

وفا ٹھکانے لگی آج کچھ مری محنت
کہ اس نے چاہئے واہون میں تو شمار کیا

پہلو سے میرے وہ دل شیدا نخل گیا
رضت ہوا شباب کے ہمراہ ناز حسن
دشمن مجھے نکالتے کیا ہم ناز سے
پھنسکر تمہاری زلف مسلسل کے واہون
اچھا ہوا کہ ایک تو کانٹا نخل گیا
سر سے غبار نشہ صہب نخل گیا
لیکن بپاس خاطر والا نخل گیا
سوار طائر دل اعدا نخل گیا

تھا بوفانی کا نہ گمان دلہا سے وفا
قابو سے کیوں بہنا زونکا پالا نخل گیا

ناز سے ہاے شب وصل و آنا تیرا
آئینہ دیکھ کے ہو جاتی ہیں آنکھیں نہ بچی
سانپ سالوٹ گیا دلیر اگر یاد آیا
کیا تماشا ہے کہ تو دیر میں تو کیسے میں
دہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے
یاد آتا ہے تو دل تمام کے رہتا ہوں
خوگر جو رہون میں عادی پیدا ہے تو
ہاے وہ غیر سے شکوے سر مغل پہنچ
اڑتی اڑتی سی خبر میری بھی ہو بچا دینا
وہ غم بھر میں رہ رہ کے تر پناہ لیل
تھام لیتا ہوں کلیجہ اگر آتا ہے یاد
رخ پر روزہ آنچل میں چھپانا تیرا
میری نظروں میں ہے اب تک وہ زمانا تیرا
مسکراتے ہوئے چھاتی سے لگانا تیرا
پھر کسی جا نہیں ملتا ہے سٹھکانا تیرا
کام خاک آئے گا یہ اشک بہانا تیرا
ہاے شوخی سے وہ آنکھوں کا لڑانا تیرا
کم بہنیں لطف و کرم سے یہ ستانا تیرا
دیکھتے ہی مجھے وہ بات بسنا تیرا
اے صبا اسکی گلی میں جو ہو جانا تیرا
میں نہ بھولا ہوں نہ بھولوں گا فسانا تیرا
نادک نازدہ سیلے پہ لگانا تیرا

| | |
|--|--|
| ایک دن خون بہائے گاد دل عاشق کا جان عشاق پر ڈالتا ہے بلائیں تازہ | لب لعلین پستی کا جانا تیرا کھول کر بال لب بام پہ آنا تیرا |
| دیکھ جائیگا نہ حسی کی کبھی ادبانی جور ان وفاؤں پہ وفا کو یہ جملانا تیرا | |
| ہے جوش پر شباب بت خوش جمال کا ہر ایک بزم میں ہے اسی شمعرو کا ذکر افسوس دل کے ساتھ گئی جان زار بھی بے عیب کوئی حسن نہ دیکھا جہان میں قدر ہنر ہی آہ زمانے سے اٹھ گئی آئینہ لیکے دیکھو صورت خطا معاف | رنگ آجکل ہے ادھر ہی کچھ چل ڈال کا چرچا ہر رک چمن میں اسی نونہال کا آغاز عشق نام ہے اپنے سال کا ہے دامن کمال پہ وہ بہ زرد ل کا کس سنہ سے نام لے کوئی کب کمال کا کیا پوچھتے ہو حال دل پر ملا ل کا |
| افضل وہی بشر ہے فرشتوں سے لئے وفا پیدا ہو جبکہ قال میں بھی رنگ حال کا | |
| میں نظر میں اک جہان کی نہ ذلیل خواہ ہوتا میں جہان کے مہوشوں پر نہ کبھی نشا ہوتا نہ ملو رقیب سے تم جو کہا تو روٹھ بیٹھے جو وہ بکھرے بالوں ہوتا لب بام جلوہ فرما | وہ جفا شعار ظالم جو وفا شعار ہوتا مجھے اپنے دل پہ یارب اگر اختیار ہوتا نہ محبت اُس سے ہوتی نہ یہ حال زار ہوتا تو ہر اک کا خون ناحق سر ہر گزار ہوتا |
| جو یہ اسے وفا سنا غم ہجر بار مجھ کو تو مرے کہے میں اپنا دل بتیہ رات ہوتا | |
| ہے وفا آدمی ٹھکانے کا | بھگتا بھگتا یا اک زمانے کا |

| | |
|--|---|
| <p>یہ بہانا نہیں نہ آنے کا دشمن جان ہوا ہون پھر اپنا بجلیان میرے دل پہ توڑے گا تم صاحب او میری آنکھوں میں موت بھی ہجر میں نہیں آتی بن ہے ہین وہ میرے دیوانے عذب دل میں بھی کچھ سکت نہ رہی رکھ کے سہجا جو خط میں بہر جواب اُس شکر نے یوں جواب دیا مارا قاصد کو خط کیا پرز لاکھ میں لاکھ بار کہہ دن گا</p> | <p>صاف فخر ہے آزمانے کا پھر ارادہ ہے دل لگانے کا ہاے انداز مسکرانے کا صاف رستہ ہے دلمیں آنے کا اب ارادہ ہے زہر کھانے کا ہے یہ تعویذ اک سیانے کا نام لیتے نہیں وہ آنے کا اک ٹکٹ سینے آدھ آنے کا میرے دکھ درد کے فسانے کا یہ نتیجہ ہے دل لگانے کا تجکوں لپکا ہے دل چرانے کا</p> |
| <p>کایاں ہے اگر وہ شونخ وفا میں بھی آزاد ہوں زمانے کا</p> | |
| <p>مجھ سے جدا جو میرا دل آزار ہو گیا اچھا وہ ہو سیکنا نہ ہرگز علاج سے آزاد اسی کو کہتے ہین سچ پوچھو اگر جو دوست تھا وہ ہو گیا دشمن کیا ہوا کیا جانتے کہ یاد مجھے آئیگی کیا کیب کائنات کی طرح دوست کٹکٹو ہین آنکھ میں</p> | <p>جینا ہوا یہ حال کہ دشوار ہو گیا الغنت میں ان بتوں کی جو بار ہو گیا الغنت کے دام میں جو گرفتار ہو گیا دشمن جو تھا ہمارا وہ غمخوار ہو گیا مضطرب آج مرا دل نزار ہو گیا انکے گلے کا جب سحر عدو ہار ہو گیا</p> |

| | |
|--|---|
| غیر دیکھو اس سے خوش کبھی ہونا بچا ہے کیا فکر و اعات گزشتہ سے فائدہ نماہت قدم رہا نہ وہاں کوئی مدعی انجمن بڑھی ہوئی ہے تیری کس کو ایڑی | آزد وہ مجھ سے گر میرا دلدار ہو گیا چلنے کو جبکہ قافلہ تیار ہو گیا جس وقت گرم قفل کا بازار ہو گیا کسی تر اطرہ طرار ہو گیا |
| تیر نگاہ ناز کی تانیہ سے وفا کا نا بھی گل کی طرح دل ادگار ہو گیا | |

رویف باے عربی

| | |
|--|---|
| مین کیا کروں بلا سے جو تو مہربان ہے اب وہ ہو چکے رقیب کے گوستہ گزین مین ہم وہ ہکو یاد کرتے ہیں ہم اُن سے بے خبر سودا سے زلف و خال سے نفرت سی ہوئی پہلا سا اپنا حال نہ اپنا خیال ہے آرام کا نشان ہمیں مدت سے اپنے ہیں کچھ انقلاب دہر کی خوبی نہ پوچھئے دل لیکھے ہو دغ جگر ہے ہمارے پاس بیکارا سے وفا لگتی تیری وہ وفا | دہ دلو لے دہ اپنی طبیعت کہاں ہے اب جوراز در میان مین نہاں تھا عیان ہے اب اتنہ پہلی چاہ کا باقی نشان ہے اب گزر رہا ہوا فسانہ ہے یاد اُستان ہے اب وہ خواب خوشنما تھا جو خواب گران ہے اب ہم جانتے نہیں ہیں کہ راحت کہاں ہے اب اُجڑے ہوئے مکان کا یوں نہیں ہے اب منظور ہو تو لیسو یہی ارغوان ہے اب دہ رات پوچھتے تھے عمر خان کہاں ہے اب |
|--|---|

رویف باے فارسی

| | |
|---|---|
| <p>باز آئے ہیں میری چاہ سے آپ بڑھ کے کیا ہونگے مہر ماہ آپ خوف لیجئے ہماری آہ سے آپ کچھ ہوے اور میری چاہ سے آپ آتے ہیں کسکی خواہ گاہ سے آپ بچکے چلے گا اسکی راہ سے آپ</p> | <p>پوچھتے ہیں کڑی نگاہ سے آپ اسقدر ادعا سے حسن اجمی ہو ہی جائے گا کچھ انرا سکا آپ کی قد یہ نہ تھی پہلے بال بکھرے ہوئے ہیں چہرہ فنی اعتبار اور رقیب کا کیا خوب</p> |
| <p>اے وفا در آپ کی کیا ہو جب گرے اپنی بھی نگاہ سے آپ</p> | |
| <h2>ردیف تائے فوقانی</h2> | |
| <p>آنا نہ تھا نہ آیا وہ قاتل تمام رات برہم رہا وہ راہزن دل تمام رات المنقصر تھے ہاتھ حائل تمام رات افسوس نیند میں ہے غافل تمام رات اندوہ میں کٹی لب ساحل تمام رات اغیار بھی ہے وہیں شامل تمام رات</p> | <p>نرا پا کیا ہے یل بسبب تمام رات منت ہمار ہی اور وہ اکی بہنیں بہنیں کچھ لذت وصال زیادہ نہ پوچھئے قسمت سے عمر بھر ہیں ملی تھی شب وصال دریا سے غم سے پار ہو کر بھی تو کیا ہوا مہمان اس نے ہکو بلایا تو کیا ہوا</p> |
| <p>جو مدعا دل تھا و فاسد ہوا حصول مہمان رہا وہ حور شامائل تمام رات</p> | |
| <h2>ردیف تائے ہندی</h2> | |

| | |
|---|--|
| <p>یہی دل تھا کہ جس نے کھائی چوٹ دیکھے دل دگی کی کھائی چوٹ زندگی بھر سے دلپہ کھائی چوٹ ہولے کسبت کہ نہ آئی چوٹ جانچ کر تاک کر دگی کی چوٹ دلپہ ہے اگلی بیوت کی چوٹ کب حسینوں کی تو نے کھائی چوٹ توبہ کی عشق سے وہ پائی چوٹ</p> | <p>ٹناک کر آپ نے لگا ئی چوٹ ہے نتیجہ یہی محبت کا جو رکب تک سہون حسینوں کے وار خالی گیا نگہ کا جب تیری ضرب نظر کا کیا کہن کیا ملین تجھ سے ادبست کا فر بجز اس مزے سے ہے واعظ جسے کی عاشقی ہی دیکھ</p> |
| <p>اے وفا ہم ہیں اور تنہائی ہے حسینوں کی دلربائی چوٹ</p> | |
| <p>زند بھی ہے سزگون ساقی کا بھی محل اچاٹ قتل گد مین ہو گیا ہے کچھ دل بس اچاٹ ہو گیا ہنگامہ سے لیکن دل بس اچاٹ کیا خطا مجھ سے ہوئی کیوں ہو گیا ہل اچاٹ بیٹھے ہیں عشاق تیرے اوبت غافل اچاٹ گوشہ تنہائی میں بھی اب نہیں ہو دل اچاٹ غرق ہر فن کر بیٹھا تھا لب ساحل اچاٹ</p> | <p>کیوں نہیں پیانہ چلت کیوں ہوئی محفل اچاٹ ہاتھ جب اوجھا پڑا گردن پہ اس سفاک کا قتل ہونے آئے تھے سر باز کس کس فوق وصل کی شب آپ کیوں دلیکیر ایسے ہو گئے دل ڈرا جاتا ہے کچھ فکرا سید و ہم مین ان حسینوں کی ملاقاتوں میں وہ صدمہ ہے آج دیکھا تھا وفا کو یاد میں اس شوخ کی</p> |
| <p>رویف ثنائے مثلثہ</p> | |

سننے والا نہیں کوئی تو سرے فریاد عبث
قتل عشاق میں تاخیر ہے حبلاد عبث
بسکو معلوم ہے تھی کاوش شدا د عبث
بند کرتا ہے قفس میں اسے صیاد عبث
شب فرقت میں ہے فریاد سے فریاد عبث
ہم تو یہ کہتے ہیں تھی محنت فریاد عبث
غیر دن سے کرتے ہو تم شکوہ فریاد عبث
لوگ کہتے ہیں وفا سر کو آزاد عبث

غم فرقت سے مضطرب ہے دل ناشاد عبث
نام کو بھی جو نہیں رحم تبوں کے دل میں
بانغ دل جبکا ہو سب سب زہی ہوگا ہنہال
بلغ میں روح تو بیل کی پہونچ سکتی ہے
وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے
کوہ کف دید لگر کاہ بر آورد آخر
دوستوں نے تو کھو فائدہ کی پہونچایا
جبکہ پابند ہے غیر دن کی محبت میں وہ شوخ

یان کے پھولوں سے تو کانٹے ہی کچھ اچھے ہیں وفا
گلشن زلیست سے ہم کرتے ہیں دلشاد عبث

رویف تحیم تازی

کہنے لگے نازل ہوئی کیا تجھ پہ بلا آج
دیکھو کوئی دروازہ پھل ہے نیا آج
ظالم مجھے جتنا تیرا دل چاہے ستا آج
اگر تجھ کو اہل سانسے آنا ہے تو آ آج
گھونگٹ کو ذرا بہر خدارخ سے ہٹا آج
کہہ دو کہ رخ آئینہ میں دیکھے وہ ذرا آج
گھر غیر کے جانیکا چلکے اون کا فر آج

میں نے جو انہیں وصل پر مجبور کیا آج
آتی ہے یہ جگہ و جہان سے صدا آج
لوگنا میں ہر ایک جو رکاوٹ کل حشر میں بدلا
میں بھی ہوں کر باندھے ہوئے چلنے کو تیار
دست سے جہان شایق دیدار ہے تیرا
یکتا کی کاگر اس بت خود سر کو ہے دعویٰ
ہاں وہ تو سہی لے بت بے پیر میں تجھ کو

| | |
|--|---|
| <p>مے پینے پلانے میں عبث دیر سے ساقی سونے لے میں دت کے تھکے ماندے مسافر سر سے مرے جانی رہی جنت کی بھی پروا دل خون ہوا جاتا ہے دیکھے سے ہر اک کا میں نے شب بھران کا کیا اُن سے جوش کوہ کس طرح نہ دل مرا مست لے الفت آئی ہے نظر اُس گلِ رعنا کی جو صورت</p> | <p>کیا زینک چھائی ہے گھنگھور گھٹ آج نہ میں صورتیاست نہ جنگا آج کھائی ہے جو دلدار کے کوچہ کی ہوا آج کیا رنگ ہے لائی کف رنگین پہ خنا آج فرمانے لگے مجھ سے نکر کر ذرا آج دیکھی ہے کسی نرگس میگوں کی ادا آج ہے باغ دل اپنا چنستان سے سوا آج</p> |
| <p>کیونکر گلِ مصنوع نہ جھڑی شاخِ قلم سے آئی ہے طبیعت مری زور و نہ وفا آج</p> | |
| <p>دنیا سے کچھ نہ لایا ہے اُس یار کا مزاج انداز و ناز کے توجہ کا نہ رنگ زمین ہر وقت پوچھتے ہیں طبیعت تو ٹھیک ہی آیا ہمارے گھر میں تو یہ تو رہی اور ہیں پیٹی پڑوائی ایسی قیدیوں نے کچھ اُسے واعظ میں تیری سحر بانی تو جانوں جب دم بھر میں آپ اور سے کچھ اور ہو گئے گھر آ کے میرے پوچھتے ہیں یوں وہ میرا بس اک نگاہِ لطیفِ صحت ہے منحصر سیا د کیا رہائی کی ہوگی مجھے خوشی</p> | <p>ہے لحظہ لحظہ اور حرفِ کار کا مزاج لیکن ہنر بدلتا ہے انکار کا مزاج میں لاؤ لگا کہاں سے یہ ہر بار کا مزاج بدلا ہوا ہے کچھ بت عیار کا مزاج پلٹا نہ جس سے شوخ دل آزار کا مزاج آجائے راہ پر جو ستمگار کا مزاج اترا رہتا ابھی۔ ابھی انکار کا مزاج ہے جیسے پوچھتا کوئی بیسما کا مزاج کہدو وہ پوچھیں گردل بیمار کا مزاج ملا نہیں بہت مالک گلزار کا مزاج</p> |

| | |
|--|---|
| <p>شوخی نہیں یہ ہے کسی میٹھا کا مزاج کیا پوچھتا ہے طالب دیدار کا مزاج وہ پوچھنے لگے ہیں جو غیار کا مزاج بگڑا ہوا ہے آج جو سرکار کا مزاج کیا پوچھنے کو جائیں دل آزا کا مزاج</p> | <p>ہر لمحہ انقلاب کی کچھ حد نہیں رہی ظالم ہے وقت نزعِ ترحم کا ہے مقام مد نظر ہے اُسے صفائی مگر پھر اب ابرو پہل ہے چین بکین ہو سب سے کیا اسکی جفا سے ہم تو لب گور ہو گئے</p> |
| <p>اپنی وفا کی جب نہیں پڑا وفا اُسے کیوں پوچھیں جا کے شوخ جفا کار کا مزاج</p> | |
| <p>اترائی ہوئی پھرتی ہے کیا باد صبا آج قدم سے طالعِ خفہ کو جگا آج دیکھیں تو بھلا آئی ہے کس کی قصا آج رفعتِ مجھ حاصل ہوئی گردنِ سوسا آج ساتی نے پلائی جوئے ہو شربا آج جو پہول کہ صحنِ چمنستان میں بکھلا آج پس روٹھ گئے مین نے جو اُنسی یہ کہا آج آجائے اگر وہ بت بے مہر و وفا آج کر دل میں صنم تو ہی تو انصاف نہرا آج بلبلِ چمنستان میں جو مینِ نغمہ سرا آج ہونیکو ہے مغل میں بس اک حشرِ بپا آج لاتی جو نہیں بوسے سر زلف دوتا آج</p> | <p>لائی ہے جو بگوسے جانان کی آرا آج آجام سے بستر پہ تو اسے اہ لقا آج ہے بامِ یہ وہ رشکِ پری جلوہ نما آج مینِ ناصیہ فرسا جو ہوا در پہ تبار سے سر سے مرے جاتا رہا اندیشہ فردا برباد کیا کل کو اُسے بادِ خزان نے فرماتے تھے وہ وعدہ و صلت پہ سدا کل جی کہو لکر اپنا مین کردن شکوہِ حبران کب سے دل مشتاق ہے خواہشِ زدہ و صل آئینہ کیا ہے کسی گلو نے مگر قصہ آتے ہیں وہ اب رخ سے نقابِ پنوالِ شکوہ کھایا ہے مگر غارِ بہت ہمہ صبا نے</p> |

| | |
|---|--|
| ہر ایک مین کل مجھ کو بھی بدنام کر دے لالے نہ پڑیں جینے کے کوئی نکرشب فرقت اس وعدہ خلافی کی کوئی حد بھی ہے آخر چھائی ہے نظارے سے تری بخود ہی ایسی | کرتے ہو جو غم مجھ سے رقیبوں کا گلا آج وہ شک چن ہے مری نظروں سے جدا آج ہر تذکرہ وصل پہ کہتے ہو سدا آج حیرت سے ہوا جاتا ہوں نقش کفیا آج |
|---|--|

وہو کے مین وفا اس بت پر فن کے نہ آنا
وہ لاکھ کہے تجھ کو گلے مل لے ذرا آج

روینہ تیم فارسی

| | |
|--|---|
| اپنی نظر میں ہے چمن روزگار میں یہ ہے خیال وعدہ پہ وہ آئین گے ضرور ہم تیرے جوں و ظلم سے گھبرا نہ جائینگے وعدے ہوئے ہزار وفا اک نہیں ہوا وا غلط یہ زند تیرے نہ بھردن میں آئینگے مرینکے بعد نام و نشان سے مفاد کیا | یہ گل - یہ غنچہ - اور یہ باغ و بہار بیچ اور دل یہ کہہ رہا ہے ترا منتظر بیچ تیرے ستم میں دشمن صبر قرار بیچ اب ہم سمجھتے ہیں تیرے قول و قرار بیچ تیرے یہ وعظ و پند میں اسے پہچان بیچ لوح مزار کیا ہے نشان مزار بیچ |
|--|---|

وہ جانتے نہیں کہ وفا کس کا نام ہے
ان کا کہم ہر بیچ وفا کا پیار بیچ

روینہ حلی

| | |
|---------------------------------------|----------------------------------|
| جنگل آنکھیں دکھیتی ہیں جلوہ رخسار صبح | ہے نہیں کیواستے سب برکت والو صبح |
|---------------------------------------|----------------------------------|

کی جو نگلی زلف میں پیدا ہوئے آثارِ شام
 شامِ فرقت اسلئے آہوں کی باندھی ہے ہوا
 بارشِ مضمون ہے کیا کیا وصف سئے یا میں
 تیرے جلو سے ہے بزمِ حسن گرامی ہوئی
 سونے والوں نے یہ کہتے ہیں فرشتے ہوشیار
 بات کو فی بھی تری قابلِ بھروسے کے نہیں
 خواب سے انکو جگانیکی ملے خدمت مجھے
 کہیں لے پھرتے ہیں جو بادِ سحر سے خوبرو
 رُخ سے گیسو جب سر کے غل ہو عاشقِ مین
 ہے ستاروں سے یوہنی رونقِ شب ایک کی
 وصف گیسو گر کردن ہو جائے عالمِ شام کا
 ہجر کی شب چارے ایدل خیال سئے یار
 پھرتے ہیں آنکھوں میں ابتک وصل کی بے نیاز

رُخِ جبِ غل زہ ملا پیدا ہوئے آثارِ صبح
 زلف سب سر کے کہیں ہو جلوہ گر خسارِ صبح
 یوں کہیں برسا ہو گا اگر گھر بارِ صبح
 جسطرح خورشید سے ہو گئے بازارِ صبح
 ہاتھ سے جانے نہ پائے دولتِ بیدارِ صبح
 شام کا اقرار دیکھ اسن لیا انکارِ صبح
 مے مرے اقدہ محب کو طالعِ بیدارِ صبح
 ہے بجا کہیں اگر انکو گل گلزارِ صبح
 رات کا پردہ اٹھا پیدا ہوئے آثارِ صبح
 جسطرح پھولوں سے ہو آراستہ دربارِ صبح
 ذکر ہوئی کا تو پیدا ہوئے ابھی آثارِ صبح
 ورنہ پیدا ہو نہیں سکتے کہیں آثارِ صبح
 ہائے وہ لطف سوا د شام وہ انوارِ صبح

اے وفا کاٹے نہیں کشتی ہے فیقتلِ رات
 جان آجاسے جو ہوں پیدا کہیں آثارِ صبح

وقتِ رخصت کیا کہوں حال دل بیمارِ صبح
 وصل کی شبِ شام ہی سے ہو عیان آثارِ صبح
 وصل کی شب کیا قیامت ہے نمودِ زہرِ صبح
 جلوہ اُس یوسف کا آتا ہے نظرِ خورشیدِ مین

گریہ بے اختیار و نالہ ہائے زارِ صبح
 یا آہی بڑھ گئی ہے کس قدر رفتارِ صبح
 مین سوا د شامِ فرقت سرِ سیرِ انوارِ صبح
 کوئی میرے دل سے پوچھے گرمی بازارِ صبح

| | |
|--|--|
| دھل کی شب شام سے کہنکا ہے روز ہجر کا ہو بڑے وعدوں کے سچے واہ کیا باتیں آج وہ مہمان ہیں تو گھر میں ہے کیا کیا بہار دھل کی شب بھی نہیں آرام دکھایا ہے ٹٹے | یا الہی حشر تک پیدا بہنوں آثار صبح شام کی تقریر کیا تھی اور کیا اقرار صبح خوشنارنگ سحر سے ہے عجب گلزار صبح کچھ ابھی سے خاطر برہم کو ہیں انکار صبح |
|--|--|

| | |
|--|---|
| کیا دفائے وعدہ کی امید اٹسے وفا شام ہوتے ہی بدل جاتے ہیں سب اقرار صبح | ۴ |
|--|---|

ردیف خائے مجھ

| | |
|--|---|
| خوب ہم سمجھے ہوئے ہیں شوخے رفتار چرخ کون ہو گا اس ستم پر یار اور غمخوار چرخ ہیں سراسر بے خلاف اس ہوفا کے قول و فعل اسکی نیرنگی سے نالان اک زمانہ آج ہے لیکے ڈوبیکا جہان کو ساتھ اپنے ایک دن سخت جانی سے مری ظالم نہ سہر ہو سکا کچھ نہ کچھ تو ہور ہوگا خوب و زشت انجام کار میری بربادی کے درپے ہیں میں آسمان اس شکر کا نہیں دنیا میں کوئی دوستدار میکشون کار آمدن رہتا ہے ساغر دور میں کیجئے گلہاے انجم کے نظارے وقت شب | شیوہ کرد و غا ہے ابتدا سے کار چرخ خود ستگر اور پر میدا ہے رفتار چرخ پردہ اقرار میں ظاہر ہے خود انکار چرخ ایسی صورت میں بھلا ہو گا کوئی غمخوار چرخ ہیں خرابی کے نشان اطوار ناہنجا پر چرخ سیکڑوں جھیلے ہیں صد سیکڑوں ہی چرخ رات دن گردش میں ہے یہ گنبد و وار چرخ اسکی جالین اور ہیں کچھ اور ہے رفتار چرخ ایک مین کیا کل جہان جو شاکی آزار چرخ کیا برا ہے گر کہیں رند و نکو ہم سخوار چرخ واہ کیا پہلا بھلا ہے چرخ پر گلزار چرخ |
|--|---|

| | |
|--|---|
| <p>دور و مند و نگو گھر سی بھر چین سے رکھتا ہنہین ایسے ظالم کا کوئی ہمدرد ہو گا کیا بھلا نیست و نابود یہ بھی ایک دن ہو جائیگا وہ نگئے دن جبکہ یہ مانوس تھا اور دنگو ساتھ</p> | <p>اس قدر ہے فتنہ گراں پیر دل آزار چرخ کون کھلیگا زمانے بھر میں یارب یار چرخ چند روزہ اور ہے یہ گردش و رفتار چرخ بیکسو نکو اب سنا نا ہو گیا ہے کار چرخ</p> |
| <p>ظلم میں پیر و ہست یہ اُس بیوفا کا اسے وفا راستی پر آئے کیا رفتار کج رفتار چرخ</p> | |
| <h2 style="text-align: center;">رو لیف دال مہملہ</h2> | |
| <p>بھولے ہوئے ہیں یاد میں اُسکی خدا کی یاد فرقت کی شب میں ہوش کا مطلق ہنہین ہے غم مرقد میں نمید چین سے ہرگز نہ آئیگی کیا دجرات بھر مری بچکی رُ کی ہنہین بھولے سے اب تو یاد وہ کرتے نہیں مجھو لطف و کرم کا خواب بھی دیکھتا ہنہین کبھی ساقی شراب ناب ہے زہر آباب مجھے مصر و رات دن میں وہ اب تو بناؤ میں</p> | <p>کیا کیا ستم نہ توڑے گی اس بیوفا کی یاد ہاں بھولی ہنہین ہے دل بیوفا کی یاد وہ بھی سائیگی کسی شیرین ادا کی یاد کس نے کیا تھا یاد یہ ہے کس بلا کی یاد پوچھے تو کوئی کیا ہوئی وہ ابستہ کی یاد بھولوں گا میں نہ آپکے جو رجوا کی یاد یہ چین کر رہی ہے کسی مہ لفت کی یاد آئینہ کی طلب ہے کبھی ہے خدا کی یاد</p> |
| <p>آخر کو جذب دل نے دکھا ہی دیا اثر سنتے ہیں اب کہ شام و سحر ہے وفا کی یاد</p> | |
| <p>بیان حال کو باقی ہنہین زبان صیاد</p> | <p>نہ کام آئے مریے نالہ و فغان صیاد</p> |

ہاتھ آیا ہے کسی رشک قمر کا تعوید
 حرز جان اسکو بناے مجھے رکھتا ہوں مین
 کیا کروں لیکے کسی عامل و کامل غسل
 غیر نے لاکے دیا ہے عمل بغض کا نقش
 وصل کی صبح خفا ہو کے وہ فراتے مین
 اے مریمان جتھے خواہش ہو تو لا دو گامین
 بارک اللہ یہ خوبی یہ جمال زیب
 اٹکے ہم چھڑنے کو روز کہا کرتے ہیں
 خط نہیں لایا یہ قاصد نے مریمان آئی
 اے دل زار حسینوں کی محبت ہے عجب
 خاک در ہاتھ کسی غیر کی آئی شاید

جانبے یہ سحر کا ہے یا کہ نظر کا تعوید
 جب سے ہاتھ آیا ہے اس شوگر در کا تعوید
 مل رہیگا کبھی آہونکے اثر کا تعوید
 اور کہتا ہے کہ ہے تیغ و تبر کا تعوید
 کیا ہوا ہے غضب وہ مرے سر کا تعوید
 ایک سے ایک زیادہ ہے اثر کا تعوید
 چاہیے تجکو مریمان نظر کا تعوید
 تو خبر لے تری چوٹی سے وہ سر کا تعوید
 ہاتھ آیا ہے میحا کے یہ گھر کا تعوید
 اگر نہیں پاس ترے زور کا ہزر کا تعوید
 کہ بنایا ہے اسے تنے نظر کا تعوید

کیا کروں مین کسی عامل سے کہین ملے وفا
 محلو کا فی ہے مرے زور کا زر کا تعوید

رویف لے مہملہ

تو داماں غم دل نے کپڑا بچس کر
 کسی نے زمانے کو آنکھیں بدل کر
 گیا جب مین صحر اکو گھر سے نکل کر
 بہت غم ہوا غم کو دل سے نکل کر

چلا جب وہ سینے سے میرے نکل کر
 مرا حال اچھا جو دیکھ تو دیکھ
 قدم خود لئے قیس نے آکے میرے
 ہمارا ہی دل تھا کہ کی تد ر غم کی

وہاں آج جاتا ہوں صورت بد لکر
 وہ افسوس کرنے لگے ہاتھ ملکر
 میں جب اٹھ چلا انکی محفل سے جلکر
 کہ گرتے ہیں دشمن ہمیشہ پھسلکر
 مرے سینے میں رکھ بادل دھلکر
 ابھی موم ہو جاے پتھر گھلکر
 فلک خاک ہو جاے دم بھر میں جلکر
 مگر لیکے جاتے ہیں آنسو چھلکر
 شگفتہ ہو کیا خاک دل پھول پھلکر
 کہ وہ ہاتھ دہو بیٹھے ہیں مجھ سے جلکر
 کہ اکدن رہیگا یہ جو بن بھی ڈھلکر
 تو قطرہ بھی ہو جائے دریا اُبلکر

کہیں رنگ لائے نہ قسمت آہی
 مرے قتل کی جب کسی نے خبر دی
 غضب ہے کہ دامن رقیبوں نے پکڑا
 خوشی سے میں روتا ہوں انکی گلی میں
 نظر آئی جب شامِ فرقت کی صورت
 سنا دون اگر حالت سوزشِ دل
 جو دیکھے کبھی میرے خورشیدِ رو کو
 میں خود چارہ گردان تو جاتا نہیں ہوں
 ہے دودن بہار جوانی کا عالم
 اسید و نہپا پانی پھر اسوزِ دل سے
 کہان تک دوپٹہ سنبھاو گے آخر
 اگر جوشِ میں آئے رحمتِ خدا کی

وفا جب میں جا پہنچا اُن کی گلی تک
 قصہ بول اُٹھی دم رکھ سنبھلکر

دل شوریدہ تو بھی سیکڑوں ارباب پیدا کر
 سفر کا اپنے کچھ توشہ تو اسے نادان پیدا کر
 گھٹائیں چھا رہی ہیں عیش کو سامان پیدا کر
 مسیحا لئی دکھا مجھ نیچان میں جان پیدا کر
 مادہ سے دل خود رفتہ میری جان پیدا کر

وہ شونہ سے یہ کہتے ہیں کہ اطمینان پیدا کر
 عبادتِ حق کی کر لے رہے ہیں نیا و فائزین
 خدا را جلد آسانی کہ چرخ لا جو ردی پر
 شبِ فرقت کے صدوں سو آدم آگیا لب پر
 تجھے جب دیکھ لیتا ہوں تو ہو جاتا ہوں دیوانہ

| | |
|--|---|
| <p>بھلا کیا فائدہ ظالم کسی کا دل جلائے سے ہمیشہ جس ظالم میں رہے کشتی رقیبوں کی رقیب روسیہ گروصل کی شب لاکھ بہکا سے ستم گر بیوفا گر تنہا کیست کی کا دعویٰ ہے اگر منظور ہے قطع تعلق مجھ سے اوکا فر</p> | <p>زمانہ دم بھرے الفت کا ایسی شان پیدا کر الہی عشق کے دریا میں وہ طوفان پیدا کر نہ دل میں مجھ سے ہرگز بطنی بجان پیدا کر نئی شوخی نیا غم نہ زالی شان پیدا کر تو مجھ سا چاہئے والا کوئی شان پیدا کر</p> |
|--|---|

| | |
|---|--|
| <p>وفا مشتاق ہے تو گر جال کبریا کی کا انکا حق نگر میں پیشتر عرفان پیدا کر</p> | |
|---|--|

| | |
|--|---|
| <p>دل بیتاب میں کچھ شوق کچھ ارمان پیدا کر اگر مرنے پہ دم سے وصل کا ارمان پیدا کر جو نیکی کر کے الٹی جاؤ وہ بھی جو کوئی نیکی ہمارے دل میں سینہ میں رگن میں رہتا ہے کلیسا میں حرم میں دیر میں جو ایک ہی جلوہ یہ سچ ہے اُس کا لجا مقرر ہے تجھ سے یہ پیہم ناکسبے سودا ہلے اتر کون ہو وہ وعدے کے نہیں سچے ہون تو پچھو</p> | <p>اگر ہے ادعا سے عاشقی یہ شان پیدا کر وگر نہ چھوڑ یہ دیوانگی او سان پیدا کر بھلائی کر کوئین میں ڈال یلحسان پیدا کر مگر پہچاننے کی واسطے او سان پیدا کر اگر ارمان ہے دیدار کا پہچان پیدا کر خودی سے اپنے گم ہونیکو تو اوسان پیدا کر سلیقہ عشق و الفت کا ارمی نادان پیدا کر اگر ہے زندگی مقصود اطمینان پیدا کر</p> |
|--|---|

| | |
|---|--|
| <p>وفا غفلت نہیں اچھی جو کرنا ہے وہ کر لو تو بھلائی کر کے عقبی کے لئے سامان پیدا کر</p> | |
|---|--|

| | |
|---|--|
| <p>جس پہ اتنی تین حوریں بیاہ روضان چھوڑ کر کیون بیل خوش ہو انکھیں دیکھ کر اس شغلی</p> | <p>پھر کہاں جاتا ہے زاہد کوئی جاناں چھوڑ کر انہماں جنگل میں رہتا ہو نکلتاں چھوڑ کر</p> |
|---|--|

مرفے بجائے جاتے ہیں چمنستان چھوڑ کر
 نعل نے غربت میں کیا پایا بدخشان چھوڑ کر
 وہ تو تملوڑ ہوئے تھے پھر تو تھوکنان چھوڑ کر
 مثل شبنم گل اڑے جاتے ہیں بستان چھوڑ کر
 پہول جاتے ہیں کہیں گلشن کا دامن چھوڑ کر
 جاسینکے وحشی کہاں صحر اکا درمان چھوڑ کر
 یاد رکھ جائیگی اکدن جسم کو جان چھوڑ کر
 صبح دم جب چلے دیا وہ مجھ کو گریبان چھوڑ کر

سوزش داغ جگر سے اک قیامت ہو گئی
 سرخروئی کو کرے کیا جب جگر خون ہو گیا
 کون کہتا ہو کہ یوسف کو زلیخا سے تھا عشق
 دیکھ کر عارض کو تیرے پانی پانی ہو گئے
 جو یہاں سرسبز ہیں مائل ہوئے کوکھل دوست
 ایک بھی اتنی نہیں ہر جگہ پیراہن کا ستار
 زندگانی پر تو کیوں بھولا ہوا ہے مردہ دل
 جذبہ دل دیکھ کر سینے لگے زخم جگر

آسمان خود علت زنجیر آفت ہے وفا
 حضرت یوسف نے کیا پایا محنت ازندان چھوڑ کر

کہ تھی جس ہاتھ میں تملوڑ اب وہ ہاتھ ہول پر
 کوئی رخسار پر صد تے کوئی رخسار کے تل پر
 نظر ہے روئے گل پر کان آواز غنل پر
 کسی کا کچھ اچارہ ہے ہمارے یہ دل پر
 لگا دو اور اک خنجر کرو احسان بسمل پر
 تھیں پردا ہنیں دلکی ہین قابو ہنیں دل پر
 بڑی کثرت سے پروانے گری زمین محفل پر
 عدد کو آپ نے تاکا گری بجلی مرو دل پر
 کہ میں کٹ جاؤ گا آیا اگر الزام قاتل پر

اثر میرے ترپنے کا ہوا اتنا تو قاتل پر
 قمر نہویا ستارے سب میں تیرے چاہنے والے
 مرے سیارہ کا عالم کوئی دیکھے گلستان میں
 تھیں کو ہتھو دیکھیں گے تھیں کو ہم تو چاہیں گے
 اسی کا نام چینا ہے تو اس سے موت ہے بہتر
 تمہیں کہہ دو کہ ایسے میں ہو کیا صورت شلی کی
 دلوں کا ایک سیلا ہے جہاں وہ جلوہ فرما ہیں
 جزا کہ اتنا کیا پہلو نکالا جی جلائے کا
 خیال اتنا رہے اسے سخت جانی فوج پونین

| | |
|---|--|
| <p>وہ نازان اپنی جوتن پر ہم اپنے چلبیلے بل پر مرے پابند ہونے سے مصیبت تھی سلاسل پر فلک کو ناز ہے بیفاۓ اک ماہ کامل پر ملا آرام ایسا نیند سی طاری ہے بسمل پر کہو اب بھی غلط ہے بس نہیں جلتا کچھ دلیر</p> | <p>ہماری بقراری شوخیوں سے دہنیں کھتی جنوں اچھا ہوا تو نے نکالا جکوزدان اسے ہزاروں چاند سورج اس زمین چلتے پھر تہین تری تلوار کا سایہ عجب سایہ ہوا سے قاتل عدو کی چاہ کو دیکھو اور اپنی شان کو دیکھو</p> |
|---|--|

وفا کو جب نہ دیکھا بزم میں اسنے تو یوں بولا
 اُو اسی آج کیوں چھائی ہوئی ہے ساری محفل پر

روایت زائے مجسمہ

| | |
|--|---|
| <p>اور اب ہونے لگے انکار روز اور اب آنے لگے ہزن تار روز یوں تو وہ کرتے ہیں اب قرار روز جمع ہیں میخانے میں میخوار روز صبح سے آج تہہ میں اغیار روز یاد کھاتے تھے ہمیں دیدار روز حشر رہتا ہے سربلدار روز بھوڑتے ہیں سرپس دیوار روز</p> | <p>پہلے تھے اقرار ہی اتار روز پہلے تھی دشمن سے بھی دوستی ایک وعدہ بھی وفا ہوتا نہیں دم قدم سے ہے مغان کی جگہ ہٹ انکی محفل ماندن اب گرم ہے اب مہینوں میں بھی دہ ملتے نہیں اس پر ہی روکے خرام ناز سے وہ نہیں ہوتے خبر افسوس ہم</p> |
|--|---|

میری حالت پر نہ رحم آیا وفا
 اسکو سمجھاتے رہے غم غوار روز

| | |
|---|---|
| <p> ہکو نظر وہ آتے نہیں صبح ہوا م روز محفل میں انکی چلنے لگا اب تو جام روز لیتے ہیں پیش غنیمت ہمارا وہ نام روز یادن وہ تھے کہ ان سے تھوہم کلام روز انکا یہ قول ہے کہ مجھ اب ہے کام روز کیا دن تھے وہ کہ ہوتا تھا اسکا سلام روز آمد کا ان کی کرتے ہیں ہم اہتمام روز </p> | <p> اغیار سے وہ ملنے گئے ہیں تمام روز یاے کو منہ لگاتے نہ تھے یا یہ حال ہے ملتے نہیں ہیں ہم سے مگر شکر ہے کہ وہ نظارہ جمال نہیں محال ہے کس طرح ہوگی ان سے ملاقات اب بھلا اب ان کی بزم ناز میں دشمن کا ہے گزر وہ وعدہ کر کے آئے نہیں اپنے گھر کو کیون </p> |
|---|---|

کیا انقلاب ہو چھتے ہو آج کل وقا
 رہتا ہے اُنکے پاس نیا انتظام روز

روایات ہندی

| | |
|--|---|
| <p> سوداے زلف خال و خط گلبدن کو چھوڑ دو لہا سے کہہ رہی ہے تفتاب طن کو چھوڑ اے روح کیا بدن زین پڑی جو بد کو چھوڑ منہ پھرن کر وطن کی طرف یون وطن کو چھوڑ اب تو بھی بوسے گل کی طرح سوچیں کو چھوڑ خلوت میں چلکے بیٹھ کہیں انجمن کو چھوڑ اے بلبل چین نہ خدارا چین کو چھوڑ اے شمع انجمن نہ مری انجمن کو چھوڑ </p> | <p> اٹل خدا کیواسطے سیر چین کو چھوڑ بس کو کر رہی ہے جدایت یار سے شوق وصال کا یہ تقاضا ہے بار بار اے دل ملے ہیں رنج عزیز دن سے پیشہ اے غدلیب سب تجھے کاٹنا سمجھتے ہیں بھگو نیا یار یہ دینا ہے اب صلاح دو دن خزان کا دور ہے آگنی پھر بہار روئی تھی سے اس دل پر آرزو کی ہے </p> |
|--|---|

احباب کا سخن سمجھے کیونکر قبول ہو
ہستی اگر مٹائی ہے اپنے دل حزین
فرماتے ہیں یہ مجھ سے کدھر دامن کو چھوڑ
یاد کر کو چھوڑ نہ فکر دہن کو چھوڑ

حب الوطن کا لطف یہ کہتا ہوں وفاء
سارے جہان کو چھوڑ نہ لیکھن کو چھوڑ

پیمان وصل باندہ کے او گلبدن نہ توڑ
اچھی نہیں ہیں روز کی وعدہ خلافیان
داعون سے لالہ زار ہے سینہ میں جاکول
نازک لبون سے لفظ نہیں کا ردا نہیں
دل بی وفا ہوا تو ہوا کیا مصافقہ
دل تو ٹکڑے بنے گا بنا سے سے تیر و کب
اس غنچہ امید کو رشک چمن نہ توڑ
امید بے کومری پیمان شکن نہ توڑ
بان دیکھ بہال کر گل رنج و سخن نہ توڑ
سائل کے دلوں سے غنچہ دہن نہ توڑ
اے یاس تو امید کا میری چمن نہ توڑ
بیرحم جان بوجھ کے نادان نہ بن نہ توڑ

مٹیاد سے وفاء یہ عناد کی ہے صدا
سب کچھ تو توڑ ایک گل خندہ زن نہ توڑ

ردیف سین

کیون نہیں پیمانہ چلتا کیون ہر یون محفل اُداس
قتل گر میں یہی کچھ شورش ہوئی عشاق کی
ہاتھ جب اُدھچھا پڑا اُس قاتل سفاک کا
بزم میں اپنی وہ بت آیا مگر اندوہ گین
ملگیا اپنی محبت کا صلہ جب یہ سنا
اہل محفل جمع ہیں لیکن ہے سب کا دل اُداس
رہ گیا خنجر اٹھا کر ہاتھ میں قاتل اُداس
رہ گیا اپنا کلیجہ تہام کہ بسل اُداس
دیکھ کر اسکو ہوا سب بخت کا دل اُداس
میر سے مرئی خبر سنکر یہو اسنگدل اُداس

| | |
|---|-------------------------------------|
| جاننا ہوں غیر سے اُن بن ہوئی ہے کچھ مزدور | آج کیون بیٹھا ہے وہ رشک کا مل اُداس |
| ہمنے دیکھا تھا وفا کو اک نئے انداز سے | خرق بحر فکر بیٹھا تھا سب ساحل اُداس |

ردیف شین مجھ

| | |
|---|---|
| وادی شوق میں ہے کب ہمیں رہیں کی تلاش | راہِ بن کی ہے طلبِ شمعِ شکر کی تلاش |
| شبِ غم پوچھتے کیا ہو کہ گزاری کیونکر | کبھی تھی یادِ تہا رہی کبھی خنجر کی تلاش |
| قیس آوارہ کا احوال نہ پوچھ لے لیلے | وہ تھا اور سجد کا بن اور تھی خنجر کی تلاش |
| کینچ لائی ہمیں اغیار کے در پر افسوس | کیا بُری چیزِ محبت میں ہے دلبر کی تلاش |
| بیخودی میں بھی نہ بھولے تری یادِ او کا فر | کوچہ گردی میں بھی رہتی تھی تری در کی تلاش |
| آرزوِ رند قدحِ کشش کی نہ پوچھ لے اعظ | ابر آیا ہے مجھے ہے مہو و ساغر کی تلاش |
| جوشِ سودا مرے سر میں ہے کچھ ایسا داغظ | کبھی خنجر کی کبھی ہوتی ہے نشتر کی تلاش |
| آپ پوچھیں مری خواہش تو یقین عرض کروں | کہ وفادار کو ہنر سے ہے بہتر کی تلاش |

| | |
|-----------------------------------|---------------------------------------|
| اب تو تاب ہو وفا عمر کٹی رندی میں | جامِ مے بیچ رہے بیکار ہے دلبر کی تلاش |
|-----------------------------------|---------------------------------------|

ردیف صاومہلہ

| | |
|----------------------------|-----------------------------|
| نہیں کام کی ہے دل آزار حرص | سراسر ہے دنیا کی بے کار حرص |
| بچھے شیخِ جنّت کا ارمان ہے | نہیں جاننا تو ہے بیکار حرص |

ہوئی اسکے حق میں دل آزار حرص
مگر ہو گئی دوز سے نار حرص
کہرے کھوٹے کاہی یہ بازار حرص
بہت کر رہے تھے ہو سکے رحرص
تو کہتے ہیں تیری ہے بیکار حرص
کر گئی مگر انکو بھی خوار حرص

خزانہ گیا سر پہ قادیون کے
گئے مر کے دوزخ میں آخر حرص
نکسیر اسکی پشیمان ہو
خجل ہو کے نکلے تیرے کوچہ سے
ہو اسائل وصل بوسے کے بعد
رتیب اب تو سر پر چلتے ہیں ترسے

کہلا بعد مدت کے ہم پر وفا
یہ بیکار بائین ہیں بے کار حرص

ردیف ضاد معجم

ہم کو اپنے سے غرض اپنی طبیعت سے غرض
رکھ کسی بات کی نہ تو مہر و عداوت سے غرض
تیری شوقی سے نہ مطلب و شرارت سے غرض
اور رکھتا ہے تو کہتے ہیں محبت سے غرض
نہ عداوت سے مجھ کی نہ الفت سے غرض
آپ ہیں کون مجھے آپ کی صورت سے غرض
جب محبت میں نہیں ناز و نزاکت سے غرض
اور ہونگے معین ہوگی تیری الفت سے غرض

اب نہ چاہت سو غرض ہو نہ محبت سو غرض
پند فرما ہے تجھے اپنی نصیحت سے غرض
چلے ہنسنے والوں کو ہے تیری محبت سو غرض
اہل دل سے جو رکے کوئی تو رک جاتے ہیں
آپ کا دوست نہ ہو دوست جو میرا نہ سہی
بزم اغیار میں انجانی سے وہ بچتے ہیں
اب نہیں مجھ کو ترسے گیسو رخ سے کچھ کام
ہم تو بازائے محبت سے پریشان ہو کر

اپنی تقدیر پہ صابر ہیں خدا پرست کر

اے وفا ہو کسی صاحبِ دل سے غرض

ردیف طارِ مہلہ

| | |
|--|---|
| <p>کہتے ہیں وہ شکایت جو رستم غلط رضعت نہ آہ کی نہ اجازت فغان کی ہو باتیں یہ سب بنائی ہوئی دشمنوں کی ہیں جی چاہتا ہے پھر کمر سے عرضِ حال پر تمنے جو کچھ کہا ہمیں سچ ہے درست ہے جھگو تو آپ کہتے ہیں جھوٹا جہان کا سیرِ حین تو کیا ہے اگر ہو بہرِشت بھی عاشق کو جو مرے ہیں بھلا وہ کسے نصیب حجبت سے کیا حصول ہے اچھا یوں ہی اُس نے طلب کیا ہے تو یہ اضطراب ہے معتوق سے امیدِ وفا ہے خیالِ خام</p> | <p>تیرا بیان جھوٹ ہے تیری قسم غلط کیونکر کرین فراق میں ہم اسکے غم غلط میں اور حرفِ شکوہ غلط اسے صنم غلط تم کہہ دو مسکرا کے خدا کی قسم غلط ایجان کیا بجال کہیں اسکو ہم غلط گھاتا ہے روزِ کون قسم پر قسم غلط کہتا ہے دل مرا نہیں ہو نیکا غم غلط رنج و ملال جھوٹ ہے در دو الم غلط تیری قسم درست ہے ہماری قسم غلط پڑتے ہیں راہ چلنے میں اپنے قدم غلط پہان یار جھوٹ ہے قول و قسم غلط</p> |
|--|---|

ہم آزما چکے ہیں جسے بارِ وفا
اُس سے امیدِ لطف و وفا و کرم غلط

| | |
|--|---|
| <p>کیا خوب خط ہے یا رکاوٹ زرنکارِ خط یہ ہو سچا ہمارے پاس دمِ انتظارِ خط تم روزِ لیکے آتے ہو کیون بار بارِ خط</p> | <p>لایا ہے نامہ بر جو سراپا بہارِ خط مرت کے بعد آج جواب ان کا آگیا قاصد کو میرے آج جھڑک کر یہ کہہ دیا</p> |
|--|---|

| | |
|---|--|
| <p>گفتا ہوں ایک دو کے عوض چار چار خط گفتا نہیں وہ ہکو کبھی ایک بار خط ہکو دکھا رہے ہیں غضب کی بہار خط</p> | <p>غفلت تو دیکھو ایک کا دیتا نہیں جواب تقاضا ہے ڈاؤنڈ ول تو ہم تنگ دین دہ جلوہ گرین بزم میں روشن ہوا آفتاب</p> |
| <p>کیا خوب گت بنگی وہاں دیکھتے وفا لیک گیا ہے زاہد اچان شہار خط</p> | |

رویف ظاہر مجھ

| | |
|---|---|
| <p>ہر امر میں مزدور ہے احباب کا لحاظ دہ کیا کرینگے دیکھئے اس خواب کا لحاظ لازم ہے ہر بشر کو مے ناب کا لحاظ کرتے نہیں ہیں کیوں دل بنیاب کا لحاظ لازم ہے دوستی میں ان ابواب کا لحاظ ہر ایک کو ضرور ہے اس آب کا لحاظ</p> | <p>لازم ہے آپ کو دل بنیاب کا لحاظ دیکھا ہے انکو عالم رویا میں ہم بے نسل یہ یاد تازہ کرتی ہے ساقی حشر کی مانا اگر ہر ہون میں اسکا تصور کیا صدق و صفائے نور محبت میں چاہیے جائز نہیں ہے شرب سے ناب بے ضرر</p> |
|---|---|

دیکھا وفا کو بزم عدو میں تو یوں کہا
سب پر ضرور ہے مرے نوا کا لفظ

رویف عین محلہ

| | |
|---|--|
| <p>کچھ عجب چاہ میں خود رفتہ ہے پروانہ شمع شعرو دیکھو ذرا نہت مردانہ شمع</p> | <p>جان دیتا ہے سر بزم جود پروانہ شمع جل ہی ہے گزرتے نہیں کرتی سر بزم</p> |
|---|--|

سوختہ جانوں سے ہے رونق کاشانہ شمع
اپنی چاہت سے نہ باز آئی گئے دیوانہ شمع
بزم شادی ہے نصیب ہنسے عرا خانہ شمع
کبھی سن لیتے ہیں یاروں کو جو افسانہ شمع
میرا محبوب ہے یارب کوئی جاننا نہ شمع
سوختہ جانوں کے دلمین ہے یہاں خانہ شمع
دم سے پروانوں کے ہے رونق کاشانہ شمع
جس کا دیوانہ ہے دلدادہ ہے پروانہ شمع

رات دن اُسکی تینگون سے ہر محفل آباد
تن جلے جان نکل جائے تو کیا ہے پروا
روینوالوں کے لئے شادی وغیرہ کیساں
روتے روتے ہمیں لگاتی ہے ہلکی ہلکی ہر دن
ساتھ جلتی ہے میرے سیرے جلائی گئے لیے
رات بھر کسی گھر کی لگی رہتی ہے
ایک پر ایک گر جاتا ہے جان دینے کو
حیف ہے آدمی اور جان نہ دے کس پر

اب تو باز آؤ وفا عشق تباہ سے تم بھی
جان دیدو نہ کہیں صورت پروانہ شمع

رویف غین معجز

قبر میں دانغ جگر اپنا ہے خود روشن چراغ
کیون جلاتا ہے پس مردن بٹ بن چراغ
وہ جھٹکتا کیا ہے سو دوا دی امین چراغ
روشنی کے واسطے ہیں عارض روشن چراغ
جس طرح رکھتے تھیں ہیں راہ پر بہن چراغ
کیون نہ ہو پروانہ جانب از کا دشمن چراغ
ماند ہو جاتا ہے پیش آتش گلشن چراغ

قائد کیا ہے جلا میں گر سر مدفن چہ دانغ
زندگی میں دانغ دی دیکر کیا سینہ فگار
ہو گئیں خیرہ نگاہیں ایک جلوہ میں کریم
وہ ہوں جب پہلو میں کچھ حاجت نہیں شمع کی
اُنکے گھر آیا ہے دشمن یوں شب و یک میں
شعلہ روینو پر فدا ہیں جان سے عاشق مزاج
کیا فروغ دانغ دل اس شمع و کے سیانہ

| | |
|--|---|
| دم لبون پر ہے نہ جا بالین سے تو اسے شمع و | پاس بیارون کے رکھتے ہیں دم و دم چرائی |
| رات بھر پھرتے ہیں گلیوں میں سرگردان وفا | جان بالی جب نظر آیا سب روزن چرائی |
| <p>کچھ ایسے ان جیتوں کی الفت میں کھائے داغ اب ہکو خواہ میں بھی محبت سے ہے گریز اغیار تک بھی خوگر آزار ہو گئے وہ دن گئے جفا بھی حسدوں کی تھی وفا دل دیکے روگ جانکو کس طرح اب گامین آتی ہے اب بھی یاد حسدوں کی جب جفا اپنی تمام آس مبدل ہوئی سیاس الفت سے و شکش ہوئے اغیار بواہوس سینے میں میرے ڈھونڈتے ہو کیا پیچال خانہ خراب عشق نے ایسا کیا خراب</p> | <p>کہتے ہیں چونک چونک کو سونے میں با داغ اب کون دل لگائے کہا تک ٹھائے داغ کچھ ایسے تاک تاک کے دل لگے داغ میری بلا بھی استونہ اس طرح کھائے داغ سینہ ہمارا ننگ نہیں ہے جو کھائے داغ وہے ٹھکے آہ یہ کہتی ہے ہاے داغ کہیے تو کس امید پہ اب کوئی کھائے داغ دشمن نے کل جو ٹوک کے اپنے دکھائے داغ کچھ اسجگہ لے گا نہ تمکو در سے داغ باقی رہی نہ خانہ دل میں بھی جاے داغ</p> |
| وہ بکسی سے حال وفا کچھ نہ پوچھئے | اب کس سے اپنا درد کہے کیا دکھائی داغ |
| رولیف فار معجمہ | |
| نمایہ سب ہے ترے جان نثار و واقف نہیں تو جز ستم و چور کچھ نہیں ہے کام | غضب ہے تو نہیں اس خاکسار سے واقف تمہارا دل نہیں شبہاے تار سے واقف |

ہوے نہ ہم نہ سحر کار سے واقف
ہمارا دل ہے شب انتظار سے واقف
کہ ہم میں آپ کے قول و قرار سے واقف
ہمیں ہیں آپ سے خوشگوار سے واقف
ہوے نہ ہم چین روزگار سے واقف
ہوا زمانہ کہ تھے اُس نگار سے واقف

کیسے پیار میں انداز جو رہنما تھے
تمہاری وعدہ خلافی کا داغ ہے دل پر
تمہارے قول و قسم کا یقین کیونکر ہو
پے بغیر نہ کیجئے خدمت اسے واعظ
تمام عمر ہے کی سیر باغ ہستی کی
پنجیٹہ و قصہ پارینہ اس پر پوش کا

وہ آکے دیکھے وفا میرے شاہ کا اقبال
ہمیں ہے جو شہر گردون و قرار سے واقف

رویت قاف

کہ خدا دے کبھی دشمن کو نہ پیاری عشق
ہاے حیا پرگی عاشق و خوشنوا رہی عشق
زلف پر پیچ میں پہنان تھی بجاکاری عشق
دشمن جان ہے بشر کیلئے پیاری عشق
ہے عجب کیفیت یہ مستی و سرشاری عشق
لائق دار ہے لاریب گہنگار نئی عشق
تجربہ کار ہے ہو کہیں پیاری عشق
نہ اٹھی ارض و سما سے جو گرا پیاری عشق

قہر اس کا ہے طرزدل آزاری عشق
وہ مجبوری دل ہاے گرفتاری عشق
قیس و فریاد کے افسانے ہیں سب کو معلوم
نہ دواسے ہو علاج اور نہ دعا سے ہو شفا
حشر تک جو نگئے نہ ہتھیار سے آشام ازل
جو سزا چور کی ہو اسکا سزا دار ہون تین
پند گو درد محبت سے نہیں تو آگاہ
اسکا حال ہوا انسان ضعیف البنان

اے وفاب کسی بت سے نہ گناہ دل کو

کیا تمہیں یاد نہیں شہرہ عیار سی عشق

ردیف کاف عربی

تو پوچھو نہ یہ جفا ظالم کہاں تک
کہ گھبراہٹ تے ہین میرے راز و ان تک
جلایا ہے ہمارا آشیانہ تک
رسائی ہو کس دین آسمان تک
ستم کر ہو سکین تجسوس جہان تک
ذرا چلے حضور کے مکان تک
مرا دشمن ہے تیرا پاسبان تک
کہاں تک خوف سوائی کہاں تک
جو کام آجائے تیرا چنی چان تک
ذرا آؤ ہمارے گلستان تک

رسائی ہو جو اسکے آستان تک
ترے جور و ستم پہ پہنچے یہاں تک
خزان نے باغ ہی کو کیا اُجاڑا
ذرا مین و جہ ظلم و جور پوچھو نہ
کبھی تو انتہائے ظلم ہو گی
بہت اتر رہے حال دار عاشق
رقیب رو سیاہ تو اکھڑ ہے
نہ دم گھٹکر ٹکڑے کسی دن
دلیخ اس سے کبھی ہے اوستمگر
ذرا چل کر تو دیکھو سیر دل کی

وفا پر لاکھ کین تم نے جفا مین

کب آیا ہے گلہ اس کی زبان تک

رہو نہ مومن مین تیرا صبا صبح قیامت تک
تجھی کو بائے بسم قدر سے پایا تا آخرِ ممت تک
یہ نقشہ ہے کہ پہچانی نہیں طاقی جو صورت تک
حقیقت جو نہیں تجھ کا ہی ہو پوچھ حقیقت تک

غبارِ زکر پس مردن جو پہنچو ہر وقت تک
کلامِ امت کی ہر آیت کو پڑھ دیکھا ہر صورت تک
بنا تصور حیرت مین خیال آئینہ رو مین
غضبِ تعالٰی کا دعویٰ کہ دل پر نہ لگیا پردہ

| | |
|--|--|
| <p>کہا نکی رسم الفت ترک ہی صاحب سلامت تک رہا ہون مین اسیر گریو محبوب دست تک حیا کا ذکر کیا نہ ڈانک کر دیگی حصت تک محبت کا مڑہ ہے چارہ گرد و محبت تک وہ عالم ہے کہ ہے قربان جیسے بارغ جنت تک مین جب جانوں کہ وہ پھوپھی کی آند و فانت تک الہی صبح کی صورت نہ دکھانا قیامت تک نظارہ اُسکا کیا کرتے نظرائی نہ صورت تک رسائی ہو گئی اپنی دم محشر جو حضرت تک وہ دل پر چوٹ کھائی ہے سگی یادیت تک</p> | <p>مقدر نے کیا برگشتہ اپنے ساتھ انکو بھی مرا چھانا پڑا سر سے کوچہ کوچہ زلف پچان کا رہی یون ہی ترقی گر تہا رہی بے حجابی کو بس لب رہنے سے باز آتا مین تیری چارہ سازگی بہار کو چہ دلبر کوئی پوچھے مرے دل سے یہ مانا باز پیسے باغبان سرد چین تیرا شب وصل صنم دل سے دعا پیہم نکلتی ہے جھپک کر رہ گئیں ہوس کی آنکھیں جب اٹھا پردہ دھڑا رہا یگانگیوں ہی ہمارا دست عریان تری جلوہ سنائی کو بھلا مین بھول سکتا ہوں</p> |
|--|--|

تمہارا وعدہ فدا ہو پورا کس کو باور ہے
 وفا منون منت ہے وفا ہو گر قیامت تک

رویف کاف فارسی

| | |
|---|--|
| <p>لگی ہوئی ہے مرے تاج سے دیانک آگ مجھے یہ خوف ہے پہ پہنچے نہ دلربا نک آگ غضب ہے پہ پہنچے نہ ہر تکی نقش پاک آگ بھڑک کے غم کی لگی جان بتلا تک آگ خدا کرے کہ گئے اسکے سر سے پاتک آگ</p> | <p>لگائی غیر نے لوگوں میں دلربا تک آگ لگنے والے تو دونوں طرف لگاتے ہیں ہمارا غم مین ہستی بھلا دیا جس نے نہ تن بدلی ہی لی ہے خبر جدائی نے لگائی آتش و دہری کی جس سے چنگار</p> |
|---|--|

کہ لگ رہی ہے سزائے پر بلا تک آگ
لگی ہوئی ہے حد کی مری دعا تک آگ
یہ پہنچ چکی ہے تپ غم کی انتہا تک آگ

یہ انکے عارضِ روشنی کی روشنی پہیلی
غضب ہے نور کا شعلہ جزا ہو جاوے
جہان جلا سے بدن۔ دل بھی جل گیا ہو گا

شب وصال وہ بگڑے کچھ ایسے مجھ سے وفا
بھڑک کے ہو گئے غصہ میں سر سے پاک آگ

رولیف لام مہملہ

اب ہم سے مانگتے ہیں وہ کیوں بار بار دل
پر آب چشمِ خمستہ جگر بیتہ دل
کرتے نثار تمہے جو ہوتے ہزار دل
کیونکر یقین آئے کہ ہے بیتہ دل
کیونکر میں ایک دل کے بناؤں ہزار دل
تیرے نگاہِ ناز کا ہو کر شکار دل
کس گل کے عشق میں ہے ترا بقرار دل
یاد آگیا مجھے وہیں بے اختیار دل
اُنکی نظر ہے شوخ مرا بقرار دل
جی میں یہ ہے کہ نذرِ کردنِ واعدار دل
واغون سے اس طرف ہی مرا لالہ نزار دل
آتے ہیں تاک میں وہ ادھر ہوشیار دل

ہم کر چکے ہیں پہلے ہی انپیشہ دل
کیا کیا ملا ہے عشق کی سرکار سے ہمیں
اکِ دل کی اصل کیا ہے محبت کے سانے
سینے پہ میرے آپ نے رکھا کبھی نہ ہاتھ
غمرے جدا میں طالبِ دل ناز میں جدا
پھڑکا کیا ہے طائرِ ند بوجِ کیطرح
بلبل سے پس چھتے ہیں وہ شوخی تو دیکھئے
نکلا تڑپ کے یا جب آغوش سے مرے
باہم چھنے گی خوب برابر کا جوڑ ہے
سنتا ہوں اندون اُنہیں پہ لون کا شوق ہی
گل اس طرف چین میں کہلائے بہار نے
ایسا ہونکہ پہاںسِ لیں زلفون کو جال میں

| | |
|---|--|
| دشمن عذاب میں نہ پڑیں اسکے ہاتھ سے رہنے دو اپنے تیر کو دل میں چھپا ہوا | تم کیا کرو گے لیکے مرا بیعت دار دل کر لے پٹ پٹ کے اُس خوب پیار دل |
| | انجام اسکا دیکھئے اب کیا ہوا سے وفا آیا ہے اک حسین پہ بے اختیار دل |
| دنیا دور و زہ ہے نہ تو اسپر لہل کے چل دشت یہ کہہ رہی ہے مرے دل سے ہجر میں بیوجہ از دام نہیں کو سے یار میں چو گان روزگار سے پونچے کا تج کو رنج نا پائدار گھر کا نہیں کوئی اعتبار بیس بھی گل کی طرح ہنایتنگے خون میں ہو جاے دوسری نہ قیامت کہیں بپا خوشبو پر اپنی بھول ہیں نازان بہار میں کہتا ہے یہ ادب ترے کشتے سے و صنم ہوتا ہے قصد کو چہ قاتل کا جب کبھی | اچھی نہیں یہ بہت غری سنبھل کے چل کیون قید میں ہے مگر سے تو باہر نکلے چل آج امتحان ہے ایدل نادان سنبھل کے چل مانند گیند کے نہ کبھی تو اُچھل کے چل اے روح کیون ہے جسم میں باہر نکلے چل اے یار سیر باغ کو مہندی نہ ملے چل محشر میں فست نہ ساز نہ تیور بد لکے چل اے شمع تو بھی سوے چمن عطر ملے چل بیش خدا چلا ہے تو کپڑے بد لکے چل کہتی ہے عقل مجھ سے نہ منہ میں اچھلے چل |
| | شاید مجھ کے غیر ثنائیں وفا تجھے بزم تان میں آج تو صورت بد لکے چل |
| ہو جاے تیرنگون جو نہ اتنا اچھل کے چل گلشن میں رنگ دبو پہ ہے اپنے گلوں کو ناز عقبی کی گر حصول سعادت پہ ہے نظر | مست مئے غرور ذرا تو سنبھل کے چل اے شمع آج تو بھی ذرا عطر مل کے چل ایدل ریاض و صحر میں تو پھول چل کے چل |

| | |
|---|--|
| <p>آئے تھے تیری آگ بجھانیکو ہم مہمان کب تک رہی گاتن میں گرفتار مرغ روح ایدل خیال گیسوے جان سے باز آ آجائے تجکو برقی تجسلی ابھی نظر شاید کہ ہو گمان اُسے تج پر رقیب کا پامال کر دیا تری رفت رشتوں نے عاشق کا دل ہے یہ کہ کوئی ننگ راہ ہے</p> | <p>ایدل اب اُسکی بزم سے تو اور جھلکے چل سیرچمن کو کنج نفس سے بھٹکے چل ہرگز نہ جان بوجھ کے زمین اب جھلکے چل ایمن کی سمت گھر سے تو باہر بھٹکے چل ایدل تو اُسکی بزم میں صورت بدلے چل یون ٹھو کروں سے دلوں ظالم کچھلے چل زیر قدم نہ اُسکو ستار مسل کے چل</p> |
|---|--|

رہزن کو بہن سمانہ بھجنا کہیں وفا
دنیا سے چل چلاؤ کا رسہ سنبھلے چل

رویف میم مہملہ

| | |
|--|--|
| <p>کس منہ سے اس بہار کی خوشیاں منائیں ہم تقدیر روٹھ جائے تو اُسکو منائیں ہم دل میں ہے ایک دن تجھے مہمان بلائیں ہم تو اُسے تو خوشی سے ترے مارا اٹھائیں ہم و نہایت پیر رشک کلیجہ پہ کھائیں ہم یون تو شب فراق بہلتا نہیں ہے دل سبے مہر تو رقیب کا گہر غیر پاسبان راحت تمام عمر تو ہوگی نہیں نصیب</p> | <p>وہ رشک گل کہاں جسے جھولا جھلائیں ہم جب آپ ہی خفا ہوں تو دل کیا لگائیں ہم اور داستان ہجر کچھ اپنی سنائیں ہم آنکھوں پہ سر پہ سینہ پہ تجکو بٹھائیں ہم منطور ہے فلک کو کہ راحت پائیں ہم دل میں ٹھنی ہے اک تری صورت پائیں ہم کس طرح پھر تباہ ترے پاس آئیں ہم ہاں جان تن سے جائے تو کچھ چھپائیں ہم</p> |
|--|--|

| | |
|---|---|
| تقدیر دیکھو غیر سر کو تو وصل ہو نصیب وعدی کی رات قہر ہے مہندی لگاے تو | اور رات دن فراق کو صدے اٹھائیں ہم اور انتظار کر کے یہاں جی سے جائیں ہم |
| اغیار سے وفا ہو وفا سے جفا کو ڈھنگ مطلب ہے سوز رشک سے اسکو جلائیں تم | |
| مری فغان نے کیا کیا اثر نہیں معلوم وہ بن بلاے مرے گھر میں آج آئے ہیں وہ آئے گھر پہ چونے جواب خط آیا کسی کی جان ترے ہجر میں نکلتی ہے گزر تی عمر ہے اس جغذی میں اب اپنی وہ بزم غیر میں خوش ہیں کیسی کیا پروا | کیسے دل کی مجھے کچھ خبر نہیں معلوم کیا ہے آہ نے کیا کچھ اثر نہیں معلوم کہاں بھٹکتا پھر انا مہر نہیں معلوم کچھ اُسکا حال تجھے بیخبر نہیں معلوم نکلتے کب ہیں پیش و قمر نہیں معلوم جو بنگی ہے مری جان پر نہیں معلوم |
| کسی کی رنج و خوشی سے خبر نہیں اب تو وفا ہمیں ہی کچھ اپنی خبر نہیں معلوم | |
| <h2>ردیف نون</h2> | |
| جب میں بچو بچا کو چہ دلدار میں شہد و مشک میں کہاں ایسا مزا دام الفت سے ہوا بکیو نگر نجات اتر انداشت یاق وصل یار سرخ رنگت کیا ہی دیتی ہے بہار | بس یہ سمجھا آگیا گلزار میں ہے جودت گفتگوے یار میں پھنس گیا دل گیسوے خمدار میں مر گئے ہم خواہش دیدار میں گورے گورے یار کے رخسار میں |

| | |
|---|--|
| <p>جھکٹے ہیں خاندانِ دلدار میں نخبرِ برابر دستِ یک ہی دار میں سے جو عنائی قدِ دلدار میں گر کہیں سو مرتبہ بازار میں ہیں قیامت کے نشانِ زنا میں وہ جو جائیں محفلِ اغیار میں پھول شرمائے گئے گلزار میں</p> | <p>حیف اب تو راسخ و نغیار کے میرے دلکے اُسے سو گھر کو کیے سر و بستان کو نہیں ہرگز نصیب یوسفِ مصری نہ کہ لائینِ غلام قدتہ زائے قامتِ زیبا اگر خون کیونکر ہو نہ ارمانِ کامرے دیکھتے ہی روئے زیبا یار کا</p> |
| <p>راستی دم بھرنہ دیکھی ہے وفا گنبدِ مینا کے کج رفتار میں</p> | |
| <p>عوض میں اسکی وہ بیداد پر بیداد کرتے ہیں اگر کج نفس میں آشیان کو یاد کرتے ہیں مرے ویرانہ دل کو وہ یوں آباد کرتے ہیں نصرت سے ہم اسکے اپنے جی کو شا کرتے ہیں مگر وہ تیز ہم پر خبرِ فساد کرتے ہیں وہ مرمہ کر عرم آباد کو آباد کرتے ہیں انہیں سے چاہتے ہیں داد جو بیداد کرتے ہیں کبھی آہیں کبھی نالہ کبھی فریاد کرتے ہیں وہی بے مہر سب پر ظلم نوایا کرتے ہیں پس مردن ہماری خاک وہ برباد کرتے ہیں</p> | <p>ہمیشہ ہمتو ان کو جانِ دل سے یاد کرتے ہیں گر فتنہ رانِ غم پر ظلم کیوں صیاد کرتے ہیں لگا لگائے ہیں اپنے ساتھ اپنے حسرتِ ادا نظر آتی نہیں جب اسکی صورتِ ہکو فرقت میں عصب ہے ہمتو ان پر جان دیتے ہیں مجھ میں ترے کوچے سے جو شوریدہ سر جاتے ہیں اٹھ اٹھ کر بتوں سے کرتے ہیں عشاقِ ناحق شکوہ بجان گر فتنہ رانِ الفت کی عجب حالتِ ہو فرقت میں تو فرجِ جنسے ہوتی ہے ہیں مہر و محبت کی ہوے جل جھکے خاکستر ہیں ہم خلی محبت میں</p> |

تصور کر کے فرقت میں کسی کی بھولی صورت کا
وفا پسند دل ناشاد کو ہر شہسوار کرتے ہیں

وہ شہسوار غیر کے نہ رہے ہست یار میں
کھٹکا ہے روز وصل بھی شام فراق کا
شوق طلب کی داد لگا دیتے وہ صنم
میں جی اٹھوں گا رشک سے مرچنگ و رقیب
کیون رنگ روزگار الہی بدل گیا
محل میں غیر کی نہ سنی ایک بات بھی
اُس گلبدن کا اسے یہ کہنا شب وصال
عتیا و شادمان نہ ہو بلبل جو پھنس گئی
دونوں جہان میں کر دیا قاتل نے سرخرو
رحمت نے عامیوں کو بھل دیکھ کر کہا
اوسنگدل تو آکے کبھی اک نظر تو دیکھ
کیونکر نہ رووے ہنسنے لگے میرے دل پہ غیر
کیون ہم نہ روئیں تیر گئی بخت کو وفا

اتنا تو ہوا الہی اثر انطہار میں
کیسی خزان یہ آگئی فصل بہار میں
میں صنف سے جو بیٹھ رہا رہ گزار میں
مدفن اگر بنے گا مرا کوئے یار میں
بلبل پہ خار کھاتے ہیں کیون گل بہار میں
آج اُسے بات رکھ لی ہماری ہزار میں
تم سا تو ہمنے ایک نہ دیکھا ہزار میں
تو بھی تو قید ہے نفس روزگار میں
دو ٹکڑے میرے کر جو دے ایک تار میں
کیون ڈرتے ہو گناہ ہے یاں کس شمار میں
پتہ آگئی ہیں آنکھیں مری انتظار میں
وہ گلبدن جب آیا نظر لالہ زار میں
بجلی کی سی تڑپ ہے دل بیقرار میں

دودن کی ہے بہار یہ کہد و رقیب سے
رنگ و فاقہ نہیں ہے کسی گلزار میں

نالے ہمارے جاتے تو آسمان پر ہیں
گھر انکا شور و شون سے دار الفتن نباہے

نہ کوہ قدسیوں کی رہتے زبان پر ہیں
اغیار جمع رہتے اُنکے مکان پر ہیں

کیا خاک عرض کیجے درو دل اپنا اُنکے
اک جان ہے یہ میری یلکہ غم سے چھوٹوں
اے موت تو ہی آجاتا ہو یہ مشکل آسان
کھینچے رہے مجھ پہ ہر دم غصتیں تیر و خنجر
اُس شوخ حیلہ جو نے ہے جو بٹ ہنگ سیکھا
ماپینگے وہ نہ ہرگز سوطر ہم منائیں
اک مجھ جھک گیا ہے تو رب العالمین ہے
بھولے سے خواہیں بھی آتے نہیں ہیں وہ
مشت غبار ہوں میں اُس بارگہ کے درکا
پردہ نہ جب سے ہوں میں اُس شوخ شمع و کا
یہ سوز رشک دشمن لایا ہے رنگ آخر
سو حشر ہیں اٹھاتے وہ گھر میں بیٹھ بیٹھے
ہمدرد ہے نہ سوس غمخوار ہے نہ کوئی
غیر ذکوہ سر چڑھا کر کھویا جہان سے تنہا
مارا ہے کشمکش نے دنیا و عاقبت کی
پیغا مبر تھا تو کیوں کر ہو وصل اُن سے

مہر سکوت لب پر اور ہاتھ کان پر ہیں
جتنی مصبتیں ہیں سب اپنی جان پر ہیں
فرقت کے دن گزرتے دشوار جان پر ہیں
ہر وقت ہاتھ اُنکے رہتے کمان پر ہیں
اُنکے ہمارے شکوے رہتے زبان پر ہیں
آئے ہوئے وہ اپنی بِلان بان پر ہیں
تیری عنایتیں تو ساری جہان پر ہیں
کیا جانیں اپنے دل میں وہ کس گمان پر ہیں
سلطان بھی جبہ فرسا جہاں ستان پر ہیں
سوز و گداز دل میں شعلے زبان پر ہیں
بتھا لے ہیں لبوں پر چہالے زبان پر ہیں
فتنے ہزار اٹھتے اُنکے مکان پر ہیں
جو رنج ہیں گزرتے سب اپنی جان پر ہیں
رہتے تھے جو زمین پر آبِ سماں پر ہیں
پڑتی گناہیں اپنی دونوں جہان پر ہیں
ہم آں تان پر ہیں وہ آں بان پر ہیں

سب حال زار اسکا اُنپر ہے آشکارا

پھر بد گمان و قاسے وہ کس گمان پر ہیں

کچھ مصلحت ہے یہ بھی کہ عرکات میں ہیں

و اعطاء جان تارک و نیا و دین ہوں میں

وہ پردار گرہین تو علمت گزین ہون میں
بالائے آسمان ہو کہ زیر زمین ہون میں
اپنے خیال میں ہون رہ گیا نہیں ہون میں
انکایہ قول ہے کہ حسین مجہین ہون میں
اس واسطے کہ طالب شہرت نہیں ہون میں
کیا گرم و سرد و ہر چشیدہ نہیں ہون میں
دامنِ قیاب ہے مرا اور آستین ہون میں

قاصد وہ آئین شوق سے خلوکا ہے مکان
میرا خیال تیری رگ جان سے ہر قریب
موجود جانے مجھ کو زمانہ مگر میں آپ
ہم کو یہ دعویٰ ہے کہ وفادار ہیں ہمیں
میرا عدم وجود زمانے کو ایک ہے
واعظ میں تیرے چکون میں آجاؤ نگاہ بھلا
ہے انتہائے عشق کہ ہوں ساتھ سایہ دار

عشق جان میں جان کا نقصان ہے اور وفا
یہ تجربے کی بات ہے سن دور ہیں ہوں میں

کہ اُس ہر جرم نے شمشیرِ فخر بچھڑا لے ہیں
دلِ عشاق کو یہ سانپ بکر ڈسنے والے ہیں
ہویدا ہے کہ اک مہتاب کو سوا کھٹا لے ہیں
قیامت کی مری آہ میں غضب کے میرے نالے ہیں
الہی اب مرے تاپِ توان تیرے حوالے ہیں
لڑکپن ہے ابھی انکا ابھی بھول بھالے ہیں
ادا میں ہیں اگر بائیں تو غم بھی نالے ہیں
یہ جوڑے سا بیچ بچھڑا کس کا فریاد ہے ہیں
شبِ فرقت میں ہکو تو بڑی جینے کو لے ہیں
تری فرقت کے لہجے میں تیرے جھلے ہیں

اجل کس کی آہ بیکھین کتنے منزوا لے ہیں
رخ روشن پہ لہراتے جو گیسو کا لے کا رہیں
یہ جلتے گورے گورے گال پر جو کال لگا رہیں
ضعیف و ناتوان مجھ کو تصور کرنا سے ظالم
کیا ہے ضعف لے کا چار بچھڑا دشتِ غربت میں
گر دانا روٹھنا نام خدا زور ہے اس سن کا
ہیاں کیا کیجئے تعریف اُس خوشیہ طلعت کی
نہیں چھوٹی ہوئی زلفیں نہیں یہ ابروئے پر خرم
غضب ہے تھر ہے خرم ہیں دانِ دل قیاس کو
عجب حالت ہو دیو تو کی تیرے دشتِ غربت میں

| | |
|--|---|
| <p>طریقے خوب میرے دل جلا نیکے نکالے ہیں زمانے سے نزاع کیا وہی اکٹن والے ہیں الہی خیر پھر دامن کے پڑے ہی ہونو الے ہیں کبھی سنا ہے سر میں اور کبھی تلو و نین چھا ہیں کوئی انجان یہ جانے پڑے اللہ والے ہیں خدا کی مارتجسیر کسکے یہ بدلے نکالے ہیں</p> | <p>عدو کو اپنے پہلو میں بٹھا رکھا ہے کافر نے اگر وہ روٹھ جائیے تنگ تو ہے مالک خدا اپنا بہار آئی ہے پھر دست جنوں کی تیز زبانی ہو کبھی صحرا میں جاسکے۔ کبھی اُن کی گلی میں ہم بنایا ڈھونگ ہے اچھا جناب شیخ صاحب نے ہماری جان پر کیا کیا ستم ڈھائے ہیں فرقت نے</p> |
| <p>و فاب چھوٹا شکل ہے اس دام محبت ہی کہ بے بس ہو کے ہر تو پڑ گئے اس بت کو یاد ہیں</p> | |
| <p>یہاں ہم ہیں کہ محروم تمنا ہوتے جاتے ہیں نئے فتنے یہ کیوں عالم میں برپا ہوتے جاتے ہیں مگر انداز جو اب ان میں پیدا ہوتے جاتے ہیں ہمیں دیکھو کہ ہم خاموش سوا ہوتے جاتے ہیں خدا ہم اُنہ وہ غیرونیہ پیدا ہوتے جاتے ہیں وگر نہ نام کے لاکھوں سچا ہوتے جاتے ہیں وہ اپنے دل میں خوش ہو لیجیں موعیٰ تے جاتے ہیں ہمارے وعدے تو ہر روز ایفا ہوتے جاتے ہیں کہ اُنکے واسطو موسیٰ بھی پیدا ہوتے جاتے ہیں یہ کیوں اپنی زبان سے آپ رسوا ہوتے جاتے ہیں کوئی پوچھے تو اب کیا سوا کیا ہو تے جاتے ہیں</p> | <p>وہاں ہر روز عاشق اُنکے پیدا ہوتے جاتے ہیں یہ کسکے واسطے عشاق رسوا ہوتے جاتے ہیں وہ الطاف و کرم ہے اور نہ پہلی مہربانی ہے تغافل ہی سہی مانا مگر کچھ حد بھی ہے اسکی صلہ دیتے ہیں وہ واسطہ اپنی جانثاری کا یہ کہیئے آپ نے کیجان عاشق کی بچائی ہے فسون سے سامری تا مشر موسیٰ ہو نہیں سکتا تم اپنے قول کو اکدن بھی پورا کر نہیں سکتے سمجھتے ہیں جو فرعون اپنے کو یہ بھی سمجھ رکھیں رقیبون کی یہ محفل ہے مرا کیوں ذکر ہوتا ہے یہی تھا صحن کا شہر یہ ہی تھے آپکے چرچے</p> |

اٹھایا کس نے پردہ رخ سے کیسی برق یہ چمکی
جلگھ کس کسکو دون۔ آخر تجھے یا تیری حسرت کو
قیامت سے نہیں کم آئی نازک خسرامی یہ
ہم ان برجان دیتے ہیں یہ وہ انجان ہیں بالکل
ادامتنا ہے انکی۔ تو میری وضع زندانہ
بہار آتی تو ہے لیکن خزان بھی ساتھ ہی اس کے
بناتے ہیں سناہو رات دن دوزخ و گیسو کو
ابھی آئے۔ ابھی تر بھر ہوئے اور بھر ابھی حسرت
سنا جب مجھ سے چرچا میری بدنامی کا وہ بولے
کوئی کہہ بے کی پہلے آئینہ میں اپنا منہ دیکھیں

یہ کیوں نظارگی محو تجھے ہوتے جاتے ہیں
مرے دل میں تو مہمان روز پیدا ہوتا جاتے ہیں
کہ اس فتنے سے کیسے حشر برپا ہوتا جاتے ہیں
تغافل کے یہ اب سامان پیدا ہوتے جاتے ہیں
جداگانہ ہر اک کے رنگ پیدا ہوتے جاتے ہیں
یہ مانا سیکڑون اب اپنے شیدا ہوتے جاتے ہیں
پھنسانے کے مری سامان ہوتا ہوتا جاتے ہیں
یہ انداز تلون اس میں پیدا ہوتے جاتے ہیں
پراسے داس کیوں آپ رسوا ہوتی جاتے ہیں
وہ اپنی شکل یہ کیوں آپ شیدا ہوتی جاتے ہیں

کہلا ہیر نہ یہ عقدہ جفا و جور کو بدلے
وفا پر آج وہ کیوں لطف فرما ہوتے جاتے ہیں

ہم سے جب ملنے کا وہ وعدہ کیا کرتے ہیں
دوستی کا ہو برا ہم نہیں کچھ کہہ سکتے
اپنی حالت پہ مجھے رنگ بہت آتا ہے
یہ ہمارا ہی کلیجہ ہے ہمارا دل ہے
یہ جو لمبا یغنے چھڑا پ کہاں جا یغنے
تمہے بھولے سے بھی ہکو نہ کیا ہو گا یاد
خواب میں بھی نہیں آسکتے نزاکت دیکھو

غیر کیا بات ہے سن سنی ہنسنا کرتے ہیں
غیر جو بانگتے ہیں آپ دیا کرتے ہیں
وہ عیادت کو جاتے ہیں برا کرتے ہیں
کہیں غیر ترکہ دل اپنا دیا کرتے ہیں
جان ہم اپنی رقیبوں پہ فدا کرتے ہیں
ہم تو دن رات تمہیں یاد کیا کرتے ہیں
ایسے معشوق بھی دنیا میں ہوا کرتے ہیں

ہم سے یہ پوچھتے ہیں آپ کا مطلب کیا ہے گو یا ہم کہتے ہیں جو کچھ وہ سنا کرتے ہیں

میری حالت جو کتنی کہنے لگے غیر ذوق سے
ہم وفا کے لئے دُزات دُعا کرتے ہیں

ہے شبِ غم میں قیامت سی قیامت کیا کریں
ایک بوسہ کے عوض دل لیکے دکھتے ہیں یہ
جو نہ دیتا ہو ہمارے ایک نامہ کا جواب
جمع ہیں احباب صحنِ باغ میں ساقی بھی ہے
اک قدم سے چلا جاتا نہیں یہ صنف ہے
ایک عالم میں ہو سے بدنام جسکے واسطے
آپ کے کوچہ میں تھوڑے دن تو کچھ دن دشمن
منقون سودل جو دیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں یوں
آپ دم بھر میں خفا ہوتے ہیں اور دم بھر میں خجل
جسکی بزمِ ناز میں کچھ بھی نہ ہو اپنا وقار
ساری دنیا ٹل بھی جائے تو نہیں ٹلنی مگر
ایک دم میں آپ کے غماز بھرتے ہیں کان
چاہتے ہیں ترک کرین الفت سفاک کو
کوئی غیبت سے زیادہ محصیت ایدل نہیں
شام وصل آئے بھی وہ تو مدعا نکلا نہیں
آئینہ ہے اپنا دل دشمنِ جلیں تو جلنے دو

تو ہی کہہ دے کیا کریں اوشامِ فرقت کیا کریں
تھا گران سودا مگر ہم تجھے حجت کیا کریں
اُس تغافلِ کیش سے خط و کتابت کیا کریں
اک نہیں پہلے میں کوئی اچھی صورت کیا کریں
وہ نہیں آتے کہ ہوا مانعِ نزاکت کیا کریں
تو ہی کہہ زاہد کہ اس سے ترک الفت کیا کریں
ایک بار سنئے نہیں دیتی ہے وحشت کیا کریں
مال اچھا ہے مگر ہم بے ضرورت کیا کریں
آپ کی بخشش بھری لبِ کرعنایت کیا کریں
اُس سے ہم کو پونکر ملین اور کی صحبت کیا کریں
کیا کریں تیرا علاج اوشامِ فرقت کیا کریں
آپ ہوتے ہیں خفا ہم ایسی چاہت کیا کریں
راہ پر آئی نہیں اپنی طبیعت کیا کریں
دشمنوں کی اب زبان ہر ہم شکایت کیا کریں
ہم کو مانع بھی حیا۔ اُنکو نزاکت کیا کریں
مہربان ہیں آپ ہم انکی شکایت کیا کریں

| | |
|---|--|
| <p>وہ ہوے برہم بھی تو ایسے کہ منہ ہی نہیں تیرے سنگ در پہ ہم کیونکر ندیدین جانِ زار وہ فرشتے کی نہیں سنا دفا کے سامنے</p> | <p>اب خوشامد کیا کریں ہم ان کی منت کیا کریں ہر دو فرقت کا علاج اوہ میر دست کیا کریں اب قیاب اس سے بھلا اپنی شکایت کیا کریں</p> |
| <p>وہ ہمارے قول کو سچ جانتے ہیں اور وفا ایسی صورت میں بھلا دشمن شکایت کیا کریں</p> | |
| <p>باعث عالم امکان ہیں رسول الثقلین صبح ساز شب حرمان ہیں رسول الثقلین دل ہے کیا مال مرجان ہیں رسول الثقلین جلوہ نور خدا آپ دکھا دیتے ہیں آپ کے حکم کی ہے ساری خدائی تالیع ذات اقدس سے ہوا نشان کرم کا اظہار ظاہرِ قبلہ نما ہے دل ہومن یہ نئے آپ اللہ کو ہر طرح دکھا دیتے ہیں حق تعالیٰ ہے اوہ ہر دم سرائے احمد نعت خوانوں کے دہن موہن تو یہ بھرتو ہیں بجھ سے پوچھینگے نکیرین تو یہ کہہ دوں گا جس سلیمان کے یہ حکم تھے جن و انسان ہوں سلاطین اولو العزم کیوں حلقہ بگوش نور اللہ کا ہے ذات مقدس سے عیان</p> | <p>منظہ قدرت یزدان ہیں رسول الثقلین واہ کیا مہر و نشان ہیں رسول الثقلین جان کیا چیز ہے ایمان ہیں رسول الثقلین مردم دیدہ عرفان ہیں رسول الثقلین واہ کیا فخر سلیمان ہیں رسول الثقلین منظہ رحمت یزدان ہیں رسول الثقلین قبلہ و کعبہ ایمان ہیں رسول الثقلین بجلا امرات سبحان ہیں رسول الثقلین اور اوہ حق کے ثنا خوان ہیں رسول الثقلین ایسے ابرگہر نشان ہیں رسول الثقلین میرے مولا مرے ایمان ہیں رسول الثقلین اُس سلیمان کے سلیمان ہیں رسول الثقلین سلطنت بخش گدایان ہیں رسول الثقلین دافع ظلمت عصیان ہیں رسول الثقلین</p> |

گھر میں اللہ کے مہمان ہیں رسولِ اشقلین
 ہے خدا شاہ تو دیوان ہیں رسولِ اشقلین
 حشر میں شلغ عصیان ہیں رسولِ اشقلین
 مشفقِ حالِ غریبان ہیں رسولِ اشقلین
 آج اللہ کے مہمان ہیں رسولِ اشقلین
 کیونکہ ہر درد کے دوران ہیں رسولِ اشقلین

یاد جب آپ کی آئی تو یہ دل بول اٹھ
 کیوں سرداری کو نین کے شایان ہوں آپ
 بات بن آئی ہے کیا خوب گنہگار و نکی
 کچھ گلہ گردش دوران کا نہیں اب ان کو
 شبِ معراج یہ کہتے تھے لائیک باہم
 چارہ فرمائی حضرت کے تصدیق ہوں میں

اسے وقارِ پنجِ حوادث سے نہ گھبرا اتنا
 داغِ گردش دوران ہیں رسولِ اشقلین

تم جانتے ہو کیا مرے منہ میں زبان نہیں
 خاموش تم تو ایسے ہو گو یا زبان نہیں
 حالت جو کچھ مری ہے وہ تجھے نہان نہیں
 آنکھیں جو ہوں تو بار کا جلوہ کہاں نہیں
 بلبل نہیں بہار نہیں باغِ بن نہیں
 آنکھیں جو ہوں تو حسن کا جلوہ کہاں نہیں
 مجھے جو کوئی پوچھے تو سودا گران نہیں
 تم سے میں کیا بتاؤں کہاں جو کہاں نہیں
 کیوں کر کہوں کہ دل کا کوئی قدران نہیں
 گلچین کا یاں گزر نہیں خوفِ خزان نہیں
 چتو نہ ہے گمان مجھے تیرے گمان نہیں

بس بس کلامِ سخت کی طاقت یہاں نہیں
 کچھ تو سوال بوسہ پہ کہت تھا ان نہیں
 میں کیا کہوں کہ دردِ جگر سے ہوں بے قرار
 دیرو حرم میں گلشنِ دسحرا میں کوہِ مین
 بادِ خزان لے بارغِ مین جہازِ سی پیر دی
 تارے فلک پہ پھول کھلے ہیں زمین پر
 قیمت دہ اک نگاہ کی لیتے ہیں جان و دل
 دلیں بھی دردِ عشق جگر میں بھی دردِ عشق
 اندازِ دلربا ہے ترانہِ داستان
 جنت سے کم نہیں دل پر داغ کا چمن
 چوری لگاؤں دکھی مری کیا مجال ہے

مجبور ہونکہ بس کامرے آسمان نہیں
 کیا آپکا فریفتہ سارا جہان نہیں
 افسوس میرے منہ میں تمہاری زبان نہیں
 اور اسکو دیکھتے کہ ابھی وہ جوان نہیں
 کچھ دور تو یہاں سے تمہارا مکان نہیں
 پہلے جو شوخیان تھیں وہ اب شوخیان نہیں
 تم مہربان نہیں تو کوئی بہریان نہیں
 ایسا سا کہ اب کہیں نام و نشان نہیں
 میں کیا کروں کہ طاقب ضبطِ نعمان نہیں
 قاصدِ تر بیان ہے یہ اونکا بیان نہیں
 ہدم نہیں رفیق نہیں مہربان نہیں
 یہ میرا درد دل ہے کوئی داستان نہیں

رکتا تمہیں گلے سے لگا کر تمام عمر
 کتنے رقیب ہیں مرے اسکو نہ پوچھتے
 خوش ہو بہت سنا کہ مجھے تم جلی کٹی
 محشر پہاڑے شوخی رفتار دیکھتے
 یہ بھی ہے کوئی بات کہ برسوں نہ تم ملو
 یہ چین دل نے یار کو اچھا دیا جواب
 چلتا ہے اب زمانہ تمہاری نگاہ پر
 وہ دل کہ جسے خلق کی اُٹھتی تھیں اونگلیاں
 اب اُنکو ناگوار ہو یا خوش گوار ہو
 معشوق ہے یہ پیامِ محبت محل ہے
 وہ مکیسی ہے اب کہ سوا تیری یاد کے
 سنتے ہو تم اسے تو سمجھو جب کرسنو

سمجھا ہی کیا ہے ہلکوتا دینکے ہم وفا

نالے نہیں ہیں آج تو یا آسمان نہیں

رات دن آہِ فالہ کرتا ہوں
 اک میحافض پہ مرتا ہوں
 ہاتھ کا لڑن پہ اپنے دھرتا ہوں
 تجھکو ہر لحظہ یاد کرتا ہوں
 اب تو دن زندگی کے بھرتا ہوں

فرقت یار سے میں مرتا ہوں
 موت سے میں یہ چال کرتا ہوں
 غیر کا حال جب وہ کہتے ہیں
 شبِ فرقت میں اسے پری پکیر
 کبھی کبھی تھی حیش میں اپنی

| | |
|---|--|
| <p>بولے میں اس سوکب کرتا ہوں کون ہے لکھو پیار کرتا ہوں جسکی الفت کا دم بین بھرتا ہوں چڑھنے میں سر پہ کب آرتا ہوں کو سے جانان میں جب گزرتا ہوں</p> | <p>جب کہا میں نے دل تمہیں فرمایا میں نے یہ بھی نہ آج تک جانا ہاے دم بھر وہ آشنا نہ ہوا عشق وہ جن ہے جسکا ہے یہ قول پاؤں میرے زمین پکڑتی ہے</p> |
| <p>پوچھتا ہی نہیں وفا دہ کبھی رات دن جس کا ذکر کرتا ہوں</p> | |
| <p>تیرے سوا جہان میں حسین اور بھی تو ہیں عاشق ترے ہمیں تو نہیں اور بھی تو ہیں مشید اس حسن ماہ جبین اور بھی تو ہیں دنیا میں مثل تیرے حسین اور بھی تو ہیں زیر فلک مکان و مکین اور بھی تو ہیں سر گرم جو برسر کین اور بھی تو ہیں اچھے رہیں گے زیر زمین اور بھی تو ہیں اک آپ ہی نہیں ہیں کین اور بھی تو ہیں کوچے میں تیرے خاک نشین اور بھی تو ہیں امیدوار اسے شدہین اور بھی تو ہیں</p> | <p>خورشید چہرہ ماہ جبین اور بھی تو ہیں ٹھہرے ہیں کیوں سزاوار ایک ہم واغظ ہمیں کو پسند دیتا ہے رات دن پروا نہیں تھے جو ہماری تو غم نہیں ہنگامہ حشر کا ہے مرے گھر میں کسلے اک چرخ ہی فقط نہیں دیتا ہے جگمگون مرقد میں زندگی سے سوا آئینہ گامزہ ارمان میں لاکھوں خانہ دل میں بھری ہو ایست خوشخرام فقط نقش با نہیں لاکھوں اگرچہ ہو چکے مرست کھینچا ب</p> |
| <p>افت وفانے کی ہے کسی بیوفا سے کیوں سہارہ گلزار حسین اور بھی تو ہیں</p> | |

پھر یہ کہتے ہو کہ ہم سے انجمنِ لغت نہیں
ایک عالم کیا دو عالم میں کہیں راحت نہیں
ہے یہی جینا تو جینے کی مجھے حسرت نہیں
مزدہ باد اسے یاس ملنے کی کوئی صورت نہیں
اور سننے کنگھی چوٹی سے اُنہیں فرصت نہیں
جان لینے کے لئے کچھ کم شبِ فرقت نہیں
کیا گریبان گیر اپنا پیچہ وحشت نہیں
آپ کے قربان اتنی آپ میں تہمت نہیں

جانتے ہو ترکِ لغت پر مجھے قدرت نہیں
شمعِ جلتی ہے زمین پر آسمان پر آفتاب
عمرِ ہر سفاک دہکی موت کی دیتا ہے کیا
عرش پر پہونچا مزاج اُس کا غورِ حسن سے
ہمتو اپنی جان سے جاتے ہیں اُنکے واسطے
میں ہوں کیوں سترِ منہ احسانِ بلا کر موت کو
کون کہتا ہے جنوں ہے فضلِ گل پر منحصر
آپ بوسہ دیکے ہمو رنج دینگے غم کو

ابرجی رونا ہے میرے غم میں شبنم بھی وفا
سو گواروں میں فقط شمعِ سر ترست نہیں

تو مرنے پر ہم بھی کمر باندھتے ہیں
مسافر سفر پر کمر باندھتے ہیں
تو پہلے مرادل جگر باندھتے ہیں
کہ اب ہم بھی رختِ سفر باندھتے ہیں
کہیں بے زبانونکے پر باندھتے ہیں
یہ بہتان دشمنِ مگر باندھتے ہیں
نقشبند ہم اُس نخل پر باندھتے ہیں
برائی یہ تیری کمر باندھتے ہیں
سنا ہے کہ تیغ و تبر باندھتے ہیں

اگر آپ تیغِ نظر باندھتے ہیں
نکلنے کو ہیں دیدہ تر سے آنسو
دہ تیرا انگنی پر جو ہوتے ہیں اُٹل
نہ جلدی کر اتنی تو اسے خضرِ مہر
نہ تجھ سے بھی بیدار و صیاد کیا
برائی تیری اور پھر ہم سے ہو گی
نہ پہونچے کبھی برق کا ہاتھ جہر
مبارک ہو تجھ کو کہ اب میرے دشمن
منائیں نہ کیوں عید اب مرنو اے

| | |
|---|---|
| مے اشک غم کی بنین قدر تملکو | اسی کو تو شاعر گہر باندھتے ہیں |
| وفا داغ احباب ہیں دل پیالے | کہ ہم بھی سفر پر کمر باندھتے ہیں |
| <p>تمہارے جو دستم سب مری نگاہ میں ہیں صنم کے جو جلوے مری نگاہ میں ہیں کھینچے ہیں بخش جیا پہ ناز یہ سُنلو وہ روز شتر بھی ہونگے نہ آشکار کبھی نہ پوچھو چاہئے والوں کی اپنے کیفیت ہم آنے جانے سے باز آؤ دوسرے جو سلام جب اپنے ہو چکی ظاہر ہو س پرستی غیر ہماری نالہ دزاری کے وہ بنین قائل وصال سے مجھے تسکین ہو نہیں سکتی رفیق ہی سے ہیں یہ فریب کی چالین یہ انکی بھولی ادائیں تو دیکھو پوچھتے ہیں کنوین پہنکے ہیں جنکی چاہ نے برسوں خبر یہ سنتے ہی میں بے چہری حلال ہوا گدا سے مست ہیں ہم تکیہ ہے تو کل پر</p> | <p>تمہیں بھی ہے خزانگی اثر جو آہ میں ہیں نہ وہ حرم میں ہیں زائد نہ خافہ میں ہیں بگاڑ میں نہیں وہ لطف جو نباہ میں ہیں جو فتنے جان جہان آپ کی نگاہ میں ہیں تمہاری یاد میں ہیں حالت تباہ میں ہیں ہزار رخنے تمہاری قیاس گاہ میں ہیں دفا سے غیر کے پھر کیوں وہ اشتباہ میں ہیں کبھی تو دیکھ ہی لینگے اثر جو آہ میں ہیں مزے وہ اسپن کہاں میں جو آہ میں ہیں تمہارے چلے بہانے مری نگاہ میں ہیں یہ کیسے داغ نظر آتے روئے ام میں ہیں یہ لطف دیکھئے اغیار کی وہ چاہ میں ہیں لگے وہ غیر سے ملتے ہیں عید گاہ میں ہیں وہ اور ہیں جو غم و فکر مال بجاہ میں ہیں</p> |
| وفا کو دیتے ہو الزام بے وفا کی کا | عیوب ایسے کسی اور خیر خواہ میں ہیں |

زانے بھر میں قسم ہے تری مثال نہیں
 دل اُس سے کیوں نہ لگائیں جسوزل نہیں
 تمہیں کلام خدا کا بھی کچھ خیال نہیں
 وہ خود وہی لیکن یہ سن یہ سال نہیں
 کچھ اس کا رنج نہیں غم نہیں ہلال نہیں
 جو ہے یہ سچ بھی تو مرنا کوئی کمال نہیں
 تجھے تو اپنی زبان کا بھی کچھ خیال نہیں
 ستم ہے اُسکو ذرا بھی مرا خیال نہیں
 جواب صاف کے قابل مر اسوال نہیں
 پھر اُسکو اپنے کئے پر کچھ انفعال نہیں
 وہ دل جو آپ کے قدموں سے پائیاں نہیں
 ہمارا دل ہے کوئی مفت کا یہ مال نہیں
 تمہاری بات کو ٹالوں مری مجال نہیں
 ترا جواب نہیں ہے مری مثال نہیں

حسین لاکھوں میں لیکن یہ چال فعال نہیں
 بتوں کے حسن دوروزہ کا اعتبار ہی کیا
 مکتے کیوں ہو قسم کھا کے مصحف رخ کی
 بتوں کے سامنے کیا چیز حور ہے زاہد
 بلا سے جان ہماری گئی محبت میں
 ہماری موت کی سنکر خبر یہ اُس نے کہا
 ہزار بار پھر اسے تو قول سے ظالم
 ہمیشہ یاد سنا تی ہے جسکی رہ رہ کر
 جو وصل سے تمہیں انکار ہے تو قیل سہمی
 غضب یہ ہے کہ مجھے بے خطا حلال کیا
 حنا کی طرح سے ہو سر خروید مشکاں ہے
 بغیر بوسہ دئے آپ لے نہیں سکتے
 جگر بھی جان بھی حاضر ہے ایک ل کیا ہے
 اداؤں میں مہر و وفا میں آج کہیں

وفا سخن پس سخن کو ناز زیب ہے
 یہ وہ کمال ہے جسکو کمی زوال نہیں

دہان بیان ہی بیان میں بیان ہی امان ہیں
 یہاں اپنی پریشانی سے ہم سرور گریبان ہیں
 بڑے الجھاؤ میں ہمتیں ہیں حیران ہیں پناہ ہیں

کسی کے آئے دنگے جو ملے وعدہ افتاب ہیں
 سنا ہے کسے تو وعظ و نیدائے زاہد نادان
 ترے گیسو کے سودائی جہانکد کیے ہیں مین

| | |
|--|---|
| تمہارے وصل کی دولت کیلئے بھی نہ ماتھ آئی | ہزاروں اسکے طالب میں ہزاروں اسکے خوابان ہیں |
| جہانکجا جاتے ہیں تیرنگاہ ناز اس بت کے | وہاں تک یہ نظر آتا ہے سنبھان ہی بھان ہیں |
| تلافی وہ کریں وعدہ خلائی کی تو ہم جانیں | بناوٹ کی ندامت ہو دکھانیکو پشیمان ہیں |

عجب کچھ حال سے دیکھا وفا کو اسکے کوچہ میں
اگر بیان پارہ پارہ مکڑے مگرے حبیب داماں ہیں

| | |
|---|--|
| وہاں جو روتھ کے واسطے خنجر ہیں پیکان میں | یہاں جوش محبت کے وفادار یکے سامان ہیں |
| جو پوچھے قیس کو لیل تو کہنا لے صبا اس سے | کہ وہ ہو آبلے ہیں غاصحراہین بیابان ہیں |
| وفاداری یہ جو مہربا ہو بس عاشق اسے سمجھو | یہ سارے بواہوس میں صل کی جو تم کو خوابان ہیں |
| نہ ہے وہ جوش اسلامی نہ وہ ہمدردی قومی | مسلمان اٹھکے اب نام کے باقی مسلمان ہیں |
| کریں وہ کیا عجب کچھ کشمکش میں جان ہوا نکلی | کہ میں بھی ملتی ہو سکے ہوں دشمن بھی خوابان ہیں |
| اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تمہیں انصاف سے کہہ دو | کہ مجھ سے جتنے پیمان ہیں تمہاری سچے پیمان ہیں |
| بہنیں ممکن کہ ایسی صورتیں جنت میں ہوں زاہد | اگر یہ مان بھی لون میں کہ اسجا حور و غلمان ہیں |
| کیسی بزم میں اپنی رسائی ہو تو کیوں کر ہو | کہ سب دشمن نظر آتے ہیں اپنے جتنے دربان ہیں |
| وفاداران الفت خون کا دعویٰ بہنیں کرتے | کوئی ان سے یہ کہہ دے آپنا حق کو پشیمان ہیں |
| ہمارا حال بتر عشق میں ان کے ہوا ایسا | کہ جسکو دیکھا دشمن بھی اب سرد گر بیان ہیں |
| دکھائی میں نے جب انکو شبیہ حضرت یوسف | تو بولے بس یہی صورت ہے جیسے آپ نازان ہیں |
| چھپانا درد دل کا عشق میں ہرگز بہنیں ممکن | جو سینے میں نہاں ہیں راز چہرے نمایاں ہیں |

مجھے دیکھا جو بزم غیر میں پوچھا یہ کون آیا
مگر بھر سوچ کر خود ہی کہا میرے عمرخان ہیں

خبر نہیں کہ یکس کی ہے تاب شیشے میں
شراب ہوتی ہے اکثر خراب شیشے میں
ہمارے واسطے ہے انتخاب شیشے میں
شراب جل کے ابھی ہو کباب شیشے میں
کہا جو تو نے نہیں ہے شراب شیشے میں
تو پیکے دیکھ کہ ہے کیسا خواب شیشے میں

پہری کا جلوہ ہے یا ہے شراب شیشے میں
سمجھ کے دیکھو پیر معان ہمیں ساغر
خدا کا شکر ہے ساقی نے کر کے رکھی ہے
اثر جو زندوں کے سوز جگر کا ظاہر ہو
کباب ہو گیا جگر بگرم اساقی
جو نیند آتی نہیں منکر حشر میں زاہد

بھری ہوئی ہے گلگون نہیں ہے سین وفا
بھرا کمال نے ہے آفتاب شیشے میں

کرم ساقی کا ہودت سے ہوں امیدواروں میں
بڑے جو پارسا مشہور ہیں پرہیزگاروں میں
ہے ہم سہا لہا جسکے فقط امیدواروں میں
شنا جسکی ہے قرآن میں کے تیس پاروں میں
ہمارے ہمنشینوں میں ہمارے غلگادوں میں
یہ بیٹھے ہیں جو حضرت ہیں بڑے پرہیزگاروں میں
کہاں فکر معیشت سے انھیں جو ہیں مزدوروں میں
فرے لٹے ہیں ہم نے بھی بہت اگلی بیادوں میں
نئے انداز کے جلسے ہیں ابکے بادہ خواروں میں
جو ہی عاشق ہوئے سپر جو تھے پرہیزگاروں میں
نہیں بھرو پنا ایک بھی لن نین چاروں میں

بہار آئی ہے جلسے ہو رہے باد خواروں میں
وہ آ بیٹھنے اگدن محفل رندان میں لے زاہد
ہوئی ہے کچھ توجہ اسکی اب معطوف اسباب
ہم اس یوسف کے عاشق ہیں ہم اس محبوب کے شیدا
نقطہ حران دیاس وحسرت و اندوہ باقی ہیں
ذرا لانا ادھر بھی چھانٹ کر ساقی مئے گلگون
بڑے آرام میں ہیں جو چھٹے دنیا کی کاوش سے
نفس میں دیکھ کر ہے ہمسفیر و خندہ زن کیوں ہو
کہیں دستار قاضی ہے کہیں عامہ زاہد
مناسب دعا کے زہد میٹھی میں ملا تقوے
رقیب رو سیہ ہو آپ ہوں یا آسمان کوئی

| | |
|--|--|
| تمہارا چاہنے والا نہیں ہے نہیں کوئی بھی | رقیبوں کو کہو تو روسیہ کر دوں ہزاروں میں |
| خدا کا شکر ہے اب وہ رقیبوں کو بھی کہتے ہیں وفا سا چاہنے والا نہیں دیکھا ہزاروں میں | |
| حسن اس کا دل رہا ہے منون ساز تو نہیں خنجر کی آب و تاب ہے دم بھر کی مہمان سرگوشیاں رقیب سے ہوتی ہیں بزم میں رہ رہ کے اُسکی وعدہ خلافی کی ہے غلش دیوانگی سے سن کے میں زنجیر کی مہر ہم نے اگر بیان کیا کیا بُرا کیا بہکاتا ہے مجھے تجھے کرتا ہے بدگمان کیون پھر گئی ہے مجھ سے خدائی تباہ تو ہے تیرنگہ نئی فلک کو جو دیکھا ہو ان خیال بلبل کے پر کتر کے بھی صیاد نے مرے | انداز ہے مگر کوئی اعجاز تو نہیں کیا خوف مجھ کو کچھ نگہ ناز تو نہیں وابستہ اس سے آپکے کچھ راز تو نہیں ہے یہ لگان کہ غیر کا دم ساز تو نہیں کہتا ہوں اُسکے پانوں کی آواز تو نہیں جو رستم عیان ہیں کوئی راز تو نہیں یہ نامہ بر ترا کہیں غماز تو نہیں یہ بھی کہیں تری نگہ ناز تو نہیں یہ آپکی بچاؤ فسون ساز تو نہیں پوچھا کہ اس میں طاقت پرواز تو نہیں |
| کیون چھیڑتے ہو بزم میں اغیار کی اُسے آشفستہ سرو قافے کوئی ساز تو نہیں | |
| فلک بدشمار کی باتیں آج خط میں لکھا ہے اور ہی کچھ روح کو جسم سے چھڑاتی ہیں سن کے کا نوپ نہ ہاتھ دھرتے ہیں | ایسی ہیں جیسی پیار کی باتیں کل تعین کچھ اور تار کی باتیں خنجر آب و تاب دار کی باتیں عاشق دل نگار کی باتیں |

| | |
|---|---|
| <p>گنبد زر بھکار کی باتیں دیدہ اشکبار کی باتیں ایک کی دو کی چار کی باتیں اس دلِ داغدار کی باتیں کرتے ہیں ننگ عار کی باتیں اس دل بیتدار کی باتیں</p> | <p>دیکھنا رنگ لائینگی کیا کیا منفصل کرتی ہیں سمندر کو وہ سنیں بھی تو کس طرح سے سنیں کرتی ہیں شہسار گلشن کو بزم دشمن میں کیا غضب ہے کہ وہ کچھ تو سنئے خدا کی واسطے آج</p> |
| <p>وہ سنیں کچھ تو میں سناؤں وفا دل اسید وار کی باتیں</p> | |
| <p>جان و دل کو ہدف تیر بلا کرتے ہیں نام رکھتے ہیں وفا۔ اور جفا کرتے ہیں ہم وفا سے نہ پھرے شکر خدا کرتے ہیں کام دن رات یہی اہل صفا کرتے ہیں حقِ محبت کا وہ اس طرح ادا کرتے ہیں بیوفائی کا کہان تیری گلا کرتے ہیں</p> | <p>سر کو ہر خم خنجر قاتل پہ فدا کرتے ہیں لیکے دل بور و صدرِ رخ و بلا کرتے ہیں بے وفائی سے وہ اپنی نہیں نامِ ابتک دیکھ لیتے ہیں اُسے آئینہ دل میں مدام کیا تماشا ہے بلا کہ نہیں ملتے مجھ سے اپنی وارثی قسمت کا ہے شکوہ ہم کو</p> |
| <p>بیوفا سے کہو پیغام وفا کا جا کر ترک الفت کہیں ارباب وفا کرتے ہیں</p> | |
| <p>تمنا حسین جہان میں کوئی دوسرا نہیں اب بھی خیال آپ کو پیدا ہوا نہیں اس وضع سے کہ بات کو گویا سنا نہیں</p> | <p>وہ کو نسا بشر سے جو تم پر فدا نہیں دیکھی ہو س پرستیٰ اغیار آپ نے میرے سوال و صل پہ خاموش ہو گئے</p> |

| | |
|--|---|
| <p>جس عرض کی کہ ہم پہنچی کچھ رحم کیجئے میں اور شکوہ آپ کا کچھ خیر ہے جناب تاجند میں جفا و ستم آپ کے سہون جلتا ہے مجھ سے غیر اگر جلنے دیجئے لمے چادر ساز درو محبت ہے لا دوا دل توڑتے ہو بادہ کشوں کے جناب شیخ سنتے ہو میرے سامنے غیر دفنے بزم میں</p> | <p>بیاختہ زبان سے یہ کہہ دیا نہیں میں نے کبھی دعا کے سوا کچھ کہا نہیں ہاں دلربا میں آپ کسی کے خدا نہیں بیچ پوچھئے تو مجھ کو عداوت ذرا نہیں جز شربت وصال کچھ اس کی دوا نہیں مرد خدا ذرا تمھیں خوف خدا نہیں تنکو ذرا حجاب نہیں کچھ حیا نہیں</p> |
|--|---|

آرزوہ دل کیا جو وفا کو تو کیا ہوا
 اب آپ کا خیال اُسے بھی رہا نہیں

| | |
|---|---|
| <p>پھر دل ہے بے قرار کہ وہ مجھ میں نہیں ہوتا نہیں خیال میں بھی ہمکنار وہ ملتے ہیں خاک میں گہرا شک کیا کروں قاتل نے حسرتوں کا کیا خون پیشتر حوروں سے واسطہ نہ منم سے امید وصل انکار کی ادائیں ہے اتسار کا مزہ</p> | <p>یہ چین بھر ہے روح کہ وہ نازنین نہیں راحت کی شکل اب کوئی جان حزن نہیں دیوانہ پن میں حبیب نہیں آستین نہیں بسمل کے ساتھ کوئی دم واپسین نہیں وارفتہ بتان کا ٹھکانا کہیں نہیں ہنس منہس کے آپ پھر دین نہیں کہ نہیں نہیں</p> |
|---|---|

کہتے ہیں وہ محال ہے اُس سے وفا و عہد
 انکو ابھی وفا سے وفا کا یقین نہیں

| | |
|---|---|
| <p>جان و دل فرقت جانان میں فدا کرتے ہیں رات دن ناکہ و فریاد و بکا کرتے ہیں</p> | <p>آج جو عشق کا حق ہے وہ ادا کرتے ہیں بھر میں جو سنا تھا وہ کیا کرتے ہیں</p> |
|---|---|

بت کا فر کے لئے یاد خدا کرتے ہیں
حضرت عشق جو برتاؤ گپ کرتے ہیں
تجھید نازل کوئی اب تازہ بلا کرتے ہیں
اب وہ ہاتھ نکو جو پابند خدا کرتے ہیں
اے کانداز ترے تیر خطا کرتے ہیں
ہم قصا کو اسی صورت سے ادا کرتے ہیں

شوق جانان میں عمل حب کا پڑھا کرتے ہیں
قیس و فراد کی حالت سے ہے سب پر ظاہر
تاک میں بیٹھے ہیں وہ گیسو و مشکون ایدل
مدعا یہ کہ مرے قتل سے بھی ہے انکار
غیر سے آنکھ ملا کر مجھے مجبور و زکر
سجدہ کرتے ہیں دم مرگ تری چو کھٹ پر

ہے زلمے میں کریموں کی یہ پہچان وفا

وعدہ جس شخص سے کرتے ہیں وفا کرتے ہیں

دیوانگی میں شور و مچاؤن کہاں کہاں
میں اپنی تیغ ناز لگاؤن کہاں کہاں
میں جان ناتوان کو چھپاؤن کہاں کہاں
ہو حسی کا شور روز و مچاؤن کہاں کہاں
لقویہ تیری جا کے دکھاؤن کہاں کہاں
وہ کہہ رہا ہے خط کو دکھاؤن کہاں کہاں
حیران ہوں تیرے واسطے جان کہاں کہاں
یارب میں اسکو روز پلاؤن کہاں کہاں

میں داستان ہجر سناؤن کہاں کہاں
کیا لطف ہے وہ پوچھتے ہیں قتل گاہ میں
دل ان کی نذر ہو گیا باقی ہے ایک یہ
دیوانگی سے سارا زمانہ ہو ہے تنگ
لاکھوں میں تو حسین ہے شہرت پسند ہے
دشمن کا ایک گھر ہو تو پہنچا سے نامدبر
کعبے میں تو ہے دیر میں تو میکے میں تو
زادہ پیالہ نوش سے غم نوش ہو گیا

لمتا نہیں ہے وہ بت ہر جا لے وفا

پنلاؤ تو میں شور و مچاؤن کہاں کہاں

تیری نگاہ لطف کا امیدوار ہوں

ایجان۔ جان و دل سے میں تجھ پر نثار ہوں

سیلاب سے زیادہ میں کچھ بقیہ رہا ہوں
 پھر سپنازیہ سے کہ میں پختہ کار ہوں
 گزرے ہوئے زمانے کا میں یادگار ہوں
 بیرحم۔ رحم کر۔ میں غریب الٰہی رہوں
 سنلو کہ میں زمانہ ناسازگار ہوں
 یہ کہہ رہے ہیں میں تو تغافل شعار ہوں
 مطلب کا اپنے پھر بھی بہت ہوشیار ہوں
 تم غیر پرستار۔ میں پست پرستار ہوں
 افسوس میں نگاہ میں اُس کی ہی خار ہوں

دنکو نہ چین رہے نہ مجھے شب کو رہے قرار
 بے سمجھے بوجھے غیر کی چالوں میں آگئے
 آسان نہیں لحد کا مٹانا مری جناب
 انجان تجھ کو میرے ستانے سے فائدہ
 وہ اپنے جان نثاروں سے کہتے ہیں صاف
 پل پل کا حال گرج رہے معلوم پھر بھی وہ
 مشہور گو جہان میں ہے دیوانہ پن مرا
 یہ انقلاب طبع نرالا جہان سے ہے
 جس گلابدین کے ہجر نے سینہ کیا فگار

احباب کے تو ہوتے ہیں سب ست آؤ

میں دشمنوں کا بھی بجز دوستدار ہوں

مصیبت کی راتیں ہیں آفت کے دن
 جوانی کا عالم ہے غفلت کے دن
 غضب ہے نہیں کٹتے فرقت کے دن
 پھر اُسپر غضب ہیں شرارت کے دن
 ملین آپ مجھ کو قیامت کے دن
 ذرا آ تو حبائین نزاکت کے دن
 فقط آج کل ہیں لیاقت کے دن
 خدا سے کہوں کیا قیامت کے دن

ہوئے خواب سب عیش و عشرت کے دن
 سنبھل کر چلو ورنہ پچتا دگے
 خدا یا اجل آئے یا وصل ہو
 یہ ابھر رہے جو بن کر اڑتے ہیں ہوش
 عجز ہو جو جو جہان کے عوض
 ابھی ہے لڑکپن نہ چھوڑو اُٹھیں
 شرافت کو اب پوچھتا کون ہے
 بتوں کی محبت میں پامال ہوں

وفا داغ کی یہ غزل خوب ہے

نہ محروم ہوں میں شفاعت کے دن

| | |
|--|---|
| <p>بنتی ہوئی جو بات ہو کوئی بگاڑے کیوں دل ہے کیسا نرم تو درد سے بھرنے لے کیوں سخت دلی کی تھی خبر کرتے ہو ہاے ہاے کیوں مجھ سے نہیں ہے جب غرض شکوہ گلہ بھی پر عیشت انگلی ہلک ادا ہے قہر اور غضب ہے سادگی کسکو سنائیں حال زار۔ کون ہے اپنا غمگسار</p> | <p>غیر ہمارا حال زار جا کے ہسٹائے کیوں غیر کا حال زار بھی کوئی ہمیں سٹائے کیوں عشق کے سارے واقعات تم کو سنائے کیوں اٹھکے چلا جو نرم سے کوئی مجھے بٹھائے کیوں چھین کے دل نہ کہتے ہیں کرتی ہو ٹٹائے کیوں دل کی طرح گیا ہوں بیٹھ کوئی مجھے اٹھائے کیوں</p> |
|--|---|

ابھی غزل ہے لے وفا غالب کتب خانہ کی

دو مین گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں سٹائے کیوں

| | |
|--|---|
| <p>کیا مزہ ہو جو مین آلودہ عصیان ہو لون نزع کے وقت بھی ہے دل کی تمنا اتنی عشق کی کارگزاری سے ہر وقت دل کو ایسج کا ہوتا ہے انجام ہمیشہ راحت تم اُدھر غیر سے باتیں کرو دل شاد کرو ہے شب و عدہ مرے دلوں پر چھین آجائے</p> | <p>تو بہ رورو کے کروں دل میں پشیمان ہو لون گرد پھر پھر کے مروں یار پہ قربان ہو لون صنطا خست لے تو مین سوئے بیابان ہو لون بعد ہے راحت دل پہلے پریشان ہو لون میں ادھر اپنی محبت پہ پشیمان ہو لون صبر کر دست اجل یار پہ مہر بان ہو لون</p> |
|--|---|

کہتی ہیں یہ یہ صیاد سے رورو کے وفا

رہنے ہے باغ میں مجھ کو کہ خوش الحان ہو لون

| | |
|---|--|
| <p>یا حبیب گبر یا تیرے طلبکاروں میں ہوں</p> | <p>تو سر پا ناز ہے میں ناز برداروں میں ہوں</p> |
|---|--|

تو ہے یوسف اور میں تیرے خریداروں میں ہوں
 امتی تیرے نبی کا ہوں گنہگاروں میں ہوں
 ہے تسلیم خم پیشک خطا کاروں میں ہوں
 تو شفیع عاصیان ہے میں گنہگاروں میں ہوں
 میں زلیخا کی طرح تیرے خریداروں میں ہوں
 اس سول ہاتھی کے کفش برداروں میں ہوں
 شافع روز جزا وہ میں گنہگاروں میں ہوں
 سیندریون میں ہمارے ہوں دل افکاروں میں ہوں
 یا رسول کبریا فرقت کے بیماروں میں ہوں
 مدتوں سے بند عصیان کے گرفتاروں میں ہوں
 وہ مرے دلدار میں اُنکے گرفتاروں میں ہوں
 امتی خیر الوری کا اور دینداروں میں ہوں
 غم سے آزادی کہاں دل کے غراہوں میں ہوں

مصطفیٰ تو شاہ ہے میں کفش بردار ہوں
 بخشدے میرے گنہ یارب طفیل پنجستن
 معترف تقصیر کا ہوں منفعل اعمال سے
 کیا عجیب ہے میٹھے نقش خطا تیر کو
 یوسف مصر کی صورت تو جو ہے بازار میں
 بت پرستوں کو خبر کر دو کہ میں ہوں بہت مشکین
 احمد مختار کی امت میں ہوں شکر خدا
 یا محمد جلد بلو الو مدینے میں بچھے
 جلد جام وصل سے فرمایے سیراب اب
 کیجئے آزاد اب مجھ کو خدا کے واسطے
 خود خدا اے پاک ہے جن قدم وصل علی
 نزع میں یارب مرے ورد زبان ہو لا الہ
 ساتھ ہی اُسکے مٹے سوز و دل سوز و دل

ہے خمار سا غر عشق محمد اے وفا

بادۂ عرفان سے مست اُسکی بہتاروں میں ہوں

روئے خورشان کی چمک مہر و خشان میں نہیں
 بولے یہ بات مرے حیطۂ امکان میں نہیں
 سیر جو وادی دل میں ہے گشتا غنیمت نہیں
 کہ درستی کی روش گنبد گردان میں نہیں

بیچ کا کل کے تری سبیل سچان میں نہیں
 جب کہا میں نے کہ ترک ملاقات رقیب
 اک خدا کی کما مشا نظر آیا اس میں
 کجروی اُسکی ہمیں صاف بتا دیتی ہے

کوئی غیر و نکلے سوا محفل جانان میں نہیں
مہر و الطاف دراز چشم حسینان میں نہیں

دشک سے جان نکل جائے نہ کیونکر اپنی
آنکھ ملے ہی نگاہوں کو چورالیتے ہیں

خوب ہی داد سخن دی ہے وفا کیا کہنا
جس قدر تم میں فصاحت ہے وہ سبحان میں نہیں

گہر و ترس میں نصاریٰ و مسلمان میں نہیں
آدمیت کا نشان تک ترے دربان میں نہیں
ہے وہ حسان کہ داخل کسی احسان میں نہیں
میرے دامن میں ہیں جو بھول گشتائیں نہیں
بھول بستر پہ نہیں شمع شبستان میں نہیں
ہم تو دل دیکے کسی طرح بھی نقصان میں نہیں

تم سب بے مہر کسی فرقہ انسان میں نہیں
نہ تو اضع نہ مدار نہ سلام اور پیام
لاے ہو غیر کو ہمراہ عیادت کے لئے
اشک گل رنگ کی دنیا سے انوکھی ہے بہار
شب فرقت میں عجب طرح بسر ہوتی ہے
دل گیا خوب اور دگپ رنج مٹا

یار پہلو میں وفا جب نہو حسرت کیسی
وہ نہیں پاس تو کچھ منزل ویران میں نہیں

تو ہے نادان وہ دانا دشمن
شکر ہے جلد اسے جانا دشمن
کیا لگا تباہی نشانہ دشمن
تاک لیتا ہے نشانہ دشمن
پا گیا اب تو ٹھکانہ دشمن
جو کوئی دوست مرا یا دشمن

ہو گیا سارا زانا دشمن
چور تھا دوست کے پیراہن میں
اس کے آگے نہیں چلتی تدبیر
دوب کر آنکھ لگا تباہی تیر
دوست دشمن کی سمجھ کچھ نہ رہی
رحم اللہ کرے ہر اک پر

اے وفا اس سے حذر لازم ہے

جسکو اک مرتبہ سنا دشمن

| | |
|---|--|
| <p>اُنکی محفل میں بھلا جلتی ہیں تقریریں کہیں سلسلے لاکھوں مٹے لوٹنا نہ لیکن یہ فلسفہ واہ لے آہ و فغان تو نے کیا محشر بپا سیکڑوں ناوک فگن دیکھے ہزاروں تیغ زن بہر زر کیوں بیچتا ہے اس درشہوار کو لے بھالت تجھ پہ لعنت کیا ہوا حاصل تجھے</p> | <p>وصل کیا کچھ کھیل ہے پٹی ہیں تقدیریں کہیں اے جنوں کچھ خبر ہے رکتی ہیں زنجیریں کہیں تیغ ہے روکے سے رکا کرتی ہیں تاثیریں کہیں ایسی تکیاں ڈاکہ دیکھیں شمشیر میں کہیں کھوکھلے نقد آبرو ہوتی ہیں توقیریں کہیں کوڑی کوڑی جو لڑ کر ہوتی ہیں توقیریں کہیں</p> |
|---|--|

خوب مصرع ہے امیر لکھنوی کا اے وقفا سامنے تقدیر کے چلتی ہیں تدبیریں کہیں

| | |
|--|--|
| <p>دم عشق احمدی میں نخل جاے تو کہوں مدہوش جام عشق نبی سے ہوں راندن آنکھوں میں راندن ہے تصور حضور کا ہو کام مجھ کو یاد محمد سے ہر گھڑی کوئے نبی میں جا کے ہو دل مبرا یا مال جلتا ہوں سوزِ ہجر سے ہر دم مثال شمع جس دھن ہو آتش عشق رسول پاک مضطر ہوں جلد بھگ کو بلا لودہ سینہ میں ڈوبتا ہوں میں عشق محمد میں یا خدا عشق رسول پاک میں اکسیر ہو گیا</p> | <p>دل میرا اس طرح جو بہل جاے تو کہوں مستی سے دل مرا جو اہل جاے تو کہوں دم یاد میں نبی کی نخل جاے تو کہوں اس نخل میں جو عمر نخل جاے تو کہوں قدموں پہ شاہ دین کے سلجاے تو کہوں دل موم کی طرح جو گھل جاے تو کہوں برق بلا سے جلد وہ جل جاے تو کہوں حالت جو میرے دل کی سنبھل جاے تو کہوں دل کی پو آرزو جو نکل جاے تو کہوں سوز و رونا سے دل مرا جلجاے تو کہوں</p> |
|--|--|

ہے آرزو و وفا کہ مدینے میں ہو مزار
قد مونہ پیشہ کے دم جو نکل جائے تو کوہن

بجھپہ بھی خیم کرم میں بھی وفادار نہیں ہوں
میری حالت مجھ سے کیا تم پوچھتے ہو دوستو
کیا سمجھ رکھا ہے تو نے مجھ کو اسے سرت ناز
ایٹاک کب تک کر گیا مجھ پہ تو جو دوستم
بے رنجی بے اعتنائی پر گردن تا کج
ڈال دے باہن گلے میں وصل سے کرنا دکام
ہاں پلا دے وصل کا ساغر کہ میں ہوں نشہ کام
آپ تحفے پہنچتے ہیں مدعی کو صبح و صل
اوبت کس حد را اب تو کچھ حسرت نکال
صاف آئینہ کی صورت دل سے دکھوا رہے
منہ سے خم کے خم لگائے ساتی دریا نوال
گو نطس میں دوستوں کی ہون گل تر سر بسر
حال ہے زار و زبون برگشتہ ہے تقدیر بھی
سنبھل اپنی خطا سے ہوں سزاوار سزا

تم سراپا ناز ہو میں ناز برداروں میں ہوں
زاہدوں میں متقی سے نوش میخواروں میں ہوں
فتنہ گر تو ہی نہیں میں بھی تو عیاد نہیں ہوں
سب بھلا دو نکات سری شعی کہ ہر شیا نہیں ہوں
جلد میری راہ پر آ جا کہ ناچاروں میں ہوں
ایک دست سگر میں طلب کاروں میں ہوں
میری جان دست میں تیرے پرستاروں میں ہوں
دل یہ کہتا ہے کہ مر جیساے ہو تو یاروں میں ہوں
کب سے میں امید واروں میں طلبگاروں میں ہوں
دوستوں کا دوست میں ہوں یاروں میں ہوں
میں پرانہ مدت کے قدح خواروں میں ہوں
دشمنوں کے واسطوں کو کھے ہوئے خاروں میں ہوں
بتلا کتے غمون میں کتنے آزاروں میں ہوں
جو مجھے چاہو سزا دو میں خطا واروں میں ہوں

وقت پر کیا یوفائی کی ہے تونے اے وفا

پھر اسی منہ پر بھی کہتا ہے وفاداروں میں ہوں

بڑا مزہ ہو یو نہیں گر کشیں تمہارے دن

خیر نہیں تمہیں کیسے کٹے ہمارے دن

جلی کٹی ہی سائے میں آپ سارے دن
یہ کالی کالی گھٹا ہے یہ پیارے پیارے دن
کہ لطف اڑانے کے قابل ہیں یہ تمھارے دن
خدا نے چاہا تو پھر جا میں گئے ہمارے دن
امنگ پر ابھی جو بن رہے اور پیارے دن
ابھی بتا میں مجھے دور سے اشارے دن
گزر رہی جاٹینگے ہر حال میں ہمارے دن

نہ ایسا بھی کوئی بیدار ہو گا عالم میں
جو میرے دلمین ہے کہتے ہوئے میں رتا ہوں
تمھارا ہاتھ ہو گردن میں میرا سینہ پر
چنان نماز و چنیں نیز ہم خواب دہاند
مڑے اڑاؤ جوانی کے اور کھل کھیلو
تمھارے عارض پر نور ہوں جو جلوہ نگن
تم اور ترک جفا۔ یہ خیال بھی نہ کرو

بقول داغ میر و قافا ہو روز نشا ط
پھر میں ہمارے بھی جیسے پھر تمھارے دن

بھگتین دل میں حسرتیں درد جگر کو کیا کروں
عشقی تباہ میں ہر مٹا لیکے آخر کو کیا کروں
تم ہی نہیں ہو پاس جب شمس و قمر کو کیا کروں
شور مچا رہا ہے اب مرغ سحر کو کیا کروں
بھگتی آتش حجیم دامن ترک کو کیا کروں
کہتے ہیں بھیا ہے تو ایسے بشر کو کیا کروں

آیا ہے دل بتوں پر اب اپنی نظر کو کیا کروں
بس میں نہیں ہے دل مرا آہ فغان ہو رات دن
راحت جان و دل ہو تم جس تھیں سے ہو مجھے
عیش ہوا ہے تلخ سب مسنے ستا یا بے سبب
تو ہے خیر تو علم میری خطا نہیں کریم
وصل کی شب جو عجب کربا ہوں ان کو کچھ خطاب

آہ کرے اگر وفا چاہے جو کچھ وہ نے سزا
پردہ نشین ہے بجا دیدہ ترکیب کروں

جہان شادی رچاتے ہیں میں تم بھی تھے میں
تکبر خلو ہوتا ہے سر نہ کے منم بھی تھے میں

جہنم میں راحت میرے تھیں کو غم بھی ہوتے ہیں
اٹھا یا خار نے سر اسکو کھٹکا ہی رہا غم کا

چلا جب سب نکر زاغ پھر اُس کا چلن بگڑا
 تمہیں اغیار سے خلوت مبارک ہو خدا حافظ
 مصیبت میں جو کام آئے وہی کنوشت ہوا
 بٹھا لیتے ہیں پہلو میں جسے منظور ہوتا ہے
 یہ سختی مری پہلے ہی بوجھ کر ہر زمانے سے
 دو روزہ ہمیشہ پر کوئی نہ بچو لے دار خانی میں

جو اپنی حد سے بڑھتا ہے ہی تو کم بھی ہوتے ہیں
 محل ہوتے ہیں صحبت میں تنہا محض ہم بھی ہوتے ہیں
 بہت کہنے کو یوں تو دوست بھی ہوں بھی ہوتے ہیں
 عدو بھی ہوتے ہیں محض میں انکی ہم بھی ہوتے ہیں
 شریک اُس میں تمہارے گیسوئے بزم بھی ہوتے ہیں
 نہان اس پر دیکھ اندر ہمیشہ غم بھی ہوتے ہیں

وفا جو جان نثار قوم میں کم یاب ہیں بیشک
 دکھاؤ کو ہمارے دیدہ بزم بھی ہوتے ہیں

روتے روتے میری آنکھیں ابر نیسان ہو گئیں
 قیصر و دارا کہاں میں قیس و لیلیٰ ہیں کہاں
 وصل میں جو کچھ ہوا اُس پر بحث ہے روٹھنا
 کیا کیگو بھر بلا میں بھانٹنا منظور ہے
 ہم نے جب مانگی دعا کچھ بھی نہ برائی مراد
 روتے روتے میری آنکھیں فرقت ساقی میں آہ
 وصل کی شب جب قد دل میں بھری تمہیں جہنم
 عشق میں گو پردہ داری لاکھ کی میں نے مگر

حسرتیں جو راز تمہیں مشہور دوران ہو گئیں
 صورتیں کس کسکی زیر خاک نہاں ہو گئیں
 کل کی باتیں آج تک سب محو ایجاں ہو گئیں
 کس لئے پھر آؤ گی لعین پریشان ہو گئیں
 آپکی باتیں مگر مقبول یزدان ہو گئیں
 گو ہر شہوار سے لعل بدخشاں ہو گئیں
 تپہ صدقے ہو گئیں سب تپہ قربان ہو گئیں
 آرزو میں رنگ رخ بنکر نمایاں ہو گئیں

ہے مقدم لے وفا کوشش ہے ہر کام میں
 شکنجہ جتنی بڑی ہے برباد آسان ہو گئیں

دل اڑانے کے لیے سر ہوا میں آئین
 میکشہ مزوہ کہ گھٹ گور گھٹائیں آئین

| | |
|---|--|
| <p>لخت دل کھا کے پو بخون جگر جلے شراب تو بہ کرتے ہیں بظاہر نہیں دل میں کچھ خوف سنیکروں ظلم کیے اُن سے تری طرز ستم جان دی آج یہ کس نے کہ ترے کوچہ میں تیری رحمت کے مقابل ہوں غفل روز جزا</p> | <p>یاد ایام کہ عبرت کو گھٹائیں آئین کام کس وقت ہمارے یہ دعائیں آئین لوٹنے کے لئے دل خوب ادا کیں آئین درو دیوار سے ماتم کی صدا کیں آئین کچھ بھی گنتی میں نہ افسوس خطائیں آئین</p> |
|---|--|

اے وفا کو ہم مر امین ہیں برسات کے دن
سمت بارش جو ہوئی اور بلائیں آئین

| | |
|---|---|
| <p>نہیں ہے تجھ سا سنگر کوئی زمانے میں میں فرد مصیبت دھر ہوں زمانے میں بتوں کا ظلم سہا عشق و عاشقی کر کے مجھے وہ چھیڑ کے محفل میں ہو رہے ہیں خوش ہے انفعال کی لذت نصیب میں میرے کرم جو حال پہ اس نشہ کام کے ساقی کر اپنے فضل و کرم سے مجھے بھی لال مال یہی دعا ہے یہی آرزو ہے شام و سحر کیکی ایک طرح پر گذر نہیں سکتی خوشی سے بھولا سنا تا نہیں اُدھر صباد</p> | <p>وفا شمار نہ مجھ سے ستم اٹھانے میں کوئی بتا دو تو مجھ سے کسی گھرا نے میں میں غم اٹھانے میں ہوں فردہ ستانے میں بہل رہا ہے دل اٹکا بہت ستانے میں خمیر شرم ہے عاصی کے آب و دانے میں پڑا ہے دیر سے تیرے شراب خانے میں کی نہیں ہے الہی ترے خزانے میں نہ ہوں میں دست نگر اے خدا زمانے میں خوشی ہے آج تو کل رنج ہے زمانے میں ادھر اُداسی برستی ہے آشیانے میں</p> |
|---|---|

کبھی وفا کو نہ بھولو وہ دن تو یاد کرو
مختصین بھی چاہ تھی اُس کی کسی زمانے میں

بعد خالق مصطفیٰ ہے دوسر کوئی نہیں
حق تو یہ ہے مصطفیٰ سا پیشہ کوئی نہیں
آپ ختم المرسلین ہیں آپ محبوب خدا
یوں تو کہنے کو زمانے میں ہزاروں ہیں حسین
یقینی خاطر حق تعالیٰ نے بنائی کائنات
غرق ہو نہ کہو کہ شتی لیجئے جلدی سنبھال
جسندی تکلیف کرتے تھے دعا اسکے لئے
نفسی نفسی سب ہے کہتے ہوئے تیرے سوا
میری آنکھوں میں تصویر ہے مینے کا فقط
یا رسول اللہ بجا بوزرع کی سختی میں ہوں

شافع محشر بجز غیر الوری کوئی نہیں
ہم گنہگاروں کا حامی دوسر کوئی نہیں
گوئی لاکھوں میں لیکن آپ سا کوئی نہیں
میری نظروں میں مگر ترے سوا کوئی نہیں
لاکھوں پیغمبر ہوئے تجھ سا ہوا کوئی نہیں
بحر عصیان جو غرضن ہے نا خدا کوئی نہیں
رحمۃ للعالمین سا رہنما کوئی نہیں
محشر کے دن سامنے حق کے گیا کوئی نہیں
میرے دلمیں اب تو حضرت کے سوا کوئی نہیں
جز تہلے غاصیوں کا رہنما کوئی نہیں

ہم نہیں کہتے کیلکواسے وفا منہ سے برا
گو برا بھی ہو۔ مگر ہم سے برا کوئی نہیں

وخل بلبل باغ میں وقت خزان کچھ بھی نہیں
دیکھ لے عبرت کی آنکھوں سے زانیکی بہار
عمر غفلت میں جنھوں نے کی بسر وہ شرم سے
خواب غفلت سے اٹھا سر چوڑے طول ال
ذکر ہے لیلیٰ کے ناۃ۔ اور جذب حسن کا
سر بلندی اور پستی کا سنا تین ذکر کیا
بات مبنی ہے بگڑ کر جب خدا کا فضل ہو

شاخ گل پریشا نے کا نشان کچھ بھی نہیں
دل میں با ندیشہ فضل خزان کچھ بھی نہیں
رو تے ہیں پاس کے وقت امتحان کچھ بھی نہیں
کوچ کا سامان کر عمر روان کچھ بھی نہیں
قیس کی مہر انوروی کا بیان کچھ بھی نہیں
کھ زمین کچھ بھی نہیں آسمان کچھ بھی نہیں
سیح اگر پوچھو تو اسباب جہان کچھ بھی نہیں

رج کیا تقدیر کا خواب گراں کچھ بھی نہیں
 آج جا کر دیکھ لو ان کا نشان کچھ بھی نہیں
 قہر قہر شوکت نوشیر دان کچھ بھی نہیں
 آج جا کر دیکھ لو ان کا نشان کچھ بھی نہیں
 منز لون باقی نشان کلاوان کچھ بھی نہیں
 ان میں ہمدردی کا ڈھونڈو نشان کچھ بھی نہیں
 ایک پل کا ہے نشان جہاں کچھ بھی نہیں

دولت و زر گر ہو حاصل تو غم اس کا ہے کیا
 مال پر جمع کرنے والے میں قیامت ہے کہ وہ
 کیا سکندر اور دارا سے ہوئے فرمان روا
 کا نپتے تھے جنکی فوجوں کے نشان سب یکھ کر
 ہو گیا ایسا روانہ و تافلہ اسلام کا
 جو مسلمان لیڈری پر آج کل قیتے ہیں دم
 راحت و آرام دینا ہے فقط خواب و خیال

ایک دھوکا ہے نظر ازلوں کی جو فریاد ہے
 اک نشان ہے وفا حسن تباں کچھ بھی نہیں

اس انتخاب کا دنیا میں انتخاب نہیں
 سخا و جود و عطا عام ہے حساب نہیں
 حضور شاہ و کن کا کہیں جواب نہیں
 ہمارے شاہ کو اک لحظہ لے جناب نہیں
 وہ حوصلہ ہے کہ چھوٹا کوئی ثواب نہیں
 کہ آج زلف بتان میں بھی پیچ تلاب نہیں
 ہمارے شہ کی طرح کوئی لاجواب نہیں
 خوشایہ دور کہ جبکہ کہیں جواب نہیں
 ہو دور شاہ میں منتر تک انقلاب نہیں
 سب نظام ہے اچھا کوئی خراب نہیں

مرے حضور کا ثانی نہیں جواب نہیں
 گہر فشانے دستِ کرم ہے عالمگیر
 رحیم و عادل و یکس نواز ہیں سرکار
 امورِ منفعت خلق سے کبھی فرصت
 خدا پرست و عبادت گزار حامی دین
 ہیں ایسے ناخنِ تدبیر شاہ عقدہ کشا
 رحیم عادل و باذل سخی دریا دل
 خوشا زمانہ کہ ہے ہر طرح ہر اک راحت
 تمام ملک ہے طالب کہ اے مرے خالق
 عدالتیں ہیں سب انصافِ عدل پر مبنی

| | |
|--|--|
| <p>جو خوف شہر کو اب تک تھا رو دو موٹی سے یہ فیض عام ہے ہر خادم حضور سی پر ہے جشن سالگرہ بادشاہ غازی کا دوان ہے دولت و اقبال شاہ کار ہوار</p> | <p>اُسے بھی بے کیا جاوے اضطراب نہیں کسی کا جنگ سے کلم جنگ خطاب نہیں ہر ایک دل میں بشارت ہے اضطراب نہیں اک جیسی گرد کا غور شدید ہر کاب نہیں</p> |
| <p>وفا سخاوت ستم کا افریہاں تک ہے کز زفتان ہے زمین کون فیضیاب نہیں</p> | |
| <p>آسمان سر پہ ہے جہان جاؤن در پہ حاضر ہوں بہر نظارہ کو سنے کیون یہ دیتے ہو ہر بار چاہتا ہوں کہ دل ہو نذر صنم دیر اب ہو گئی ہے جانے دو آپ نے بزم سے نکال دیا وصل کی آرزو میں سوئے عدم وہ نہیں چھوڑتے مرا پیچھا</p> | <p>ہے زمین زیر پا کہاں جاؤن کہنے ٹھہروں کہ مہربان جاؤن کیا پر ارمان و نوجوان جاؤن بزم میں لے کے ادھان جاؤن کیا اجازت ہے مہربان جاؤن یہ تو فرمائے کہاں جاؤن زندگی کر کے رایگان جاؤن ہاں اب کیا کروں کہاں جاؤن</p> |
| <p>اے وفا مجھ سے یہ نہیں ممکن چھوڑ کر اُن کا آستان جاؤن</p> | |
| <p>کھوکے پھر دربان عمر رایگان ہوتا نہیں بلبل نالان ہر اسان ہے خزانے خوف کے حد ہوئی ذلت کی میں منت کش اعدا ہوا</p> | <p>پیر ہو کر پھر بشر کوئی جوان ہوتا نہیں ملفت پھر بھی مزاج باغبان ہوتا نہیں صاف سپر بھی گر وہ بد گمان ہوتا نہیں</p> |

| | |
|--|--|
| <p>کب چھپائے سے چھپی بہن عشق کی نیرنگیان کھیل ہے کیا عشق بازی چاہیئے لکھو بھی زر مے پرستی کا شغف حالات ہے پا جام جم باغ عالم میں جو آج آیا ہے وہ کل جا یہ کا راہ پر آتی نہیں قسمت کسی تدبیر سے</p> | <p>وہ یہی راز نہان ہے جو نہان ہوتا نہیں مفلسی کے دوہین ذکر تباہ ہوتا نہیں ہم پایہ کیوں مرا پیر مغان ہوتا نہیں کونسا ہے بھول جو وقف خزان ہوتا نہیں مہربان ہم پر بت نامہربان ہوتا نہیں</p> |
|--|--|

اس سر امین گو بیت آرام پایا اے وفا
 کیا کریں لیکن قیام جاودان ہوتا نہیں

| | |
|---|---|
| <p>پیش دہس بے سود تھا ہر خواب کی تعبیر میں گو مصور نے اُتارا اُن کا نقش بال بال میری وحشت پر جنون ہوتا ہے صد تے بار بار آنکھ لڑتے لڑتے اُنکے بروئے خمدار نے صبر کی دولت سے مالامال ہے ممکن مرا کھول کر دل ہم بھی حاضر ہیں ادھر بھی اک نظر پار بیڑا کر دیا اک وار میں سفاک نے رنج سے کیا فائدہ اب صبر کرنا چاہیئے ہے اگر تقدیر لازم امتحان مژدوم ہے خاک کر دیتے ظلم کو گر نہ کرتے درگزر</p> | <p>پیش آنا تھا وہی لکھا جو تھا تقدیر میں بل نظر آتا ہے لیکن بھر بھی کچھ تصویر میں دشت جو لان کاہ ہے کب بانوں پر نچیر میں زخم پیدا کر دیئے لاکھوں دل نچیر میں ہے مقید حرص اپنے خانہ زنجیر میں توڑ ہے کتنا بھلا دیکھیں تمہارے تیر میں کس قیامت کی روانی آگئی شمشیر میں ہو گیا جو کچھ کہ ہونا تھا مری تقدیر میں کامیابی ہے پس پردہ ہر اک تدبیر میں ہے اثر اتنا ہمارے نالہ شہگیر میں</p> |
|---|---|

خاکساری کرو وفا تیرے لیے اکیر ہے
 ہے مؤثر یہ عمل افزودنی توقیر میں

نظر آتا ہی نہیں راحت جان دو دو دن
 دم نہیں مارنے دیتی ہر فغان دو دو دن
 دل میں آتی ہے نہ ہوتی ہر عیان دو دو دن
 متحد بنکے رکھو نام و نشان دو دو دن
 روک دیتا ہے سگ کو کئے تباہ دو دو دن
 چاہ میں غرق ہو یوسف سا جوان دو دو دن
 چھوڑیں غفلت کو ذرا پسرو جوان دو دو دن
 بدگمانی کا بلا دجھ گمان دو دو دن

مجھ سے کوا سطر رہتا ہے نہاں دو دو دن
 حیف اس درد جدائی سے ہوئی یہ حالت
 اُن لے شوخی تری سفاک تری طرز ستم
 تفرقہ نے کیا پامال ہوئی قوم تباہ
 طرفہ تری کہ دریابہ جانے سے مجھے
 واسے حسرت دل یوسف کی کوئی پوچھے
 اپنی اصلاح کریں غیروں کی حالت دیکھیں
 شکل گردیکھ بھی لی میری تو کیوں کرتے ہو

حالت قوم پر رقت سے سناؤں لکھر
 کون سنتا ہے وفا میرا بیان دو دو دن

جو انسان میں بھلا وہ کب اسی انسان سمجھتے ہیں
 جو شیدائی تو ان کے ہیں انھیں نادان سمجھتے ہیں
 یہیں لے جیہ جو شخص اسکو با ایمان سمجھتے ہیں
 وہ سب ہو جائیگا ظاہر جسے پنہان سمجھتے ہیں
 وہ شیطان کے بھائی ہم نہیں شیطان سمجھتے ہیں
 ترقی ان کی ہمتو باعث طوفان سمجھتے ہیں
 مگر دل میں وہ معنی کفر کے ایمان سمجھتے ہیں
 بڑے دانا وہی ہیں جنکو ہم نادان سمجھتے ہیں

جسے ہمدردی قومی نہ ہو جوان سمجھتے ہیں
 جناب شیخ بہتے ہیں خدا کی یاد میں شب بھر
 یہ ہے اسلام اب قبروں کو پوجیں اور کریں سجدے
 تعجب ہے کیا کاری یہ ہے تقویٰ کا بھی دعویٰ
 شراب ناب کے شیداؤں پر اللہ کی لعنت
 نئی تعلیم سے حالت جوانوں کی ہے ناگفتہ
 رہا کرتے ہیں ہر دم معترض احکام شرعی پر
 جو عقل کل ہیں ظاہر میں وہ نادانی کے پتلے ہیں

مقدر سے ہے کیا چارہ مگر ہمت تو ہے اتنی

ہر اک دشوار کو ہم لے وفا آسان سمجھتے ہیں

جان دیدوں یا کہ سر بھڑوں الٹی کیا کروں
 بڑ لگئی اک اور بھجھ پر تباہی کیا کروں
 نامہ اعمال پر اسپنے گواہی کیا کروں
 ہو نہ مخلوق خدا میں روسیاہی کیا کروں
 پوچھتا کوئی بہنیں وقت تباہی کیا کروں
 دشمن جان بنگلے ہیں سب الہی کیا کروں
 اُس کے آگے میں بائیں گناہی کیا کروں
 معترف تقصیر پر ہوں عذر خواہی کیا کروں
 دام و درہم لیکے شکل فلس ماہی کیا کروں
 بڑ لگئی تقصیر حد سے عذر خواہی کیا کروں
 آج تجھ کو لیکے شان کج کلاہی کیا کروں
 کیا قیامت ہے نہیں سنا خداہی کیا کروں

کوئی سنا ہی نہیں میں داؤ خواہی کیا کروں
 اُن کی خاطر بڑھایا ہے رقیبوں نے غبار
 خود ہی نام ہوں خطا و سہو کے ادبار سے
 میں رقیب روسیہ کو دون سزا دے مگر
 جہم گھٹے احباب کے تھے پاس جتنا تھا
 وقت بد میں پوچھتے کوئی نہیں اجا بیغوش
 رحم جہنم میں نہیں سنا کسی کی جو نہیں
 جو نہ ہونا تھا ہوا اُس پر عبت ہے روٹھنا
 یہ دور روزہ دولت دینا ہے مانند سراب
 پیش داور شرم آتی ہے مجھے روز حساب
 کل دہی میں ہوں دہی سر ہے وہی خاک لحد
 آہ اب کس کو سناؤن قصہ جوربتان

ہے بہتر ادل مراد دنیا کی کردہات سے
 فقر کافی ہے وفا میں تاج شاہی کیا کروں

تو الجھنا دل حزن نہ کہیں
 پالنا مار آستین نہ کہیں
 ہوا باس شوخ کو یقین نہ کہیں
 غرق ہوں آسمان نہیں نہ کہیں

پھانس لین دم میں حسین کہیں
 ان بتوں سے بچو جہان تک ہو
 میری غیبت رقیب کرتا ہے
 جوش چہنچہم اشکبار آئی

دیکھے ایسے بھی نازنین نہ کہین
 مل ہی جائینگے وہ کہین نہ کہین
 باتیں اغیار کی کہین نہ کہین
 لکڑے ہوں حبیب آستین نہ کہین
 سن لے وہ شوخ نکتہ چین نہ کہین
 اُٹے شرمندہ ہو تھمیں نہ کہین
 منہ پر آجائے پھر ہنہیں نہ کہین
 ہوں خجل برگ یا سین نہ کہین

خبر دو گو بہت بین عالم میں
 جستجو سے نہ باز آئے دل
 وصل کی شب میں اپنے کام سے کام
 رحم کر رحم مجھ پہ دست جزون
 ذکر دشمن نہ کر کسر محفل
 قصہ رشتک غیر جانے دو
 دل نادان نہ کر سوال اُن سے
 ذکر اُنکے لبوں کا گلشن میں

اے وفا دہر بے ثبات کو دیکھ
 حرص دنیا ہو دل نشین نہ کہین

ادھر بھی ایک نظر بے قرار ہم بھی ہیں
 شہید ناز و ادا سے نگار ہم بھی ہیں
 تمہارے عاشق تو نہیں باوقار ہم بھی ہیں
 خدا ہمارا ہی ہے ہوشیار ہم بھی ہیں
 تمہارے ہجر میں پرہیزگار ہم بھی ہیں
 کہ باغ حسن کی جانب بہار ہم بھی ہیں
 کہ تیرا زواوا کے شکار ہم بھی ہیں
 تری ہی طرح غریب الدیار ہم بھی ہیں
 سب سے ہوئے تم بے شمار ہم بھی ہیں

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں
 تمہارے والدہ دلدادہ یا ہم بھی ہیں
 رقیب بھی سہی انصاف سے مگر دیکھو
 عدو جو درپے آزار ہے تو ہونے دو
 کبھی نہ حور کو دیکھا نہ پی مئے کوثر
 نگاہ کم سے نہ دیکھو ہر چاہنے والے
 ہمارے حال پہ بھی کچھ تو رحم کر صیاد
 خدا ہی بھرمیں بس بے ایفلاک سے چکر
 نگاہ لطف و کرم ہو کبھی تو ہم پر بھی

بہت زلف سے امید وار ہم بھی ہمیں
اسیر پنج دغم دوز گار ہم بھی ہمیں
کہ اوقادہ سرہ گزار ہم بھی ہمیں

کبھی تو ہم سے کجی ایفا سے وعدہ کراؤبت
ہمیں بھی قید سے آزاد کر کبھی اسے چرخ
مٹاتے جاوہر میں بھی تو نقش پا کی طرح

تو ن کے جو رکاشکوہ عبت ہے آج وفا
وہ بیوفا ہیں تو ہوں جان نثار ہم بھی ہیں

کسی کا دل زبردستی سے کوئی چھین بیٹھے ہیں
کہ مجلس میں تھاری اب کئی بدین بیٹھے ہیں
رقیب کو ہوشان سے کئے لطفین بیٹھے ہیں
میں دن کس کو ابھا اور بھی شوقین بیٹھے ہیں
سرا لے خود ہی پڑھنے کے کوئین بیٹھے ہیں
کئی عشاق اُس کے عشق میں رنگین بیٹھے ہیں
دھج و جل دیکھو کیسے شرم آگین بیٹھے ہیں
رقیبوں کے ہوئے پورا ہوتیرہ تین بیٹھے ہیں
سربالین مرے وہ کقدر غلگین بیٹھے ہیں
بلا قیمت دئے دلوں کو ہمارے چھین بیٹھے ہیں

کوئی رنجور بیٹھے ہیں کوئی رنگین بیٹھے ہیں
وہ سب کہنے کی باتیں تھیں کہاں آج وہ تھو
اک اُس کے رنے سے کیا ہے سپاہ کو نیا میں
جو مانگا پورے رخسار چھبلا کر یہ سر مایا
عجب پتھر ہے دل کا کہ میرے بعد مردن بھی
خضبت کا کلیدن نے کر دیا سب پر ہے کیا جاوہ
اعظین ہے افعال اب رات کی باتو نہ کچھ ایسا
غضب کی چالین کی ہیں اب نہیں لکھا کہیں کابھی
پڑتے نزع میں ہیں کلمہ مجہر کہ مہربان ہو کر
عجب مذہر ہے پورے بھی مانگا تو نہیں ملتا

سمجھ کر سوچا کرتے وفا اپنی غزل پڑھنا
سر تحفل بیان لاکھوں ہی نکتہ چھین بیٹھے ہیں

الہی خیر بڑھ بڑھ ج وہ بن چن کے بیٹھے ہیں
وہ ہم سے تن کے بیٹھے ہیں ہم اُسے تن کے بیٹھے ہیں

صف فرکان جمائے تنج در کف تن کے بیٹھے ہیں
پٹھے میں بیچ میں پیغام بر ہیں صلہ کے سامان

تجلی دیکھنے والے یہاں ہمیں کے بیٹھے ہیں
 بہت شقائق اس لئے بھرے ہو جو ان کے بیٹھے ہیں
 ہمارے چاہنے والے یہاں ہیں کے بیٹھے ہیں
 بڑی حسرت سے وہ نزدیک پھر دفن کے بیٹھے ہیں
 کئی خوابان نگاہوں کے کئی دہن کے بیٹھے ہیں
 ڈھٹائی دیکھنا نزدیک وہ چلن کے بیٹھے ہیں
 ہزاروں دیکھنے والے رخ روشن کے بیٹھے ہیں

یہ کس سے منہ چھپاتے ہو کس سے حجاب آخر
 خدا کے واسطے آجا ادھر بھی ادب کس
 لئے پہلو میں اُنکو یاد کرتے ہیں منے اگلے
 تعجب ہے ملا کر خاک میں اب رنج کرتے ہیں
 خدا کی واسطے آؤ ذرا صورت دکھا جاؤ
 پتھر انا جان کا مشکل سے ہمیں بنام کرتے ہیں
 خدا دیتا حسن اُنکو نہوتے قدر دان اتنے

وفا کے دیکھتے ہی دیکھتے محشر کی برباد
 صفین السین نگاہوں سے قیامت کے بیٹھے ہیں

بہت پابند الفت ہیں بہت آزاد بیٹھے ہیں
 خوشی اور رنج تو ہم میں اسی کا نام ہے دنیا
 بھلا کب تک ستاے گا فلک ہم خاکسار و نکو
 سبقتل تماشا ہو رہا ہے رقص سبل کا
 خفا کیوں ہو خطا کیا ہے اُترتا ہی نہیں غصہ
 خدا را بام پر آؤ رخ روشن دکھا جاؤ
 چلے آئیں وہ از خود یا خدا اتنا اثر دیدے
 خدا کی یاد میں معروف ہیں جو راندن دل سے
 مخاطب مجھ سے ہیں باغیر سے محفل میں کیا جانے
 قیامت ہی اٹھیں گی تو اٹھیں گے کئے قاتل سے

بہت سرگرم صحبت ہیں بہت ناشاد بیٹھے ہیں
 کہیں غمگین بیٹھے ہیں کہیں دل شاد بیٹھے ہیں
 تے جو رقص سے کر کے ہم سر باد بیٹھے ہیں
 صفین باندھے ہوئے وہ سیکڑوں جلاو بیٹھے ہیں
 بہت روپیٹ کر اے بائی بیدار بیٹھے ہیں
 بہت سے نظر مجھوں بہت فریاد بیٹھے ہیں
 کہ پھیلائے ہوئے ہم دامن فریاد بیٹھے ہیں
 وہ رنج و فکر دنیا سے بہت آزاد بیٹھے ہیں
 وہ چپکے چپکے کچھ کرتے ہوئے ارشاد بیٹھے ہیں
 بس اتنو کہہ کہ ہم بھی ہرچہ بادا باد بیٹھے ہیں

وفا کا گشتِ مہر کی خوبی کا بیان کیجے

زمین ہے دشمن جان ہر گد مہیا دیتے ہیں

وہ کس تصور پہ تیور چڑھا ہے بیٹھے ہیں
اگر چہ زم زم اپنے پرانے بیٹھے ہیں
میں اٹکا عاشق صادق ہوں جانِ شاہجی ہوں
جواب لیکے اٹھینگے نہ چھیڑا سے دربان
نہ نکلی صورتِ راحت ہزار کوشش سے
ہزاروں لاکھوں دعاؤں سے قہرِ یہ رات
یہ سمجھے تھے کہ یا غنا غنہ میں نے جوگ
ہسی امید میں شاید کہ وہ ہمیں لمبا میں
کیسی کچھ نہیں جلتی جس زرقیبوں کے
بھرے ہیں کان رقیبوں نے میری جانب سے
نہ ہے نصیبِ محبت تو بڑھ چلی ان کی
بڑے غم سے کا سامن ہے نظر میں صبحِ صال
غضب ہے عرضِ مٹنا پہ کہہ دیا اُس نے
ہوئی نہ ایک مٹنا سے دل کبھی پوری
خدا کپڑا سٹے اب تو نکالو کچھ ارمان
وہ شوخی اور مسرت نہیں رہی باقی

غضب کی بات ہے غصہ میں آئے بیٹھے ہیں
مگر وہ پہلو سے پہلو دباے بیٹھے ہیں
بہت دنوں سے مجھے آزماے بیٹھے ہیں
کہ اب تو ہم دردِ دل پہ آئے بیٹھے ہیں
بہت ہی بچ و مصیبت اٹھائے بیٹھے ہیں
مگر وہ شرم سے چہرہ چھپاے بیٹھے ہیں
یہاں تو اور بھی دھونی راسے بیٹھے ہیں
ہزاروں خواہشیں دل سے مٹا بیٹھے ہیں
جہاں کے رنگ وہ خوب اپنے چھپاے بیٹھے ہیں
زمانہ گزرا کہ با مسم لڑاے بیٹھے ہیں
وہ ہکو اپنے گلے سے لگاے بیٹھے ہیں
محاذِ شرم سے دوسرے جھکاے بیٹھے ہیں
لگاؤ ہاتھ نہ ہکو ہناے بیٹھے ہیں
جگر نگارِ فلک کے ستارے بیٹھے ہیں
تمہارے تیر نظر دل پہ کھائے بیٹھے ہیں
کیسی یاد کا کہ جہاں سے بیٹھے ہیں

نہ کہے نہ سے مگر ہیں وفا پہ شیدا آپ

محبت اُسکی ہی دل میں جا بے بیٹھے ہیں

ظلم کی حد بھی ہے کچھ حال سنا بھی نہ سکون
میں گیا وقت نہیں کہ پھر ابھی نہ سکون
خانہ خلوت اغیار جلا بھی نہ سکون
دل دیوانہ کو پھر دوش میں لا بھی نہ سکون
گرم ہلو پور قیون کا میں آ بھی نہ سکون
قصہ بلبل دگل تجھ کو سنا بھی نہ سکون
دل کی قیمت وہ لگا دو کہ بڑا بھی نہ سکون
زنک اپنا کسی محفل میں جا بھی نہ سکون
رازدل اپنا پیامی کو جت بھی نہ سکون
مدعا یہ ہے کہ اب اُن کو سنا بھی نہ سکون

نشکوہ غیر میں لب اپنا بلا بھی نہ سکون
سر کے بل آؤں جو ہو وصل کا وعدہ ایسا
یہ تو کچھ بات نہیں آہ شربار سے میں
نشہ عشق حقیقی سے کرایہ محسوس
یہ بھی قسمت کی بُرائی ہے نہیں اُسے گلہ
نہ زبان کاٹ حذار امر می صیاد کہ میں
وصل پر صند ہے نہ کچھ بوسے پہ اصرار مگر
ویکے چھینٹے وہ اٹھا دیتے ہیں پہلی ہی گدین
وہ تصور میں بھی یوں آکے ڈھاجا تے ہیں
روٹھ کر مجھ سے وہ گھر غیر کے جا بیٹھے ہیں

ہے فقط ایک وفا مونس دغخوار مرا
وہ نہیں غیر جسے حال سنا بھی نہ سکون

اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہیں
اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہیں
اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہیں
اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہیں
اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہیں
اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہیں

عذر تھا اُن کو کبھی تصویر اُتروائی نہیں
وصل کی شب میں بھی اُسکی آنکھ شرمائی نہیں
آنکھ تک چہرے پہ شہرہی وقت رعنائی نہیں
منع پیری سے ہی آنکھوں میں بنیائی نہیں
پہلی ہی شوخی نہیں اُن میں وہ رعنائی نہیں
کاغذی ہے پیر میں پھر اُسپہ گویائی نہیں

اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں

بال ان کے اڑ رہے ہیں سر میں چکناکی نہیں
 غمزدہ و شوخی ادا کوئی ہمیں بھائی نہیں
 اک طرح کا عکس ہے اور اس میں گویائی نہیں
 ہے فقط صورت وہ شوخی اور زیبائی نہیں
 ہے ضرورت زر کی لیکن گھر میں اک پائی نہیں
 کھانے پینے کے لئے بھی پاس اک پائی نہیں
 گھر مصور کے وہ جائے ایسا ہر جائی نہیں
 دل میں ان کے ہم نے اب تک کچھ جگہ پائی نہیں
 صورتیں جب ہو گئیں دو لطف کی تائی نہیں
 ہم میں تاب دید اس میں تاب گویائی نہیں

جز ہمارے وفا کوئی تماشائی نہیں

اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں

اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں
 اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنجوائی نہیں

شرم بیجا ہے انہیں شوق خود آرا کی نہیں
 مائے کیا آفت ہے ملتی ہم کو تنہائی نہیں
 سامنے ہوں وہ مصور کے یہ دانائی نہیں
 سچ بتاؤ کون پھر ان کا تماشائی نہیں
 چاہنے والے کہیں پیدا ہو جائیں بہت
 آنکھوں میں ان کا تصور دلیں ہے آنکھ خیال
 پاس اس کے ہے فرشتے کا نہ انسان کا گزر

| | |
|---|--|
| <p>چار آنکھیں ہوتے ہی رخصت ہوئے صبر و رات دن آنکھوں پہر ان کا تصور ہی نہیں دیکھنے سے دل کی بیتابی بڑھ جائے کہیں</p> | <p>اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہیں اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہیں اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہیں</p> |
| <p>خوبی تقدیر سے پہلو میں ہیں اپنے وفا اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہیں</p> | <p>خوبی تقدیر سے پہلو میں ہیں اپنے وفا اس لئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہیں</p> |
| <p>حقیقت میں ہم اپنی جان سے بیزار بیٹھے ہیں ارادہ کیا ہے زانو پر دھرے تلوار بیٹھے ہیں عبادت کو کبھی آجائیں تو یہ بھی غنیمت ہے جو آیا عید کا دن خوب بن آئی ہر ساقی کی دکھا دین گے رخ روشن کبھی تو وہ چہرہ کے سو مسلمانوں میں ہمدردی نہ ہے وہ خوش اسلامی دراپو چھ تو اتنا دیاں قوم سے کوئی نہ خوف حکم قرآنی نہ پاس مذہب و ملت</p> | <p>لگاؤ کا تھ خنجر کا کہ اب تیار بیٹھے ہیں یہاں ہم منتظر ہیں سرکف تیار بیٹھے ہیں برکے حال فرقت سے بنے بیمار بیٹھے ہیں لگا ہے میکہ میں جگمگا مٹھواری بیٹھے ہیں اسی اُمید پر سب طالب دیدار بیٹھے ہیں قیامت ہے بہت مدت سے ہمت ہار بیٹھے ہیں یہ کیوں اسلام پر پیچھے ہوئے تلوار بیٹھے ہیں فراغت پا کے سب باتوں کیو اب بیٹھے ہیں</p> |
| <p>وفا پرے میں ہمدردی کے خود کاری نمایاں ہے اسی حیلہ سے بننے کے لئے سردار بیٹھے ہیں</p> | <p>وفا پرے میں ہمدردی کے خود کاری نمایاں ہے اسی حیلہ سے بننے کے لئے سردار بیٹھے ہیں</p> |
| <p>کیا خوش ہوں جو پیغام وصال آئے ہوئے ہیں وہ محفل دشمن سے ابھی آئے ہوئے ہیں ہم خوب مزہ وصال کی شب پائے ہوئے ہیں حسرت دل مضطر کی نکلنے دہری جان</p> | <p>فرقت میں تڑپنے کا مزہ پائے ہوئے ہیں تر میں عرق شرم میں گھبرائے ہوئے ہیں لیکن انہیں دیکھو کہ وہ شرماے ہوئے ہیں تم آئے ہو محنت سے یہ دن آئی ہوئے ہیں</p> |

| | |
|--|---|
| <p>جو بن بھی تو کیا خوب ہی گدھے ہوئے ہیں بادل کی طرح اُن پہ عدد چھائے ہوئے ہیں گیسو بیخ پر نور پہ بلی کھائے ہوئے ہیں نادان سمجھے تہنہن اترائے ہوئے ہیں آنکھیں کھے دیتی ہیں کہ لکچائے ہوئے ہیں ہم جرم سے پہلے ہی سزا پائے ہوئے ہیں</p> | <p>اُس بت کی جوانی بھی پھٹی پڑتی ہے کیسی کیون اشک کی جھریاں نہ لگین دیکھ ترسو فرقت میں مرے سینہ پہ کیوں ساپٹ لوٹیں چاہت پہ تمہاری ہے رقیبہ نکو بہت ناز اغیار مرے سامنے گوبات بنائیں وہ کیا ہی بگڑے ہوئے ہیں بوسہ کی طلب پر</p> |
| <p>عشر میں وفا اُن کا گلہ خاک کروں میں وہ آپ ہی جھپٹے ہوئے تھے ہوئے ہیں</p> | <p>میر گلشن کا وہ جب عزم کیا کرتے ہیں مدعا یہ ہے کہ تو غیرت لبلی ہے آج مجھ کو پہلو میں بٹھاتے ہیں سرِ محفلِ غیر ہے وہی کو چہرہ سفاک سمجھ لے قاصد</p> |
| <p>فرش آنکھوں کے ہر اک جاہ پچھا کرتے ہیں تیرے دیوانے کو مجنوں جو کہا کرتے ہیں خیر ہے بندہ نواز آپ یکساں کرتے ہیں نت نئے فتنے جہان دواٹھا کرتے ہیں</p> | <p>سن جو بایا ہے کہ میں نامِ وفا ہے میرا ایسی صند ہے کہ وہ اب ترکِ وفا کرتے ہیں</p> |
| <p>کہان کے دوزخی دوزخ بھی خود جہنم میں داخل ہو کلام اللہ جس قرآن کی تشریح فضائل ہو نبی کا طوق الفت جس کی گردنیں جمائے ہو</p> | <p>شفیع المذنبین جب بخشش امت کسائل ہو بیان تفسیر کس صورت ہو اس معصوم رخ کی رٹائی ہو نہ کیوں کر اُس کو فکر دین و دنیا سے</p> |

| | |
|---|--|
| <p>سفر کا خاتمہ یوں ہو کہ طیب پہلی منزل ہو مری بزم تصور ہو۔ مراد دل شمع محض ہو نصیبوں سے کبھی تو کم مری بیتیائی دل ہو حجاب دید ہو باقی نہ پردہ کوئی حائل ہو اگر چشم عنایت ہو متبادل کی حاصل ہو</p> | <p>یہی مجرہ نور و ادمی المصنف کی حسرت ہے نبی کے جلوہ عارض کی ہو یوں جلوہ فرمائی کبھی تو یا حبیب گبریا مجھ پر کرم یہ کجے بنادے جلوہ احمد مرے دل کو وہ آئینہ سیہ بختی ہے روز افزون بجا لویا تو دل اللہ</p> |
| <p>دم آخر وفا عثمان وحید رہو کبھی لب پر کبھی صدیق اکبر ہو کبھی فاروقی عادل ہو</p> | |
| <p>نبی کی آرزو ہو ادریس مضطرب دل ہو کہ قطرہ عین دریا ہے اگر دریا سے واصل ہو مراجینا ہے ایسا جیسے چھاتی پکڑی ہو کہ جو جینے کے لائق ہو نہ جو مرنے کے قابل ہو اگر بیمار ہجر مصطفیٰ رونے پہ نائل ہو جو تم چاہو تو آسان میری ہر شکل سے مشکل ہو</p> | <p>الہی اس طرح لطف پیش فرقت میں محال ہو غزنی بحر معنی ہو نکل گرداب صورت سے سبک ہوں خلق میں بارگاہ سے ہے گرا بجائی سیا کوں ہوا ایسے مریض غم کا جز حضرت اشکین آنکھوں سے پیہم کو نر و تسنیم کی جوین کہ شکل کشائی اے مرنے شکل کشا جلدی</p> |
| <p>کمال شاعری ہے اے وفا الفت مشبہ والا لکھا کرتے ہو تم بھی الفت اپنے فن میں کمال ہو</p> | |
| <p>یہ سب سہی در و دل مضطر کی دوا ہو تم در حیا سے ہو حیا تم سے جدا ہو کیا ہم سے اسی بات پہ تم اتنے خفا ہو ساتھ اُنکے جو شوخی ہو شرارت ہو حیا ہو</p> | <p>تم شوخ ہو سفاک ہو خو کردہ جفا ہو بے پردہ ملو وصل کی شب میں تو مزا ہو بے پوچھے لیا جو سودا سپہر ہرج ہو کیا کیا خوب مزہ آئے ہمیں وصل کی شب میں</p> |

سن لین دہ کیسی تو کیا تو بھلا ہو
لو آدمی بات سنو سوچتے کیا ہو
اک وعدہ تو اسے جان جہان مجھ کو دفا ہو
حسرت ہے کہ اس طرح نہ اپنی ادا ہو

مدت سے ہین اغیار بھی اور ہم بھی طلبکار
قسمت سے تو تنہائی کا موقع یہ ملا ہے
اک برس بھی بلجائے نہ ہو وصل جو ممکن
آئے جو قصا سرسری چو کھٹ پہ ہو میسر

تم لاکھ سناؤ نہیں پروا ہے وفا کو
کیا غم ہے اُسے جس کا طرفدار خدا ہو

با وفا تم بھی وفا اب کوئی دلبند دیکھو
مڑ گیا گر گیا دیکھو تمہیں خنجر دیکھو
روز کی وعدہ خلائی نہیں بہتر دیکھو
یاد دن آئے کہ وہ بیٹھے ہین چھپکر دیکھو
میرے ساتی کے ذرا شیشہ دسلو دیکھو
سنگ دل اٹکا ہے۔ وہ ہو گئے پتھر دیکھو
رکھکے تم نامتھ ذرا اپنے جگر پر دیکھو
کیا بپا کرتے ہین ہنگامہ محشر دیکھو

راہ پر آیا نہ وہ ترک ستم گر دیکھو
سخت جان میں ہوں تو ہے رشتہائی نازک
وعدہ کرنے سے نہ کرنا ہے مری جان چاہا
یادہ دن تھے کہ مرے پاس سے جاتے ہی دے
دل نہ چاہے تو مرا ذمہ جناب واعظ
اپنی حالت میں دکھاؤں بھی تو کیا حاصل ہے
سینہ کا دی کا مری خاک نتیجہ نخل
روشن ناز کے فتون کو جکایا ناحق

جن کا ثانی نہیں وہ آج ہین پہلین وفا
میری تقدیر کا چمکا ہوا خستہ دیکھو

شکایت ہے کسی کی آشنا اپنی زبان کیوں ہو
وہ مجھ سے پوچھتا ہے تم نو رخ فغان کیوں ہو
نہین سنتا جو کوئی غم کا افسانہ بیان کیوں ہو

چھپا نا ہے جو الفت کو تو فریاد فغان کیوں ہو
خدا کی شان جس کے عشق میں اپنی یہ حالت ہے
بیان کرنے کا نشانہ دل مضطر نا ہے

| | |
|---|--|
| بگڑا جاتے ہیں بنگر کھیل کیا کیا داسے ناکامی تھاری جھوٹ سیج باتیں زبان پر حرف لاتی ہیں ہمیں ٹھہرے ہیں عاشق غم نہ بھیا ہمیں سے ہیں کھو مجھ سے اگر کہنا ہے تم کو راز دل اپنا جین فرسا ہے کوئی تیکہ سے میں کوئی کبھی میں فلک پر آفتاب بچان بے پروہ نکلتا ہے نظر سید ہی ہے گراپ کی الفت مارون سے | موافق ہو اگر قسمت تو محنت راہیگان کیوں ہو جو تم وعدے کے سچے ہو تو پھر جھوٹی نہاں کیوں ہو عدو پر کیوں جفا میں ہوں عدو کا امتحان کیوں ہو مرے ہوتے ہو گئے کوئی تمھارا راز دان کیوں ہو مرے سر کے لئے تیرا رنگ آستان کیوں ہو جو تم ہوا قباب جن پردے میں نہاں کیوں ہو زمانہ کیوں ہو برگشتہ مخالف آسمان کیوں ہو |
|---|--|

ارادہ دل کے لینے کا یہی یا کچھ اور طلب ہے
مرحباں تم وفا پر آج اتنے مہربان کیوں ہو

| | |
|---|---|
| سکھاتا رہتا ہے خوریز یان حسینوں کو نیاز مند ہی عشق کو آزمانا ہے تمام کا فردو من میں کلمہ گو تیرے خدا کی دین ہے جو چاہا دید یا جس کو محبت ان کی قیامت ہے قہر ہے اخلاص یہ جن ہے وہ قیامت چھپ نہیں رہتا | چڑھا ہے سر پہ نہ کیوں آسمان حسینوں کو دیا ہے ناز پہنچے امتحان حسینوں کو نصیب ایسے ملے ہیں کہاں حسینوں کو ملا ہے درد ہمیں خوبیاں حسینوں کو خدا کرے نہ کبھی مہربان حسینوں کو چھپاے لاکھ اگر باسبان حسینوں کو |
|---|---|

خدا کا قہر ہے دنیا میں دل لگی بھی وفا
نہ سندھ لگاے کوئی نوجوان حسینوں کو

| | |
|--|---|
| کیا حاصل ایسی آہ سے جس میں اثر نہ ہو چالین یہ رقیب کی میں درد کیا سبب | مر جا میں ہم تڑپ کے توان کو خبر نہ ہو بیزی نگاہ لطف مرے حال پر نہ ہو |
|--|---|

| | |
|---|---|
| <p>آکر بارے گھر میں وہ گھبراے جلتے ہیں دل میں سنان ہو تیر جگر میں گلے پہ تیغ سنلو اگر کبھی مرے رونے کی داستان کہتے ہیں وہ کہ ختم کہیں ہوشِ حال میں تو ترے خیال میں ڈوبا ہوں رات دن یقینی ہے میری آہ خبر آسمان کی</p> | <p>وہم اُن کو ہے کہ اور کیا یہ گھر ہو سب کچھ ہو لیکن آپ کی ترجیحی نفس ہو ممکن نہیں کہ آنکھ تھک رہی بھی تر ہو میری دعا یہ ہے کہ الہی سحر ہو کیا غیر کی خبر ہو جب اپنی خبر ہو افسوس ہے کہ دل میں تمہارے اثر ہو</p> |
|---|---|

نکرو فانی نے خوب کھلائے سخن کے پھول
 گلچمن کا اس جہن میں الہی گزر ہو

| | |
|---|--|
| <p>دن لطف میں کئے کبھی غم کا گزر ہو آنکھیں بچانے کو تو بچھا تے ہیں ہم مگر کیونکر ملے مجھے خبر یا جب یہاں آنکھیں بنی ہیں حسرت دیدار کے لئے آئے کبھی نہ چین دل بیتدار کو الفت نے مجھ کو خوگر آزار کر دیا</p> | <p>شب عیش میں بسر ہو الہی سحر ہو ایسا نہ ہو عید راہ تری رہ گزر ہو قاصد ہو - نسیم ہو - نامہ بر ہو بیکار ہے وہ دل جو محبت کا گھر ہو صورت تری جو سامنے آٹھون پہر ہو تکلیف میں بسر ہو جو درِ جگر ہو</p> |
|---|--|

مالے مرے سنے تو وہی چین ہو گئے
 بولے کہ دیکھنا چھوٹا نوہر گر ہو

| | |
|---|---|
| <p>پیارے زبان سے بولو ستر بیان رکھو پختہ ارادہ کر لو جو کام چاہو کرنا چاہو اگر بھلائی گالی نہ دو کسی کو</p> | <p>تم قند و دہر گز میٹھی زبان رکھو ناکام تم نہ ہو گے مولیٰ سے دھیان رکھو قابو میں اپنے ہر دم اپنی زبان رکھو</p> |
|---|---|

جاہل سے بحث کر کے وقت اپنا کیوں گنوا
 قسمت سے کیا ہے چاہے سرست میں کیوں بسر ہو
 سٹھا اگر زبان سے پھر از ہی کہاں ہے
 دولت لٹانے کو تم دریا دلی نہ سمجھو
 احسان کرے جو کوئی اس کو نہ بھول جاؤ
 ہر کام کا مقرر اک وقت ہو ہمیشہ
 جو کچھ زبان سے نکلے اس کو کبھی نہ بھولو
 کھوتی ہے وقعت اپنی بیشک زیادہ گوتی
 جب خوب سوچ لو تم اس وقت اب مٹاؤ
 لالچ میں آ کے اک دم چھوڑو نہ وضعداری
 عزت کرو ہمیشہ انسان کی جانچ کر تم

ہے خامشی مناسب بس میں زبان رکھو
 دن آئینکے بھلے بھی اک سمت حیاں رکھو
 چاہو اگر چھپانا منہ میں زبان رکھو
 کام آئے گی برسے دن تم بکا و حیاں رکھو
 درد زبان دعا بھی مسروم ہر آن رکھو
 وقت آنے کا نہیں پھر تم اس کو جان رکھو
 نقصان ہو تو کیا ہے بخت زبان رکھو
 ہو مہربان خوشی تم ایسی شان رکھو
 جھوٹی زبان ندین بھڑان بان رکھو
 دل توڑنا بڑا ہے خوب اس کا حیاں رکھو
 مد نظر ہو رہے ہیں دل میں ٹھکان رکھو

نایاب دھرمین وہ جن میں ہے آدمیت
 تم کو ملے وفا کر۔ تم اس کو جان رکھو

ہوتے ہو کیوں خفا یہ مری بات جان لو
 دیکھو نہ کوئی منہ کو چھپا لو تم اس طرح
 میرے قریب قول بجا ہیں غلط نہیں
 ہر کام میں ارادہ مقصد ہے شرط ہے
 کرتا ہوں عرض وصل تو ٹھکرا کے سر مرا
 سٹھکا کے کان تو وہ بات میں کہوں

اجھان ہو گا تم مرے کہنے کو مان لو
 بے پردگی بڑی ہے ڈوپٹے کو تان لو
 یاد نہ ہو خدا کی قسم درمیان لو
 جو کرنا چاہو پہلے اسے دل میں ٹھان لو
 کہتے ہیں اور تھوڑے دنوں خاک چھان لو
 قائل ہوں مدعی بھی مرے تم بھی مان لو

بے مہربان وفا سے عدو پر عینائیں
دل توڑنا برا ہے ذرا اسکو جان لو

مجھ کو طیبہ کی طرف گرم سفر ہونے دو
در و غم جتنے مہین ہو جائیں گے دم میں کا فور
صاف ہو جائے گا دل ہو گا مقدر رسیدھا
دل ہے بیتاب کبھی خواب میں آئینکے حضور
تا صحو فرقت حضرت میں نہ رو کو مجھ سے کو
یاد فرمائیں گے اک روز مدینے میں حضور

زندگی یاد نبی میں ہی بسر ہونے دو
اُس شہنشاہِ دو عالم کو خبر ہونے دو
ایک دن میرا دینے میں اگر ہونے دو
حالتِ زار کی حضرت کو خبر ہونے دو
دیدہ تر سے روانِ خون جگر ہونے دو
ابھی بدام سے نالوں میں اثر ہونے دو

پاس قدموں کے ٹھہرین خود ہی بلائیں گے وفا
ٹھہرو ٹھہرو ابھی آہوں کا اثر ہونے دو

زندگی عیش و مسرت میں بسر ہونے دو
وعدہ وصل میں ٹالو گے ہمیں تم کب تک
حق تعالیٰ مراد الی ہے تو پروا کیا ہے
ٹھہرو ٹھہرو تم و جو رکاب دل لے لون
نہ سہی وصل غنایت ہوں گرد و بو سے
مہر و الفت سے وہ دیکھے تو غنیمت ہے یہی

جیسی گزرے گی وہ بھلیں گے سحر ہونے دو
آرزو پوری کبھی رشکِ سحر ہونے دو
ہو گیا سارا زمانہ تو ادھر ہونے دو
کوچہ یاد میں دم بھر تو گزر ہونے دو
کچھ نہ کچھ کم تو مراد و جگر ہونے دو
دل پر اُس شوخ کے اتنا تو اثر ہونے دو

تم کسی طرح وفا نہ کرنا کوئی
جو گزرتی ہے گزرتی ہے بسر ہونے دو

بے دل کا کہ اُن کا گلہ ان سے پوچھو
سبب روٹھنے کا ذرا ان سے پوچھو

| | |
|--|--|
| <p>مرے دل کا تم مدعا ان سے پوچھو ہوئے مجھ سے وہ کیوں خفا ان سے پوچھو مرے درد دل کی دوا ان سے پوچھو عنایت یہ ہم پر ہے کیا ان سے پوچھو مگر کچھ انھوں نے سنا ان سے پوچھو</p> | <p>بتاؤں میں کیا مجھ سے کیا پوچھتے ہو جو غیر دن نے چھوڑا ہے محفل میں آنا طبیعوں سے کیا پوچھتے پھرتے ہو تم رقیبوں سے کہتے ہیں سمجھاؤ ان کو کہا میں نے کو حال کہنے سے ان کے</p> |
| <p>وفا ان کی باتوں میں ہرگز نہ آنا کہا تھا مگر پہلے کیا؟ ان سے پوچھو</p> | |
| <p>چھوڑ کر جب سے اکیلا ہٹ گیا تو مجھ کو یہ بھی منظور ہے اے یار کے ابرو مجھ کو کرتے پھرتے ہیں جو بدنام وہ ہر سو مجھ کو ساقیا اور ابھی وہ بڑے کوئی سچو مجھ کو کہ پسینے سے ترے آتی ہے خوشبو مجھ کو کھانے کو خون جگر پیئے کو آنسو مجھ کو</p> | <p>عیش و آرام کا ملت نہیں پہلو مجھ کو تیر و خنجر کی قسم قتل ہے گردِ نظر پر دے میں دوستی کے دشمن جان ہیں وہ سر اٹھی گھنگھور گھٹا وقت ہے مے پیئے کا راز الفت بھی چھپائے سے کہیں چھپتا ہے حق نے آپ کے حالت مری ایسی کر دی</p> |
| <p>ساری دولت میں وفا تجھ پر صدق کر دوں یہ تمنا ہے کہ مل جائے اگر تو مجھ کو</p> | |
| <p>طلوع صبح پر تر جمجج دون رخسار زیا کو بیاض صبح پر ہے فوق تیرے رُوئے زیا کو نہیں کچھ فائدہ گر ہم بڑا مین شوق بجا کو میں مکر بھی جیون دیکھوں اگر اپنے مسیحا کو</p> | <p>سوا دشنام سے بڑھ کر لکھوں زلفِ حلیا کو ہے رشکِ مہر وہ پہرہ غلط ہے اسطرح کہنا نہیں جب وصل کی امید پھر کیوں منتظر رہنا نہیں ہے جانِ غالب میں تپانِ دل جدی</p> |

| | |
|--|--|
| <p>چلے زائرین اب تو ہند سے طیبہ کو بطنی کو تم اپنی سالوی صورت تو دکھلا دو کسب کو</p> | <p>کہان پھرتے ہوئے غفر تو ہم کو راہ بتلاؤ اوکن کے سبزہ روشہور میں سارے زمانہ میں</p> |
| <p>خدا کا شکر ہے شہور شاعر ہو گیا وہ بھی وفا کا دیکھو دیوان - پڑھو اشعار زیبا کو</p> | |
| <p>پھر اسی آنکھ سے تم نے مجھ کو دیکھا دیکھو تم بھی پہچانو نہ ہرگز جو دوبارہ دیکھو میری جانب کبھی نہ پھیر رخسار دیکھو خوش ہو جاے مری جان نہ برپا دیکھو دل کی خواہش ہے کہ ہر دم رخ دیا دیکھو دل مرا لیکے وہ کرتے ہیں تقاضا دیکھو دل مضطر کے تڑپنے کا تماشا دیکھو مجھ کو جو جہستانا نہیں اچھا دیکھو</p> | <p>پھر جفاؤں کا تمہارا ہوا چرچا دیکھو آتش عشق نے یہ حال کیا ہے میرا مخمل غیر میں انتخاب بنے بیٹھے ہو ناز و انداز سے ہوا باغ میں مسرت خرام انگہ شوق تڑپتی ہے مری آنکھوں میں کیا تجا حل ہے کیا کرتے ہیں اُلٹے شکوے جی نہ پہلے جو تمہارا تو ہمارا ذمہ میں تو شیدائی ہوں سیکار جفا ہوتے ہو</p> |
| <p>اے وفا دل ز حسینوں سے لگنا ہرگز برے کاموں کا برا ہو گا نتیجہ دیکھو</p> | |
| <p>سوا خدا کے کسی کو نہیں بتا سمجھو زبان خلق کو فتارہ خدا سمجھو اسی کو شامت اعمال پر ملا سمجھو کہ جتنی عمر بڑھے آید نقص سمجھو تم اپنے دل میں کرو منصفی ذرا سمجھو</p> | <p>ہر اک کو مخمل ہستی میں ہے فنا سمجھو زمانہ جو کہے اکشردہ سچ نکلتا ہے خجل نہیں ہو گناہوں پہ ہے یہ طرفہ ستم مناکے سا لگہ کس لیے خوشی ہے تحمین کیا رقیب نے رسوا کہ میں نے دنیا میں</p> |

ہزار عشق سہی بات مان لو اتنی ہون کو تم نہ خدا کے لئے خدا سمجھو

وہ خود بُرے ہیں وفا کہتے ہیں جو بکبورا
برہمچلے کو جو سمجھے اُسے بُرا سمجھو

الہی ہوا تر بے تابی دل کا تو ایسا ہو
بلا ج درو دل تم ہو تعین جان مسیحا ہو
کسی کا وصل کی شب ہنستے ہنستے ٹائے کی مٹا
ہمارا ہی کلیجہ ہے کہ دل خود نذر دیتے ہیں
بلا تے ہیں وہ ہم کو آج لیکن دل میں یہ ڈر ہے
الہی کیا غضب ہے آج دروٹے ہو کیون ہیں
یہ واعظ جو نصیحت کرتے ہیں دل میں کیچڑ ہیں
الہی خیر اتنے ہی عیادت کو سر بالین
کہا جب حال دل میں تھے تو یوں کہنے لگو شکر
دل سوزید سر کی آپ صاحب قدر کیا جانیں
دل مضطر کے پہلانے کو چھوٹے وعدہ کرتے ہیں
دل مشتاق ہی سے کوئی پوچھے کس تناس سے
ہمیشہ خون دل پتیا ہوں شوق بادہ خواری میں
سکھا لو وصل کے ارمان قضا بھی آنے والی ہے

کہ محفل سے رقیبوں کو کوئی دم دیکے چلتا ہو
یہ سب کچھ ہے مگر بیمار الفت بھی تو اچھا ہو
یہ چپ کیا لاک گئی ہے کچھ تو بولو سوچتے کیا ہو
بہت مشکل ہے بیٹھن کا یہ دل جو یہ کھلیا ہو
کبین ایسا ہوں پہلو میں اُن کے غیر مٹیا ہو
رقیبوں نے سر محفل نہ میرا ذکر چھپا دیا ہو
کسی دن وہ ہمارے بس میں آجائے تو اچھا ہو
وہ کہتے ہیں مریض عشق اچھا ہو تو اچھا ہو
تعین کیا ایک عاشق ہو تعین کیا ایک شیدا ہو
یہ اُس سے پوچھیے جس نے بے نازوں سے پالا ہو
اب اُن کے عہد و پیمان پر ہمیں کیونکر چروسا ہو
ہم اسکو دیکھتے ہیں جس نے اسکا جلوہ دکھا ہو
خدا وہ دن کرے ساتی ہو مے ہوا ورمینا ہو
نمودہستی موہوم پر کیون کر بھر دسا ہو

وفا یوں تو محبت کا بھی دم بھرتے رہتے ہیں
مگر مشکل ہے مشکل میں کوئی ساعی کسی کا ہو

تم کو عدد کے ساتھ محبت ہی کیوں نہ ہو
چاہے کسی کو دید کی حسرت ہی کیوں نہ ہو
تو کمین گے اب وہ تیغِ خجالت ہی کیوں نہ ہو
منہ کھولے نہیں کہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو
چاہے زبان پہ حرفِ شکایت ہی کیوں نہ ہو
میرا تو ہے سلامِ عبادت ہی کیوں نہ ہو
اے جذبِ شوقِ عذرِ نزاکت ہی کیوں نہ ہو
تمکو ہمارے ساتھ عداوت ہی کیوں نہ ہو
عاشق کی موت باعثِ عبرت ہی کیوں نہ ہو
ہم تو یونہیں چلین گے قیامت ہی کیوں نہ ہو

چھوڑیں گے ہم دُشمنِ مصیبت ہی کیوں نہ ہو
فرماتے ہیں اٹھائیں گے رُخ سے نہ ہم نقاب
اس ناز کی پہ بے ہوشِ قتلِ عاشقان
آتے ہیں اب وہ دل میں بھی ہو کر نقاب پوش
راضی ہوں میں کہ صاف رہے مجھ سے دلِ ترا
کبھے کا میں طواف کروں دل کو چھوڑ کر
اکدن انہیں تو کہیںج بلائیں گے ہم بیان
ہمکو تمہارے ساتھ محبت ہی چاہیے
اُن کو تو جشنِ عید منانے سے کام ہے
کہنا وہ یاد ہے بتِ معشرِ حرام کا

ہے جذبِ دل تو آپ چلے آئیں گے وفا
مانع ہزار عذرِ نزاکت ہی کیوں نہ ہو

خادمانِ سر درِ عالمِ مدینے کو چلو
ہو گا آبِ وصل سے وہ ہم مدینے کو چلو
خون بہاتے دیدہ پر غمِ مدینے کو چلو
جان و دل قربان کروں کدمِ مدینے کو چلو
دیر کیا ہے ہو کے سب باہم مدینے کو چلو
خواہشِ دل ہے یہی ہر دمِ مدینے کو چلو
دل میں کرو عزمِ مستحکم مدینے کو چلو

گہٹ رہا ہے ہجر میں اب دمِ مدینے کو چلو
داغِ مائے ہجر سے سیر نہ بنا ہے لالہ زار
اُف اے آتشِ ہجر کی کیسا جلایا دلِ جگر
کاش آجائے نظرِ روضہ رسولِ شہ کا
عاشقانِ مصطفیٰ جنت میں کہتے ہیں یہی
بیقراری ہے بہتِ روضہ پہ بلوالینِ حضور
جیتے جی گردِ دیکھنا ہو روضہِ رضوانِ یحییٰ

| | |
|---|--|
| <p>گر تمنا سے زاریت رکھتے ہو دل میں تو تم پیارے صورت خواب میں آئے تو باصداقتی سارے مٹ جائیں گے شاہ دو عالم کو طفیل</p> | <p>عشق میں ہو کر فنا ہے غم مہینے کو چلو جان و دل صدقہ کرو اُس دم مہینے کو چلو شوق دارمان کو لئے باہم مہینے کو چلو</p> |
| <p>سوئے طیبہ لیچلو مضطرب ہے اب وفا ہند میں رہنے سے ہے پر غم مہینے کو چلو</p> | <p>سوئے طیبہ لیچلو مضطرب ہے اب وفا ہند میں رہنے سے ہے پر غم مہینے کو چلو</p> |
| <p>دل فریب انداز پر ہر ایک شیدا کیوں نہ ہو گر خدا چاہے تو پوری ہر مت شا کیوں نہ ہو جان من جب حسن ایسا ہو تو چرچا کیوں نہ ہو دل دکھا کر پیار کرنا یہ بھی ہے طرز جفا وصل کا یہ عیش گردون دیکھ سکتا ہے کہاں غیر کے بدلے مجھی کو وصل ہو ان کا نصیب کچھ جور و ستم اور ہو مانی دیکھ کر میرے درد و دل کا ہرگز کر نہیں سکتا علاج اسکی وحشت باعث شہرت ہے تیرے واسطے اک بت ترا تھا بزم غیر میں کل حبس کردہ گر</p> | <p>جو تجھے دیکھے اُسے تیری مت شا کیوں نہ ہو نالہ و فریاد میں تاثیر پیدا کیوں نہ ہو چاہنے والا دنیا ہر روز پیدا کیوں نہ ہو میں نہ مانو نکا تو چاہے لطف فرما کیوں نہ ہو میرے دل میں رات بھر فراق کا درد کیوں نہ ہو میرے پہلو میں وہ ہوں ایسا خدا کیوں نہ ہو ہو جو اپنا بھی تو وہ حسن پر اپنا کیوں نہ ہو کوئی لہان کیوں نہ ہو کوئی مسیحا کیوں نہ ہو تیرے دیوانے کا ہر مغل میں چرچا کیوں نہ ہو شکل و صورت ہو بہو تیری تھی صو کا کیوں نہ ہو</p> |
| <p>وہ یہ کہتے ہیں وفا کو ہم نہ چھوڑینگے کبھی بیوفا ہو خواہ وہ اور دیکھا شیدا کیوں نہ ہو</p> | <p>وہ یہ کہتے ہیں وفا کو ہم نہ چھوڑینگے کبھی بیوفا ہو خواہ وہ اور دیکھا شیدا کیوں نہ ہو</p> |
| <p>دل ہو جب پہلو میں پھر تیری تمنا کیوں نہ ہو غیر جب تک ہے وہاں سمجھیں گے دم و فوج آئے</p> | <p>جسکو آنکھیں سے خدا مجھو تجھے کیوں نہ ہو تیرا کو چرچہ فردوس برین سا کیوں نہ ہو</p> |

| | |
|--|---|
| نکلے دل کی آرزو شد نہ ترساؤ ہمیں وصل کا بیان ہو یا قتل کر ڈالو ہمیں غیر و نکلے ارمان نکالے جاتے ہیں ہر روز آپ میں یہ کہتا ہوں ملو مجھ سے نہ دشمن سے ملو | وص کی شب ہے غایت بھوکو بوسا کیوں نہ ہو ہاتھ چھوڑینگے نہ ہرگز گر چہ سیلا کیوں نہ ہو میرے دل کی بھی کوئی پوری تمنا کیوں نہ ہو وہ یہ کہتے ہیں کہ ایسا ہو تو ویسا کیوں نہ ہو |
|--|---|

وہ جو کہتا ہے وفا کو بیوفا کہہ دے کوئی
تو ہے جب پتلا جفا کا پھر وہ ایسا کیوں نہ ہو

| | |
|---|--|
| نہ میسر ہوا اُس بت کا نظارہ مجھ کو سب تو وارفتہ الفت مجھے کہتے ہیں بیان اور کچھ ناز و کرشمہ کا نہیں مجھ کو گلہ کچھ تری وعدہ خلافی کی بتا د بھی تو ہے اب وہ کہنے لگے تو پہلے کہا کرتے تھے تم سب سے ملنے کی قسم کھائی ہے اب تو ہمنے آتش کامی سے پڑے میری زبان پر کانٹے اب کروں خاک میں اس بت کی جفا و نکالہ نہ گلہ آپ کا میں نے نہ کیا شکوہ غیر پھر وہی زخم کہن تازہ ہوئے سینہ میں | رہ گئی مائے تنہا ہی تمت مجھ کو اب پکارینگے وہ کس نام سے کہنا مجھ کو شکوہ ہے یہی تو تری تیغ ادا کا مجھ کو ہنہیں باقی ترے آنے کی تمت مجھ کو ناز اٹھانے نے کیا متبذل ایسا مجھ کو تو نہ آئے تو نہ آ کچھ نہیں پروا مجھ کو ساقیا بھر کے پلا جام خنداں را مجھ کو جب بگاڑا تھا مگر آج سبنا یا مجھ کو کیلیئے آپ برا کہتے ہیں اچھا مجھ کو پھر اُسی آنکھ سے سفاک نے دیکھا مجھ کو |
|---|--|

پھر نہ چھیننا تھا محبت میں کسی بت کی وفا
آپ کی چاہ پہ اب آنا ہے رونا مجھ کو

| | |
|---|--|
| تم جو جا ہو وہ کہو روٹھ رہو اور سُنو آپ ہی آپ خفا ہو گئے لو اور سُنو | |
|---|--|

| | |
|--|--|
| <p>چھیڑتے ہیں وہ خود اور ہم سے تو کہتے ہیں یہی یہ بھی انصاف ہے تم دل میں ذرا غور کرو عرض کرتا ہوں میں اب حالتِ دلِ دردِ دل</p> | <p>تم کو قرآن کی قسم نام نہ لو اور سنو مفت ناراض ہو کیوں کچھ نہ سنو اور سنو سنکے تم بات مری سننے لگو اور سنو</p> |
| <p>ایک مدت ہے فرقت میں تمھاری بیمار حالتِ زارِ وفا دیکھ تو لو اور سنو</p> | |
| <p>ہے دعا دل سے یہ ہر وقت کہ آباد رہو حسن چمکائے پھر ہو گئے ہو تم تو جوان یارِ زندہ ہے تو ہے یار کی صحبت باقی رکھے اللہ ہمیشہ تمھیں شاد و آباد آنے پائے نہ کبھی نام و فاکا تم میں اجر بھی پاؤ گے اور خوش بھی رہو گے ہم</p> | <p>خوش و مسرور رہو زندہ رہو شاد رہو ہوش اڑانے کو زمانے کے پرِ زیاد رہو ریج کو پاس نہ آنے دو کبھی شاد رہو قید رنجِ دالم دھڑ سے آزاد رہو خوگر جو رہو - بانی بیدار رہو گر مساکین کی کرتے ہوئے امداد رہو</p> |
| <p>بعدِ مردن ہو وفا قدر رکھو ایسی روش خلق ایسا ہو ہمیشہ کے لیے یاد رہو</p> | |
| <p>دلِ رابن کے شانے سے ہے حاصلِ محکو دستِ بازو کی ہو خیر او مرے سفاک ابھی ساری دنیا کی خوشی مجھ کو ہوئی آج نصیب لے عدو تجھ سے کسی روز عوض لینا ہے روز کا جھگڑا چلے ذبح میں تاخیر نہو ہوں وہ ناکام تنہا جو کنارے آؤں</p> | <p>کیوں ہدین پھیرو دیتے وہ مرادِ محکو اور اک دار لگا چھوڑ نہ بسملِ محکو بوسہ دینے کو بڑ ہے جان کے سائلِ محکو کیا ہی بدنام کیا ہے سرِ محفلِ محکو کچھ ٹرپنے کی بھی مہلت نہ ہے قتالِ محکو پھیک دے اور اُدھر دامنِ سالِ محکو</p> |

| | |
|----------------------------------|--------------------------------------|
| امتحان عشق و محبت کا اگر لینا ہے | دیکھ لو غیر سے تم کر کے مقابل مجھ کو |
| نت نئے صدے اٹھاؤں تو اٹھاؤں کبتک | پھیر دو پھیر دو مندر سرادل مجھ کو |

لے وفا قدر زانی کا ہوں انکی ممنون
جو سمجھتے ہیں فن شعر میں کامل مجھ کو

| | |
|---|---------------------------------------|
| مجھ سے کہتے ہیں وہ سکر مرے افسانیکو | آپ تڑپانے کو آئے ہیں کہ بہلانے کو |
| ہم ہیں ان لوگوں میں اسے یار نہیں یاد ہے | عشق میں کھیل سمجھتے ہیں جو مر جانے کو |
| تیری الفت میں ہوا حال یہ اسے رشک پری | اشک پینے کو ہیں اور خون جگر کھانے کو |
| جو حیا دار بنے ہیں کوئی اُن سے پوچھے | منع کرتی ہے حیا خواب میں بھی آنے کو |
| نہ خاہے تجھے ملنا نہ کسی سے ملنا | ہر میں یہ حیلے بت ترسا مرے ترسانے کو |
| ظلم میا دے جب بلبل دل تنگ آیا | بوائے گل اسی نفس میں اسے بہلانے کو |
| حاجت خضر نہیں سوختہ جانوں کے لیے | شمع خود شمع سراہ ہے پروانے کو |
| تیر و خنجر جو نہیں ہیں تو ہوں کیا غم ہے | کیا ترا غم نہ نہیں ہے مرے تڑپانے کو |
| ہاں انداز تغافل کہ شب وعدہ وصل | میں گیا جان سے تم بھول گئے آنے کو |
| آج وہ مجھ سے خفا ہیں نہ مجھے ان سے گلہ | آہ ہیں حضرت ناصح کسے سمجھانے کو |

کس سے دون ترک بجا جو وفا میں نسبت
در نظر نامہ چون آن بت ترسانیکو

| | |
|---------------------------------------|---|
| بارغ کو جاتا ہے دشت میں نہ ویرانے کو | تیرے کو چر سے ہے الفت سر دیوانے کو |
| ہے شب وصل عدو اُلجھے رہو گے کبتک | تو را دو آئینے کو پھیک بھی دو شانے کو |
| قدر کیا ہوگی اُسے جس نے کہ پی ہی نہیں | ہم نے چھوڑا ہے نہ چھوڑیں کبھی میخانے کو |

| | |
|---|--|
| <p>مست خواب آنکھ کسی شوخ کی ہے پیش نظر غمزدہ و شرم و حیا عشوہ و انداز و ادا نام اُس شوخ کا لینا خدا را تا صبح کیا ابھی سے ہے قیامت کا اٹھانا منظور دوڑ پڑتی ہیں بلائیں وہ جدھر جاتا ہے عمر گزری کہ شب و روز حساب کرتے ہیں محتب خوب ہو تجھ پر جو فلک ٹوٹ پڑے</p> | <p>اب ترستی ہے مری آنکھ میں نیند آنے کو ایک تم کیا یہ سبھی ہیں مرے تڑپانے کو دل بیتاب ہے پہلو میں چل جانے کو آپ آئے ہیں جو تربت مری ٹھکانے کو جان رکھا ہے تماشا ترے دیوانے کو دل جلوں سے ترے نسبت نہیں پڑانے کو کیا ملا توڑ کے ظالم مرے پیانے کو</p> |
|---|--|

مجھ سے بیان وفا ٹوٹ سکے خاک و وفا
 توڑ سکتے ہیں کہیں رند بھی پیانے کو

| | |
|--|--|
| <p>ہیں مہر و مہم جل رخ انور کے روبرو کیسا ہے انقلاب زمانے کا آج کل نافرہوں کو کلام سنانا فضول ہے ارمان بہت تھے دل میں مگر عجب جن سے دنیا میں تم ستالو مجھے چاہے جس قدر اے تیغ نازاب مری حسرت نکال دے اُسکو بھی اپنی مینہ سازی پہ ناز ہو بیش نظر ہیں شیشہ و ساغر دھرے ہوئے دونوں میں آج کس کی ہے بات دیکھئے بیچون بیچون رنگ و اس پوچ میں ہوں میں</p> | <p>سارا جہان ہیچ ہے دلبر کے روبرو ناچیز ہیں شریف تو نگر کے روبرو قدر سخن ہے صاحب جوہر کے روبرو کچھ کہہ سکے نہ وصل میں دلبر کے روبرو لون کا جواب داور محشر کے روبرو بیٹھا ہوا ہوں کب سے ستار کے روبرو نقویر تیری ہو جو سکندر کے روبرو آنکھیں ہیں میری شیشہ و ساغر کے روبرو روشن ہیں داغ دل مہ و اختر کے روبرو نامہ دھر ہوا ہے کبوتر کے روبرو</p> |
|--|--|

کیون سجدے کرتے رہتے ہیں پتھر کے روبرو
 بیکار کوششیں ہیں مقدر کے روبرو
 چشم کی اصل کیا ہے سمندر کے روبرو
 بیٹھا ہوں سر جھکائے میں فخر کے روبرو

نادان بن اوندمی عقل کے ہیں کیسے بت پڑ
 نقد یہی میں وصل نہوگر تو فائدہ
 دریا ہمارے دیدہ پر غم کے سامنے
 ارمان قتل آج تو پورا ہوا حسدا

اکوش وفانے کی تھی لیکن بقول داغ
 چلتی نہیں کسی کی مقدر کے روبرو

نڑ پاتے ہو جو ہجر میں ایجان تمھیں تو ہو
 دست میری جان کے خوابان تمھیں تو ہو
 قربان ہوں میں جن پہ وہاں ٹان تمھیں تو ہو
 ہے لاکھ لاکھ شکر کہ مہمان تمھیں تو ہو
 وحشت نصیب چاک گریبان تمھیں تو ہو
 ساری خدا ہی جن پہ ہے قربان تمھیں تو ہو
 شب بھر ہے جو غم میں پریشان تمھیں تو ہو
 مشکل جو سب کی کرتے ہو آسان تمھیں تو ہو
 مائل ہیں جن پہ گبر و مسلمان تمھیں تو ہو
 مشہور خاص و عام سخندان تمھیں تو ہو

پتھر سادل چور کتے ہو انسان تمھیں تو ہو
 جھگڑے تو روز کے چلین پھر قتل ہی سہی
 حوروں سے کچھ غرض ہے نہ غلمان سو واسطہ
 دل میں جگہ کسی کی تمہارے سوا نہیں
 کہتے ہیں خاک اڑاتے ہوئے دیکھ کر مجھے
 محبوب کبریا ہو تمھیں یا رسول پاک
 بزمِ عدو میں جس نے بسر کی ہمیں تو ہمیں
 فریادیا علیؑ و لی اب تمھیں سے ہے
 دیرو حرم میں ایک تمھیں تم ہو جلوہ گر
 وہ کہہ رہے ہیں شوق سے سنکر مرا کلام

بے سمجھے بوجھ تم نے وفا کو کیا ہر قتل
 اپنے کئے پہ آپ پشیمان تمھیں تو ہو

شفیع المذنبین ہو عاصیوں کا آسرا تم ہو

رسول حق محمد مصطفیٰ صلی علیہ وسلم تم ہو

| | |
|--|--|
| <p>عیان سب راز پنهان ہو گئے معراجی شب میں نظر آجائے جلوہ خواب میں تو کچھ تسلی ہو بچا دیار رسول اللہ ہکو تار دوزخ سے غضب کی ہے پریشانی عجب کرے بلا میں ہون گنہگاروں کو بخشاؤ گے محشر میں بھر و سا ہے زبان لینے لگی ہو سے بون پر نام جب آیا بلاو مجھ کو طیبہ میں بری حالت ہے دوری سے تمہاری ذات قدس رحمتہ للدا میں ٹھہری تمہارے گیسو درخ کے ہیں پر تو تاشن دونوں</p> | <p>شنا کیا کر سکے کوئی کہ ختم الانبیاء تم ہو مری آنکھیں خدا تم پر ہوں انوار خدا تم ہو کہ محبوب خدا تم شافع روز جزا تم ہو کہ ہوں کس سے میں درو دل مرد لگی دو اتم ہو تقین ہو عائی ام سے حبیب کبریا تم ہو شنا و وصف کیا ممکن کہ محبوب خدا تم ہو میں تڑپوں ہجر میں کب تک میرے دل اتم ہو محمد ہے تمہارا نام محبوب خدا تم ہو کہ شرح معنی وائیل تم ہو د الفصحی اتم ہو</p> |
| <p>نہو تا شرع کا گرد خدا کہتا وقا تم کو محمد مصطفیٰ پیارے نبی شان خدا تم ہو</p> | |
| <p>یہاں سا وہ نہیں کرم تازہ بتازہ نوبہ نو انکی جدائی سے مرے کٹے نہیں ہیں اتن وصل سے کرتا شد کام یاس نہو مجھے نصیب باد صبا کی منتیں سر پہ ہیں میرے لاکھ بار</p> | <p>کرتے ہیں مجھ پہ کیا قسم تازہ بتازہ نوبہ نو ہجر میں ہیں وہ درد و غم تازہ بتازہ نوبہ نو تجھ کو خدا کی ہے قسم تازہ بتازہ نوبہ نو لائی خبر ہے دم بدم تازہ بتازہ نوبہ نو</p> |
| <p>صبر و قرار آئین کیا۔ پھنس گیا دام میں وقا دل پہ ہیں میرے غم الم تازہ بتازہ نوبہ نو</p> | |
| <p>اُس شوخ سے تھی لطف اڑانے کی آرزو ارمان دل نہ کوئی بر آیا ہزار حیف</p> | <p>نکلی نہ مل سے آنکھ لڑانے کی آرزو دل میں بھری ہے سارے زانی کی آرزو</p> |

ہے مال سلطنت نہ خزانے کی آرزو
ہے بس تمعین گلے سے لگانے کی آرزو
ہے دل کا حال اُن کو سننے کی آرزو
روٹھے ہوئے کو اپنے منانے کی آرزو
ہے داغ سینہ اُنکو دکھانے کی آرزو
مدت سے اُس گلی میں ہے جاہلی آرزو

ہے یمن تن کے وصل کی مجھ کو فقط ہوس
ارمان دل نکال دو اتنا تو مہربان
کُہل جائے شمع وعدہ الہی مری زبان
ہے مدتوں سے دل میں ہمارے بھری ہوئی
لے جذب شوق کھینچ لے آؤ ادا دھر
اُٹھنے دو۔ سو فطرت تو احسان ہوتا

صدے ہزار تو نے اٹھائے ہیں اے وفا
اب مٹ گئی ہے دل سے زمانے کی آرزو

ہاں کیوں دل سے پہلا یا چو قضا نے ہکو
عزت و مال دے ہیں جو خدا نے ہکو
کیون بیان آتے ہیں ہر روز ستانے ہکو
اک زمانہ تھا کہ اُٹھتے تھے بیٹھا نے ہکو
وصل میں کہنے دیا کچھ نہ حیا نے ہکو
روز بد کیا دکھایا ہے خدا نے ہکو
کر دیا خلق میں مشہور وفا نے ہکو
دن دکھایا ہے یہ برسوں میں خدا نے ہکو

زیست سے تنگ ہیں گھر ہے بلانے ہکو
دیکھ کر حال مرا خدا رہیں ادا کھاتے
دیچکے غیر و نکو دل آپ کا مطلب کیا ہے
کیا غضب ہے کہ وہ محفل سے اٹھاؤ ہیں آج
لاکھوں ارمان بھرے تھے دل میں لیکن
ریخ و اُلام نے آفت میں پھینا دکھا ہے
ہو گئی آپ کی عالم میں جفا سے شہرت
آج آئے ہیں وہ مہمان ہمارے گھر میں

کیون پریشان ابھی سے ہوں وفا کیا بات
اور باقی ہیں بہت ریخ اٹھانے ہکو

وہ ستم ترا وہ مری وفا تمعین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

گلے شکوے ہوتے تھے بر ملا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 ملی درد ہجر کی اب دوا کہ نصیب وصل کا دن ہوا
 کبھی ہم بھی غم میں تھے مبتلا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 وہ جو کسنی کے زمانے میں کئے قول ہم سے تھے بارہا
 جو گزر چکا ہے وہ ماجرا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 کبھی تنکو شوق وصال تھا کبھی نامے آتے تھے بر ملا
 کبھی ہم پہ تم بھی تھے خود فدا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 وہ سر و عیش کی صحبتیں وہ عدد کے نام سے نفرتیں
 وہ سدا تمہارا حلا ملا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 کبھی ہم سے نامہ پیام تھا کبھی ذکر غیسر سدا تھا
 یہ ابھی ابھی کا ہے احساں تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے تم سمجھتے تھے با وفا کبھی ہسپ کرتے نہ تھے جفا
 مری جان ہون میں دہی و وفا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

دم رخصت تر پتا ہے وہ کیونکر دیکھتے جاؤ
 لبوں پر جان ہے بدلے میں تیور دیکھتے جاؤ
 گزر اس سمت ہو جائے تو مڑ کر دیکھتے جاؤ
 سوئے مرقد ذرا بھر پیسہ بردیکھتے جاؤ
 نہ آتا ہو یقین اب بھی تو دم بھر دیکھتے جاؤ
 کہ مشا تو ذرا میرے بھی جو ہر دیکھتے جاؤ

مریض عشق مڑتا ہے گھڑی بھر دیکھتے جاؤ
 نہ پوچھا حال جیسے ہی مریض ہجر کا لیکن
 شبید ناز کی تربت پہ کیا حسرت برستی ہے
 کوئی بندہ خدا کا ٹکواب تک یاد کرتا ہے
 تہا سے ہجر میں حالت ہوئی ہو کیا سو کیا میری
 تمہارا خیر ناز و ادا کہتا ہے معطل میں

| | |
|---|---|
| <p>تمہاری اک نظر پر منحصر ہے فیصلہ مسیحا عدو بھی اور ہم بھی منتظر بیٹھے ہیں محفل میں</p> | <p>پھنسی ہے آفتوں میں جان مضطر دیکھتے جاؤ برابر دیکھتے ہو برابر دیکھتے جاؤ</p> |
| <p>جو ہونا ہے وفا ہوگا بقول حضرت انش دلکھا ہے جو آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ</p> | |
| <p>نو جوانو دم فرصت کو غنیمت سمجھو رنج کا جوتا ہے انجہام ہمیشہ راحت کل کو کیا ہو نہیں معلوم گناہوں سے بچو نکر و فعل بُرے لذت فانی کے لئے جس قدر ہو سکے احسان کرو خلق کیساتھ نیک کاموں سے متعین ہو گئی غفلت کچھ کون فکر و توشیح سے کچھ خاک نہ ہوگا حاصل جو میسر ہو متعین اُس پر کروش کر خدا سچ ہے راحت نہیں ملتی کبھی محنت کے بغیر کبر و نخوت کا نتیجہ تو ہے آخر ذلت کچھ فلان ابن فلان ہونے سے چلتا نہیں کلم کو چہ یار ہو مگر غیر کا ہوا مفلس ان حسینوں سے وفا کی تو عبث ہے اُمید مہر ان پستی بہت نہیں اچھی ہرگز</p> | <p>وقت دولت ہے بڑی وقت کو نعمت سمجھو درد و غم پہلے ہے اور بعد کو راحت سمجھو چند ہی روز ہے دنیا میں اقامت سمجھو محترمان سے رہو ان کو تم آفت سمجھو یہ بڑا احسن ہے تم اس کو عبادت سمجھو نیکیاں آج کرو کل کی نہ فرصت سمجھو سعی و کوشش کرو کچھ بھی نہ نصیب سمجھو جو ملے وقت پر اُس کو ہی غنیمت سمجھو کاہلی کو ہی فقط باعث نکبت سمجھو چھک کے ملنے میں نہ انسان کی عزت سمجھو عمل نیک ہی کا نام شرافت سمجھو جس جگہ داد ملے اُس کو عدالت سمجھو اگر جفا میں بھی کریں عین عنایت سمجھو یہ بڑی خوب ہے اسے موجب عزت سمجھو</p> |

| | |
|--|--|
| اس سے ہی ہوتا ہے محذوم غذائی میں شہر | خدمت خلق کو ہی موجب عزت سمجھو |
| آج کا کام وفا کل پہ نہ چھوڑو ہرگز کل کو بچتا دگے گر آج نہ فرست سمجھو | |
| ہوئے تیرے جو شیدا ہم بھلا مانو بُرا مانو نہ تھی حسیب بات بھی کرنی تو کیوں ہم کو بلا یا تھا بجلون سے تم کو نفرت ہے پچھوڑا غیر سے ملنا کیا صحبت نے دشمن کی تمھیں بدنام عالم میں حسین ہو برحقین ہو یہ تو سب کچھ ہو کر صاحب تمہارے جو ریا رشتک عدو کا کچھ نہیں شکوہ | تو دشمن ہو گیا عالم بھلا مانو بُرا مانو مروت کا نہ بھرناد م بھلا مانو بُرا مانو مے دل کو یہی ہے غم بھلا مانو بُرا مانو کہیں گے بات سچی ہم بھلا مانو بُرا مانو وفا لازم ہے کم از کم بھلا مانو بُرا مانو زاین و آن نمی ترسم بھلا مانو بُرا مانو |
| برے ہیں یا کہ اچھے ہیں وفا لیکن تمہارا ہیں زبان پر ہے یہی ہر دم بھلا مانو بُرا مانو | |
| اتنی شوخی پہ شرارت اجی بس جاو ہٹو شیخ جی آئے ہو ندون سے اُلجھنے کیلئے طلب وصل پہ کہنا پھر کر کراؤں کا اُنکے دربان کا یہ کہنا نہیں بھولا جاتا | دل پہ کیا ڈھساو گئے آفت اجی بس جاو ہٹو کہیں بنجاسے نہ درگت اجی بس جاو ہٹو کیون جی کیا آتی ہے شامت اجی بس جاو ہٹو ہوگی بیکار ندامت اجی بس جاو ہٹو |
| بزم اغیار میں دیکھا جو وفا کو تو کہا کیون بیان آئے ہو حضرت اجی بس جاو ہٹو | |
| مولوی کہیو نہ مولانا نہ مہتہر ہکو عسل سوڈے سے براندی سیوین کلی کرتے | پاس تبہ کا ہو لکھا کرو سڑ ہکو دسکی پیٹے ہیں نہیں بھاتا ہے واٹر ہکو |

سائے عطر دن میں پنداب ہے لوٹد ہکو
شب کا وعدہ ہے وہ دکھلائیے ٹھیک ہکو
پیٹو اور ہے مطلوب مٹا ٹر ہکو
کو لڈ واٹر کے لئے چاہیئے فلٹر ہکو
اپنی محفل میں جگہ دیئے سنٹر ہکو
کوئی اچھا سا دلاد دیکھئے ٹیوٹر ہکو
اب تو کچھ خبریں بھی دیتا ہنیں ریوٹر ہکو
منہ میں سگریٹ ہو اور چاہیئے ہنٹر ہکو
جوش میں بی بی لگائے گی ٹراٹر ہکو
کس خوشامد سے ملتا ہے اوٹسٹر ہکو

کھٹ کر ہم یہ شیدا ہوں حسینانِ فرنگ
دل مقور میں مچلتا ہے ابھی سے اُنکے
ڈش تو سادہ ہنیں بہاتی کبھی دل کو اپنے
نیو فیشن میں بہت رکھتے ہیں محبت خیال
پاس اپنے جو بلانا ہو تو رکھیئے یہ کھانا
سبق عشق بتان پڑھنے کا ہر شوق دلی
حال دنیا کا سنا دیتا تھا کیا خوب ہمیں
سیر کا ہکو سجر اس کے کبھی لطف ہنیں
جو تیان کھاتے ہی بن آئیگی گچھ بھی کہہ
روز تقریف سے کالم و سیر کرتا ہے

گھوڑا گاڑی کی سواری سے تنفر ہے ہمیں
بہر تفریح و قیاسیئے موٹر ہکو

پریشان میں تماشا کی خدا جانے کہاں ہے تو
ہوا مشہور سودا کی خدا جانے کہاں ہے تو
تجھے زیبا ہے کیا فی خدا جانے کہاں ہے تو
یہ حسرت بھی نہ برائی خدا جانے کہاں ہے تو
نظر تک میری پھرانی خدا جانے کہاں ہے تو
جہاں ہے تیرا شیدا کی خدا جانے کہاں ہے تو
بنا ہر تاپن سودا کی خدا جانے کہاں ہے تو

ارے او شوخ ہر جا کی خدا جانے کہاں ہے تو
تمہے دیدار کی حسرت لئے پھرتی ہے عالم میں
تجھی کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں در و کعبہ میں یارب
کہیں چلتا ہنیں تیرا پا ڈھونڈوں کہاں جا کر
دکھائے جلوہ اپنا جستجو کی ہے کوئی حد بھی
کسی نے آج تک دکھا ہنیں لیکن تماشا ہے
طلب میں تیری میں نے کوہِ مہر سہر چھانے

کبھی تو سامنے آجا کہ نکلے آرزو دل کی پریشان ہیں تمنائی خدا جانے کہاں ہے تو

عدم آباد سے پیارے وفا کو جانبِ ہستی
تری ہی جستجو لائی خدا جانے کہاں ہے تو

روایتِ نامے ہمز

تو ہے واحد ایک مرا خدا تری شانِ جل جلالہ
ہنہیں تجھسا کوئی بھی دوسرا تری شانِ جل جلالہ
تو کریم مطلق ومن گدا تری شانِ جل جلالہ
تو شہانِ دہر کا بادشاہ تری شانِ جل جلالہ
تو ہی قادر اور رحیم تو۔ تو ہی رازق اور کریم تو
ہے خدا کی کو ترا اسرا تری شانِ جل جلالہ
ترا بستکہ میں بھی ذکر ہے۔ تو حرم میں بھی فکر ہے
ترے چرچے ہوتے ہیں جا بجا تری شانِ جل جلالہ
تو شہانِ دہر کا شاہ ہے۔ ترے درپے سب کو پناہ ہے
میں فقیرِ قریب سے گدا تری شانِ جل جلالہ
تو حکیم اور قدیم ہے۔ تو خیر اور عظیم ہے
ہنہیں تجھ سے راز کوئی چھپ تری شانِ جل جلالہ
ترا نام ہے احد و صمد۔ تو ازل سے پہلے ہیں اب

ملی کسکو ہے تری انتہا تری شان جل جلالہ
 ترا ایک حکم ہے کن فکان - ہوئے پیدا جس سے زمین مان
 بخدا کہ ایک ہے تو خدا تری شان جل جلالہ

تجھے پایا خلق میں جلوہ گر تری شان سب میں پڑی نظر
 کہے کس طرح سے نہ پھر وقف تری شان جل جلالہ

| | |
|---|---|
| اے صل علی رفعت ایوان مدینہ تار مدی کی قسمت مری جلدی سے مٹا دے چمکا ہے اسی خاک سے اسلام کا تارا ہر دم ہے یہی اس دل مشتاق کو صرت کانون میں صدا آتی ہے یہ عرش برین سے دم بھر میں گداؤں کو بنا دیتے ہیں سلطان کیا کیا مجھے ملتا ہے مزہ انکی غلش میں وہ روضہ رضوان میں نہ پہلے ہیں یہ بلبلین کو نین کی ہے جان مدینہ تو بلا شک پردہ نہ کھلے میرے گناہوں کا آہی | اعلیٰ ہے کہیں عرش سے بھی شان مدینہ اے روشنی شمع شبستان مدینہ کیونکر نہ خدا کی پہ ہو احسان مدینہ سو جان سے ہو جائے قربان مدینہ ہر شان مدینہ کی ہے شایان مدینہ سلطانوں کے سلطان ہیں سلطان مدینہ ارمان ہیں مرے خار بیاہان مدینہ ہے جنگی نگاہوں میں بیابان مدینہ ہے روضہ پر نور بنی جنان مدینہ چھپ جادو نہ گوشہ دامن مدینہ |
|---|---|

بنجائے وفا قبر وہیں پر تو مزہ ہے
 جنت سے بھی بڑھ کر ہے گلستان مدینہ

| | |
|---|---|
| اس طرح بنوں بے خود و حیران مدینہ گنبد کا کس دور سے جس دم نظر آیا | آنکھیں ہوں مری نگر گلستان مدینہ زائیر یہ پکار اُسکے کہ قربان مدینہ |
|---|---|

| | |
|--|---|
| <p>لینے کو بڑھی آئی ہے اللہ کی رحمت جہنیش دل بیتاب کو بیو جہ نہین ہے بیدار نہ تقدیر ہو کیوں اُن کی شب و روز کیا غم ہے اگر شکر غم کی ہے چڑائی کیا فیض تصور ہے کہ لبتا ہوں میں جہانس ہو جاے وہیں بلبل سدرہ کی زبان بند یہ سیر بھی آنکھوں سے دکھا دوسرے مولیٰ دکھلا دے کسی دن تو مجھے سیر قیامت ہجر غم محبوب خدا گل یہ کھلائے ہر دم ہو مری ابلہ پائی کی تراوش</p> | <p>دیکھے تو کوئی خاطر مہمان مدینہ ارمان میں مرے سلسلہ جنباں مدینہ میں چشم نہ دھندلے نگہبان مدینہ جیتنے کے یہ میدان سیر میدان مدینہ آئی ہے شمیم گل بستان مدینہ سن لے جو نواسنجی مرغان مدینہ ہو صبح وطن شام غریبان مدینہ صدقے ترے لے سر و خزان مدینہ ہو سینہ پرداغ گلستان مدینہ سیراب رہیں خار بیابان مدینہ</p> |
| <p>کیا کچھ ہے وفا کرتے ہیں ملک مدح ثنا خوان مدینہ</p> | <p>رتبہ مداحی محضرت</p> |
| <p>آپ کی شان بھی کیا شان ہے اللہ اللہ غیر از وحی خدا بات زبان سے نہ کہی رحمت عام سے شیطان بھی خالی نہ رہا وصف بندہ کی زبان سے ہو تمہارا کیونکر</p> | <p>جان و دل آپ پر قربان ہے اللہ اللہ قول حق آپ کا فرمان ہے اللہ اللہ کچھ عجب آپ کا احسان ہے اللہ اللہ ہمتہ نازل ہوا تر آن ہے اللہ اللہ</p> |
| <p>جس کا سر دار دو عالم ہے خدائی میں لقب لے وفا وہ مر سلطان ہے اللہ اللہ</p> | |

جہاں ہے بر سر بیدار یا رسول اللہ
 مدد دین در پہن زنت بچاؤ یا حضرت
 شفا عطا ہو زمانے سے ہن علیل پر
 سعالے ہن کمی کی کوئی نہیں مین نے
 مر سہ پر کو صحت مر غن سے فالج کے
 شتاب رفق بلا ہو کسے مصیبت مین
 خدا کو دیکھ لیا پس نے آپ کو دیکھا
 خدا کے واسطے فرمائے مدد میری
 جفا و جور زمانہ سے ناک مین دم بہرے
 اسیر لہج و غم دہر بے ثبات ہوں مین

ہے میری آپ سے فریاد یا رسول اللہ
 کرو غلام کی امداد یا رسول اللہ
 خدا را کیجئے اب شاد یا رسول اللہ
 ہو یہ کہ ششین برباد یا رسول اللہ
 تر محتون کی ملے داد یا رسول اللہ
 تمہارا خادم ناساؤ یا رسول اللہ
 بجا ہے آپ کا ارشاد یا رسول اللہ
 فلک ہے در پہن بیدار یا رسول اللہ
 یہی تو ہے دم امداد یا رسول اللہ
 اب آپ کیجئے امداد یا رسول اللہ

وفا سے زار تر پتا ہے کب ہو وقت مین
 اسے بھی کیجئے اب یاد یا رسول اللہ

یہ غلط بات ہے تدبیر ہے تقدیر کیا تمہ
 اک خدائی ہے تر سے عاشق دیکر کیا تمہ
 ملکر ملے دامان و گریبان بھی بن بغیر کیا تمہ
 اگر گئی جان بھی پرواز پر تیر کیا تمہ
 کیا وفا کیجئے اُس کا فریبے پر کیا تمہ
 گفتگو کرتے ہن ہم آپ کی تصویر کیا تمہ
 نام را دی بھی تو کہی گئی تقدیر کیا تمہ

لوگ کہتے ہن کہ ہر کام ہے تدبیر کیا تمہ
 کیا تماشا ہے تماشا گد عالم ہے وہ
 جوش و شہت کا تو جب لطف کا دست جزو
 قطع الفت جو کیا اُن سے یہاں دم نکلا
 جسکے مذہب مین ہو غور زری عشاق طلال
 مشغلہ اپنا یہی ہے شب تنہائی مین
 یاس و حرمان و غم در رخ و مصیبت کے سوا

شمع محفل کی ہے نسبت وہی گلگیر کیساتھ
 جاے ہمشیار جو تا صدمی تھریر کیساتھ
 دل جو واپس وہ کئے دیتے ہیں تھریر کیساتھ
 غیر کی شکل ہے شال تری تصویر کیساتھ
 مل کے تدبیر کرے کام جو تدبیر کیساتھ
 ہو گئے بخت رسانا لاشغبگیر کیساتھ
 ہو مدد تیری جو شال مری تدبیر کیساتھ
 ایک خنجر بھی لگا رکھا ہے شمشیر کیساتھ
 پیرا دربان لہجہ ہے جو گیسر کیساتھ

خون پرواز کی پر وائیں جطر لے
 غیر ممکن کہ وہ دل تہام کر آئیں نہ یہاں
 یہ بکڑنے کی تو کچھ بات نہیں تھی قاصد
 کبھی ہوتی مجھے الفت ہے کبھی ہے نفرت
 مدعا عاشق ناشاکا حاصل ہونہ کیوں
 آج سنتا ہوں مجھے یاد کیا اس بات نے
 وہ تھمگا راہی راہ پر آئے پاماب
 نگہ ناز بھی ہے ابروئے پرغم کی شریک
 سب شرات ہے تری تو نے سکھ رکھا ہے

بیجائی کے توجھنے سے وفا موت بھی

ہے وہ پناہ میں بشر عزت و توقیر کیساتھ

سزا ہے عصیان کی خوب پائی آہی تو بہ آہی تو بہ
 رہے گی کب تک گھٹایہ چھائی آہی تو بہ آہی تو بہ

جناب شیخ اور بزم زندان مشال آئینہ ہون میں حیران

کہان گئے زہد و پارسائی آہی تو بہ آہی تو بہ

لگا کے دل ایک مرجین عجیب آفت میں پھنس گیا ہوں

کہ دشمن جان ہوئی حسدائی آہی تو بہ آہی تو بہ

وہ میری تربت پہ بھی جو آئے تو غیر کو اپنے ساتھ لائے

نصیب نے یہ گھر ملی دکھائی آہی تو بہ آہی تو بہ

جوج توبہ گناہ سے کی توکل دہی توبہ ہم نے توڑی
 یہ بات سوبار آزمائی آہی توبہ آہی توبہ
 جو فی الحقیقت تھے صاحب زراب اُنہ آئی سرے یہ تباہی
 کہ در بدر کرتے ہیں گدائی آہی توبہ آہی توبہ
 وفا کو گھیرے ہیں یاس و حیران بلائیے اُس کو اب مدینہ
 اٹھا سے کب تک غم حبدائی آہی توبہ آہی توبہ

| | |
|---|--|
| <p>مدد فرمائے جلدی حسد اریار رسول اللہ جو پایا آپکا ادنیٰ اشار اریار رسول اللہ جو روئے کا تمہارے ہونظر اریار رسول اللہ مے دل میں تصور ہے تمہارا رسول اللہ نہیں تمنا کوئی خالق کا پیارا رسول اللہ چمک اٹھے مری قسمت کا تارا رسول اللہ ہمیں ہے ذات اقدس کا سہارا رسول اللہ ہو اول خیر غم سے دوپارا رسول اللہ</p> | <p>مصیبت میں ہے اب خادم تمہارا رسول اللہ مدد کامل کے دو ٹکڑے ہوئے یہ سب پر روشن ہے سمائے پھر نگاہوں میں نہ میری روضہ رضوان مری آنکھوں میں ہے صورت تمہاری جلوہ گرہم کئے پیدا تمہارے واسطے ارض و ساد و نون جو دیکھوں خواب میں بھی روضہ پر نور کا گنبد لحد کا نزع کا میشر کا کہنکا ہو تو کیوں کر ہو میحانی کروا کر کہ ہے وقت مسیحائی</p> |
|---|--|

برائے یا بھلا کچھ ہے تمہیں کو لاج جو اسکی
 وفا مشہور ہے جگ میں تمہارا رسول اللہ

| | |
|--|--|
| <p>بھیخا در پئے آزار ہیں سجان اللہ نزع میں آپ کے بیمار ہیں سجان اللہ ایک ہی آپ طرح دار ہیں سجان اللہ</p> | <p>آپ قاتل ہیں کہ دلدار ہیں سجان اللہ کچھ خبر ان کی نہیں جان مسیحا ہو کر بخدا کوئی حسینوں میں نہیں ہے ثانی</p> |
|--|--|

جسکی رحمت کی نہ حد ہے نہ خدائی میں حساب
ہیں تو ہم اُس کے گنہگار ہیں سبحان اللہ

اے وفا اہل سخن میں کے یہ فراتے ہیں
واہ وا کیا ترے اشعار ہیں سبحان اللہ

سینے میں ازل سے ہے مے جلے مدینہ
کیا سر ہے کجس میں نہیں سوئے مدینہ
صحرائے مدینہ میں نظر ہے مری ہر دم
یارب دل بیتاب کی پوری ہومشت
خوشبو سے معطر ہے تری ساری خدائی
حسرت ہے تو یہ ہے کہ عوض پاؤں کی یارب
جس چیز کو دیکھوں وہی نقشہ نظر آئے
آنکھیں مری کیوں ہوں نہ ممتا نگہ عالم
کیوں ہوں نہ مدینے کو شرف قصر خان پر
دیدار کی حسرت میں گزار رہی ہے جو اک عمر

سوجان سے ہوں والد و خدائے مدینہ
کیا دل ہے نہیں جس میں تو لائے مدینہ
ہر دم ہے نظر میں مری صحرا کے مدینہ
کعبے سے چلوں اور نظر آئے مدینہ
اک بھول ادھر بھی چہن آراے مدینہ
یہ سر ہو مرا باد چلائے مدینہ
یون میری نگاہوں میں سما جائے مدینہ
اک عمر سے ہوں محو تماشاے مدینہ
سر و اردو عالم کے ہیں ہولائے مدینہ
ہے نزع میں بھی لب پر مری ہائے مدینہ

اب گردش گردوں کا وفا خوف نہیں ہے
نظروں میں بسا گنسب خضرائے مدینہ

نہ ہنس نہ پر ہو کبھی اہل ہنس کا تکیہ
چین سے آج پڑے سوتے ہیں اُس کو چین
وصل کی شب عجب انداز سے وہ کہتے ہیں
قبر میں چین نہیں آئے تو کیونکر آئے

چاہیے فضل الہی پر ہنس کا تکیہ
مل گیا نگ سب راہ گزر کا تکیہ
ابھی رہتے ہو ہٹاؤ نہ انداز کا تکیہ
دست نازک سے میسر نہیں سر کا تکیہ

| | |
|--|---|
| <p>آخری وقت ہو یاد یہ مٹاپوری کیا کروں لیکے میں تعویذ کسی عامل کا منزل گور میں کیا دیکھئے ہم پر گرز بستر اپنا ہے توکل نہیں دولت کی ہوس</p> | <p>زائونے یار دم نزع ہو سر کا تکیہ مجھ کو کافی ہے مرے زور کا زر کا تکیہ بار عصیان ہے فقط زاد سفر کا تکیہ پاس رکھتے ہیں قناعت کی سپر کا تکیہ</p> |
| <p>ہے شب وصل ہوں ارمان وفا کے پور اب تو پہلو سے ذرا دیر کو سر کا تکیہ</p> | |
| <p>نور مجسم آپ کا جو بن اشار اللہ اشار اللہ اس پر ہے دعویٰ مہر و وفا کا ہنگام سب بڑا دل پہ قیامت ایسا لافتنے لاکھ اٹھانے والا اب تو بہار میں خوب اڑائیں سیر کی خاطر بانگو جائیں</p> | <p>دیکھ کے بولے شیخ و برہمن اشار اللہ اشار اللہ غیر سے الفت ہم سوان بن اشار اللہ اشار اللہ ہے وہی تیرا اٹھتا جو بن اشار اللہ اشار اللہ چھایا بادل آسماں نوں اشار اللہ اشار اللہ</p> |
| <p>شعر وفا کے گرسن باین اہل سخن سب شرمچا ہیں دوست تو کیسے کہیں دشمن اشار اللہ اشار اللہ</p> | |
| <p>یار پہلو میں ہے گلشن میں دھرا ہے شیشہ دست نازک سے مجھے اُس نے دیا ہو شیشہ زیر ابرو دیر تری نرگس مجنور نہ میں ٹھیس لگ جائے شب وصل نستی میں کہیں محبب آئے تھے مخانہ میں دب چھپکے نور آج قلقل کی صدا بھی نہیں آتی یاد کہیں ٹھوکر نہ لگے ہٹ کے سنبھل کے چلے</p> | <p>مے گلگون سے لبالب وہ بھرا ہے شیشہ دل کی قیمت میں مرے ہاتھ لگا ہے شیشہ طاق محراب عبادت میں دھرا ہے شیشہ میرے ولے بھی نزاکت میں سوا ہے شیشہ ہے وہ چھوٹا ہوا سا غروہ پڑا ہے شیشہ ہم سے روٹھا ہے جو ساتی تو خفا ہو شیشہ ٹوٹ کر یہ دل نازک کا بنا ہے شیشہ</p> |

| | |
|---|---|
| دل جو نذرانہ دیا ہے تو ملا ہے شیشہ | مال دوز سے کبھی ہرگز نہیں حاصل ہوتا |
| جالتے ہیں شمع کے جمرے میں وفا بعدہ کہ کسی گوشے میں مگر دیکھ لیا ہے شیشہ | |
| اور توبہ بھی مری جان ابھی سے توبہ میں نے کی تو نہیں توبہ شکنی سے توبہ نہ خوشی سے کبھی پتیا نہ خوشی سے توبہ ٹالنے کے لئے کرتی تھی ہنسی سے توبہ غیر ممکن ہے کرین دل کی لگی سے توبہ اب کبھی دل نہ لگاؤنگا کسی سے توبہ | توبہ کس طرح کروں بادہ کشی سے توبہ توبہ کر لی ہے تو کیا فصل بہار آنے دو ہر طرح ساقی و داعظ کی ہے خاطر منظور لہو سر چڑھنے لگے حضرت نامح دیکھو یہ مئے عشق نہ چھوٹی ہے نہ چھوٹے گی کبھی وہ سہلایا ہی ہے میں نے کہ عیاذ باللہ |
| ماشاء اللہ جو ان ہو یہی ہیں عیش کے دن اے وفا چاہیئے تھو نہ ابھی سے توبہ | |
| خط جو پہنچا ہے تو اغیار کی تحریر کیساتھ جبکہ تندرہ ہی وابستہ ہو تقدیر کیساتھ دل لگا بیٹھے ہیں جب لف گرہ گیر کیساتھ شانہ بھی کہا گیا بل یار کی شمشیر کیساتھ دل بہلتا ہے مرایار کی تصویر کیساتھ لاکھ وہ مجھ کو بھایا کرین تو قیہ کیساتھ رند لائے ہیں انھیں گھیر کے زور کیساتھ آسی ہے میری تصنیار کی تحریر کیساتھ | آخری ہے یہ کرم عاشق دلیہر کے ساتھ کیا توقع ہے کہ کھلے فلک پیر سے کام کب الجھ سکتے ہیں اب سلسلہ دہر میں ہم سخت جانی سے مری چل نہ سکا اسکا ہاتھ رات دن آئینہ دل میں لگی رہتی ہے دور ہوتا ہے کہیں دل سے مری خاک قریب دیکھئے حضرت زاہد کی بنے اب کیا گت اُس نے لکھا ہے کہ اب قطع تعلق کردہ |

عشق زنجیر کو ہے پاسے جنوں سے میرے
عشق ہے پلے جنوں کو مرے زنجیر کیساتھ
کس قدر ناز تصور کو ہے اللہ اللہ
اپنی تصویر بھی کھینچی تری تھویر کیساتھ

اگر یہی حال ہے وقت میں تو اکدن بیفک
جان جائیگی وفا نالہ شبگیر کیساتھ

خوب احسان کیا عاشق دلگیر کیساتھ
نامہ بر پڑھکے وہ دل تمام نلین تو کہنا
منتظر حشر میں سب ہیں کہ سنیں تھہ عشق
جوش سودا میں بھی لیست ہی رہا نام ترا
اس قدر شوق شہادت تھا ہمیں دانگلیر
شیخ کیوں اپنی زبان دیتی ہے اسکے مٹین
حرمت اتنی تو رہی شیخ کی ملحوظ دمان
بت بے رحم سے امید کہان تھی ایسی
میرے نالے جو سنے تھام کے دل سے کہا
ایک سے بھی نہیں ملتی تری سج و جادوت
ایک ہی دار میں سرتن سے جدا کر ڈالا
شوق دیدار میں بھرجی نہ اٹھوں اس ڈر سے
نہ گھلایہ کہ مرے در پے آزار ہے کیوں
چھوڑ کر اسکو یونہیں خاک میں جانا ہے مزدور

خط جو بھیجا بھی تو اغیار کی تحریر کیساتھ
خط میں ملعون ہے تاثر بھی تحریر کیساتھ
اک خدائی ہے ترے عاشق دلگیر کیساتھ
تیری شہرت ہوئی ظالم مری تنہا کیساتھ
پتلیاں بھرتی رہیں یار کی شمشیر کیساتھ
بدلے پر دانے کے کیا عشق ہو گلگیر کیساتھ
بزم رندان سے اٹھائے گئے تو قیر کیساتھ
یہ کیا بزم عدو میں سمجھے تو قیر کیساتھ
حب کا منتہر بھی تجھے یاد ہے شیخ کیساتھ
سیکرٹوں شکلیں ملائیں تری تصویر کیساتھ
نگہ ناز کا ممنون ہوں شمشیر کیساتھ
قبر پر آتے ہیں وہ خنجر و شمشیر کیساتھ
میں نے کیا کی تھی برائی فلاک یہ کیساتھ
منمودل نہ لگانا کبھی تعبیر کیساتھ

اے وفا عشق و محبت کا نتیجہ یہ ہے

لیتے ہیں اہل دفا اب مجھے تو قیر کیساتھ

مٹنے پر ترس نقاب ہو کیا اس سے فائدہ
دکھو جو اضطراب ہو کیا اس سے فائدہ
مانا کہ آفتاب ہو کیا اس سے فائدہ
عاشق کو بیچ واپس کیا اس سے فائدہ
لاکھوں میں انتخاب کیا اس سے فائدہ
ہر چند لاجواب ہو کیا اس سے فائدہ
دور شراب ناب ہو کیا اس سے فائدہ
جل محسن کے دل کیا ہو کیا اس سے فائدہ
وہ مورد عتاب ہو کیا اس سے فائدہ
گھر غیر کا خراب ہو کیا اس سے فائدہ

کیون وصل میں حجاب ہو کیا اس سے فائدہ
چھپر ٹونہ ذکر رشک عدو مجھ سے وصل میں
اترا تے کہیں ہو محسن دور روزہ پر اس قدر
غنیہ و نکو بزم ناز میں ناحق بلاتے ہو
مہمان چار دن کا ہے جو بن عبث ہے ناز
بچپر کرم نہ غیر پر ہیں کچھ عنایتیں
وہ مست ناز ہی ہنیں محفل میں جب تو پھر
ذکر عدو نہ چھپرے خلوت میں بار بار
نقصان کیا کیا ہے عدو نے کہ مہربان
آہ فلک فگن نہ کل میرے سینے سے

خبر بکھ ہو قتل و قاتل ہے دیر کیوں

ہونا جو ہے مشتاب ہو کیا اس سے فائدہ

بوسہ بھی کرتے جاو عنایت جفا کیساتھ
پالا پڑا ہے دکھو مرے کس بلا کیساتھ
کیونکر نہ ہینگے دیکھئے اس بے وفا کیساتھ
مرقد پہ میرے غیر کو لایا لگا کیساتھ
اسے چارہ ساز نہ ہر بھی دیدی ودا کیساتھ
تیری مدد و شریک اگر ہو دعا کیساتھ

حسرت بھی دل کی پوری ہوا زواہ کیساتھ
مٹی خراب ہے تری زلف رسا کیساتھ
وہ دشمن دفا ہے وہ ہے باقی جفا
کی دوستی کے پردے میں اُسے یہ دشمنی
بے لطف گر جیجی تم کیا خاک ہم نہ جئے
گہلنا در قبول کا مشکل نہ ہو کہہ سہی

اجی نہیں دغا یہ کسی با وفا کیسا تھا
 زہد کو رند لائے ہیں مکر و دغا کیسا تھا
 اڑتی پھری ہے خاک ہماری ہوا کیسا تھا
 قاصد تو اُس کو لے ہی کے آنا کیسا تھا
 وہ آج باقیں کرتے ہیں چلتی ہوا کیسا تھا
 چلتے ہیں وہ چمن میں جو ناز و ادا کیسا تھا
 تم نے جو کچھ کیلے دل بستہ کیسا تھا
 محشر میں سب وہ ہو گئے رسول خدا کیسا تھا
 پہنان مری قصداً تمہاری ادا کیسا تھا
 لیکن کہیں عدو کو نہ لانا بلا کیسا تھا

وعدہ خلافیان ہیں مناسب قیاس سے
 کچھ اتقا کی قید نہیں میکہ سے تین آج
 پامال ہو کے بھی نہ تری جستجو گئی
 منت میں التجا میں نہ کرتا کسی کوئی
 شرم و حیا سے گھلتے نہ تھے جتنے لب بھی
 طاؤس بھول جاتے ہیں سب اپنی حال
 افتد جانتا ہے زبان سے میں کیا کہوں
 اللہ سے نصیب کہ جتنے ہیں اتنی
 دیکھا جو گرم ناز تو قصہ ہوا تمام
 آؤ نہ آؤ وصل کی شب اختیار ہے

ہیں گرچہ اُن کے چاہنے والے بہت مگر
 کہتے ہیں وہ مجھے ہے محبت فا کیسا تھا

اب جلد دکھا دے مجھے گلزار مدینہ
 بلجائے اگر سایہ دیوار مدینہ
 اللہ بلالو مجھے سردار مدینہ
 دکھلا دو کبھی تو مجھے بازار مدینہ
 بلو امین گے اک دن ہمیں سالار مدینہ
 آقا مرے مولیٰ مرے سرکار مدینہ
 خالق کو بھی مرغوب ہے ہر خار مدینہ

اک عمر سے یارب ہوں میں بیمار مدینہ
 فردوس کی خواہش نہ کروں میں کبھی ہرگز
 میں ہجر کے صدیوں سے تڑپتا ہوں ہمیشہ
 رنجور ہوں صدہ ذرت سے میں کتب
 آہیں دل بیتاب کی جائیں گی نہ خالی
 جاؤ نگا سر و چشم سے جب یاد کر نیگے
 گلزار مدینہ کی شت خاک ہو مجھ سے

| | |
|---------------------------------------|-------------------------------------|
| ذره بھی دیاں کا ہے مگر طور کا شعلہ | پیدا ہون ہر اک گوشہ سے انوار مدینہ |
| کیا گنبدِ حفتر کی حقیقت کا بیان ہو | ہون جلوہ فضا اُس میں ہی دلدار مدینہ |
| حاصلی ہون مگر آپ کا ہے مجھ کو بھر دسا | اے حامی اُمت مرے مختار مدینہ |

محشر میں وفا خوف نکر ہوگی شفاعت
بخشائیں گے خالق سے وہ سردار مدینہ

| | |
|--|--------------------------------------|
| خرمان ہے اُدھر وہ گلمزار آہستہ آہستہ | کشش کرتا ہے اپنا انتظار آہستہ آہستہ |
| نیزان کے دن کبھی کاٹے نہیں کتنی کٹتے | جو انگلی بھی تو فصل ہیرا آہستہ آہستہ |
| گھٹا گھٹکوراٹھی سے ہوا کا رنگ بدلا ہے | چلے ہیں بیکدے کو سیگسار آہستہ آہستہ |
| ہوئی اپنی رسائی اس کی محفل تک بھی شکل سے | ہمین حاصل ہوا یہ افتخار آہستہ آہستہ |
| صد آتی ہے قبر قیس سے یہ نجد میں آہستہ | خدارا او مرے ناؤ سوار آہستہ آہستہ |
| بہت نازک ہوا ہے جسم میرا ناتوانی سے | درا اے سایہ دیوار یار آہستہ آہستہ |
| اور لکپن سے جوانی پھر بڑا پا آگیا آخر | ہوئی رخصت حیات مستعار آہستہ آہستہ |
| ریسیگی اس وقت ترے بھی اُس بت کے نیکی | کہ ہوگی بند چشم انتظار آہستہ آہستہ |

وفا دیکھا ہے اُس نگار کو جب سے ساتھ دشمن کے
کہہ لگتا ہے نظر میں اپنی خارا آہستہ آہستہ

| | |
|---|---|
| آئینگیں جو شترن ہون جلد بھر دے جامِ دہقانہ | سے آباد ساقی حشر تک یہ تیرا یہ خانہ |
| پیری پیکر کا شیدائی ہون سودائی ہون پروانہ | مٹتا ہے رجون لاکھوں بریں رب میں دیوانہ |
| نہ وہ لطف و کرم ہیں اب نہ اگلی سی محبت ہے | کرین اُس بیوفا سے پھر بھلا کیا خاک یارانہ |
| رقیبوں میں کبھی ہون سرخرو ہم بھی یہ حسرت ہے | جگہ دے بزم میں اپنی کبھی بھکو بھی جانانہ |

| | |
|--|--|
| <p>جھرمک کر دک کے دربان صلاواتین سنا تا ہے بنے انجان بیٹھے ہیں بنا کر اپنا سودا فی پڑی دل سے ہمارے ہی بنا خانہ خرابی کی تعلق عشق کے بند و نکو نہ ہے نہیں کچھ بھی طریق ایجو دی میں واغظ و ساقی برابر ہیں جی کے سب ہیں ساقی در گزری کا نہیں کوئی</p> | <p>رسانی کیسے باین ہے ترا در بارش ہا نہ مصیبت کا بھی میری وہ نہیں سنتے ہیں افسانہ جو تھا آباد کل تک ہو گیا وہ آج ویرانہ ازل کے ست ہیں رکھتے ہیں حالت اپنی زندانہ نہ اُس سے دشمنی اپنی نہ ہر اس سے ہی یارانہ نہ اپنا کام آتا ہے مصیبت میں نہ بیگانہ</p> |
|--|--|

کہنکشا خا رسا دل میں وفا کے ہے یہی ہر دم
نکھنارات کو گھر سے تہا را بے حجابا نہ

| | |
|---|---|
| <p>ہمیں دیتا ہے ساقی بھر کے جام آہستہ آہستہ ہمیں دیکھا جو بزم ناز میں دشمن کو یوں بولے اثر اتنا تو دکھلایا ہمارے آہ و زاری نے دہی اپنی نظر میں چاند سورج سے زیادہ ہیں ستا تا ہے عدو ہو کھوستانے دو نہیں پروا وہ صبح وصل کہتے ہیں کہ جانے دوں اب ہر کو ادب کا نام رکھا ہے گنہ اس دھڑ دھڑ میں نہ پس چاہئے کسی کا دل نہ برباد ہو کوئی فتنہ یقین آئینہ گارفتہ رفتہ اُن کو میری لعنت کا سمائے ہیں جو دل میں تو نظر تک آجی جائیگے</p> | <p>تو ہم بھی کرتے ہیں جب کہ سلام آہستہ آہستہ ذرا کیجے ادب سے اب کلام آہستہ آہستہ کہ وہ لینے لگے اپنا سلام آہستہ آہستہ لین اگر جو ہم سے صبح و شام آہستہ آہستہ کہ لینے ہم بھی اُس سے انتقام آہستہ آہستہ ہر نونگی حشر تک باتیں تمام آہستہ آہستہ نہ مٹ چاہئے کہیں رسم قیام آہستہ آہستہ خدا را اوبت محشر خد ام آہستہ آہستہ لکھا جائیگا اس فریقین نام آہستہ آہستہ بدل ہی جائیگا اُن کا مقام آہستہ آہستہ</p> |
|---|---|

سننا ہے وہ وفا کو آجکل پھر یاد کوئے ہیں

جپا کرتے ہیں اُس کا دل میں نام آہستہ آہستہ

پیدا ہوا اختیار کو عنہم اور زیادہ
وہ ہو گئے بانی ستم اور زیادہ
ہم جانتے بالکل نہیں کم اور زیادہ
آپ بخل پہ تمہارے سے ستم اور زیادہ
کیا نیلے کر گیا تو درم اور زیادہ
تم دینے لگے پھر ہمیں دم اور زیادہ
کھلنے لگا دشمن کا بھرم اور زیادہ
قارون کے بڑے داغ درم اور زیادہ
کہا بجاے گا دن عشر کے کم اور زیادہ
نزدیک ہوئی راہ عدم اور زیادہ

کرنے لگے وہ ہمیشہ کرم اور زیادہ
ہم خوگر آزار ہوئے چاہ میں جن کی
تو جو دستم جتنا ترے دل میں ہو کر لے
دو گز ہے ہمیں بھگد کفن قبر میں درکار
کہا اور کھلا کام یہی آئے گا منعم
جب بسر کیا وعدہ خلا فی پہ تمہاری
وہ آنے لگا یار کے گھر میں جو ہمیشہ
حاکم نے بڑے عیش سے دنیا میں بسر کی قطعہ
دونوں کا نتیجہ جو ہوا سب پہ سے روشن
کم عمر روان ہو گئی جب اسی ضعیفی

ابھی نہیں یہ دل شکنی یکہ وفا کی
بیرسم نہ کر اُس پہ ستم اور زیادہ

ردیف یا کے تختانی

آپ خالق سے ہر اک کو بخشواتے جانیگے
فرش رہ آنکھوں کو ہم اپنی بناتے جانیگے
آپ گبتک عامیوں کو اڑاتے جانیگے
سوئے طیبہ یگدن ہم خاک اڑاتے جانیگے

پیش احمد جبکہ عاصی تملاتے جانیگے
جب خدا بجاے گا سوئے دنیا پر سول
ہجر کے صدے سے جانیگے تین اب یا بہی
و حفت دل الفت حضرت میں باقی ہے اگر

| | |
|--|---|
| خواب میں ہو گا اگر دیدار احمد ایک بار آفتاب روزِ محشر بھی تو ہو جائے گا سرد یتری رحمت کے سہارے مغفرت کی آسِ سج اٹ وہ گرمی قیامت ہاے وہ حال تباہ فرقت احمد میں روتے جاینگے ہر قدم پل کا رستائے کریں گے بیخودی میں اس طرح | سامنے حضرت کے در و دل تاتے جاینگے جبکہ احمد عاصیوں کو بخشواتے جاینگے نامہ اعمال بن عصیان لکھاتے جاینگے دامن احمد میں لیکن منہ چھپاتے جاینگے فرد عصیان راہ طیبہ میں مٹاتے جاینگے مغنیۃ شمار پڑ پڑہ کر سنا تے جاینگے |
|--|---|

یا محمد ہے وفا بھی لطف کا اُمیدوار
آپ کب تک ہجر میں آنکھیں دکھاتے جاینگے

| | |
|--|---|
| لیکے دلِ نفرت ہوئی بے اعتنائی ہو گئی فضل ایزد قابلِ رشک اپنا حال زار ہے اب تصور میں بھی آسکتی نہیں حالتِ مری دست نازک خواب میں چہلے کر بیٹھنے لیکے دل کرنے لگے ہر ایک پر جو رجوا گریہ سچ ہے تو خدا حافظ ہے اُسکی جان کا کیا نہیں خوفِ خدا چھپکاڑا تے ہو مزے روزِ محشر لو بڑھی آتی ہے بہرِ مغفرت بعدِ مدّت کے بر آیا اپنے دل کا مدد حالِ دل سننا نانا کھڑے اب کیا رہا فہمِ المحاب تو پوری ہو گئی دل کی مراد | دل لگانے کی سزا کب بیوفائی ہو گئی جب خدا اپنا ہوا ساری خدائی ہو گئی وصل میں کیا کیا ہوا کسجا رسائی ہو گئی نیلی نیلی ہاے وہ نازک کلائی ہو گئی یہ تو اچھی یاد طرزِ دلربائی ہو گئی سننے ہیں آج اُن کی دشمن کی صفائی ہو گئی زاہدِ ظاہر تمہاری پارسائی ہو گئی رحمتِ حق مجرموں کی پیشوائی ہو گئی کوچہ دلدار تک اپنی رسائی ہو گئی نام تک سے اُن کو نفرت ہو جدائی ہو گئی اب تو حاصلِ درپہ اُسکے عیدِ رسائی ہو گئی |
|--|---|

| | |
|---|--|
| <p>اے کیا ہم سے کیا لڑی دل اپنا دیڑھے نہیں سچ کہو اغیار سے کس بات پر پہنچا ہے رنج کر چکے کہنا تھا اُس بت سے جیانا کس حال میری حالت کی گو ابھی کون ہے پیش خدا دل لگا کر اُس بت بد خو سے چھت آپڑا</p> | <p>ہاے کیا ہم سے حماقت آشنائی ہو گئی زرد چہرہ کی ہے رنگت کیا لڑائی ہو گئی ہو گئی بل ب ممت در آ زمانی ہو گئی ہاے اُس بت کی طرف ساری خدائی ہو گئی ممت میں بیٹھ بٹھائے جگ منہائی ہو گئی</p> |
|---|--|

ہو برا عمرِ روان کی بیوفائی کا وقت
 لطف وصل آنے نہ پایا تھا جدائی ہو گئی

| | |
|---|--|
| <p>گوشِ زو میرا جو کچھ حالِ زبانی ہو جائے رہے دنیا میں پس مرگِ فنا نہ باقی دیکھ لے ماہی بے آب بھی گریہی تپش اُسکی تصویرِ قصور میں بھی کھینچنی ہے محال امتحانِ شیخِ کالین ہاتھ میں دیکر ساغر شمعِ محفلِ نہیں پروانے ہیں سارے سو جود سلسلہِ عشق و محبت کا بڑا ہے لیکن بدگمانِ مجہد سے ہیں وہ تو لکڑا لٹہ کرے اے خدا سوزِ محبت کا اثر ہوا تن دیدہ تر مرے آجائیں جو رونے پہ ابھی</p> | <p>ہو جو پتھر کا کلیجہ بھی تو پانی ہو جائے اپنی الفت کی کہانی وہ کہانی ہو جائے سر سے پاتک عرقِ شرم سپاہی ہو جائے نقشِ حیرت ہمہ تن دیکھ کے مانی ہو جائے اسکو دعویٰ ہے مئے تاب بھی پانی ہو جائے وہ جو آجائے تو صہیفِ یہ نہانی ہو جائے ڈر ہے افسانہ نہ یہ راز نہانی ہو جائے کچھ مؤثر یہ مری راست بیانی ہو جائے نہ تہمے گریہ وہ خشک کی روانی ہو جائے آبرو ابر کی برسات میں باقی ہو جائے</p> |
|---|--|

دم بھرن وہ بھی مری معر و محبت کا وقت
 حضرت عشق کی گردیشہ روانی ہو جائے

کہاں وہ ولولے میں نہ اُنکین اب کہاں لکی
 خدا یا خیر کرنا اب ضعیف و ناتوان دلی
 پھر اُس پر پوچھتے ہیں خیر تو ہے مہربان دلی
 نشانی نہ لگی ہے یہ ہمارے بے نشان لکی
 حقیقت پوچھتے ہو کیا انیس سیکان لکی
 تو کہتا ہوں سکونت تھی یہیں احسان لکی
 سنا اپنی حالت آپ گر ہوئی زبان لکی
 خبر ہے یا نہیں کچھ آپ کو اسے مہربان لکی

بُری حالت ہے درمیں بت نامہربان لکی
 بڑی ہیں ابتداءے عشق میں بیماریاں دلی
 وہ بالین پر مری آئے ہیں دقت نزع و کیم و تو
 جگر میں دل غنیم دلی جگہ ہے درد پہلو میں
 سہارے پر اسی کے جی رہا ہوں روز تنہائی
 کبھی جب بیوفا کی بیوفائی یاد آتی ہے
 کہوں میں آپ سے لیکن ادا کیا پورا مطلب ہو
 تر پٹیا ہے غم دوری سے اب بیتاب ہو ہو کر

وفا ایسی تو ہے تو نہ تھی اُس بے مروت سے
 کہ وہ برباد یوں مٹی کرے گا میہان دلی

دل غم میرے پرے تھو جیہا آئی نہ تھی
 باغ الفت میں مرے جیتا جیہا آئی نہ تھی
 میکدے میں لطف کیا آگھٹا چھائی نہ تھی
 مجھ کو یہ امید تھی سے شوخ ہر جانی نہ تھی
 سب کرشمے حسن کے تھے جلوہ فرمائی نہ تھی
 ورنہ یہ شہرت کبھی او شوخ ہر جانی نہ تھی
 چوٹ دینی تھی اُنہیں منظور انگڑائی نہ تھی
 تم ترنا تھے مگر خلقت تملشائی نہ تھی
 بارگاہ حسن میں آسان گویائی نہ تھی

نخل الفت نے کہو کب تا زگی پائی نہ تھی
 رنگ پر سودا نہ تھا پُر لطف رسوائی نہ تھی
 یہ تو مانا صحبت رندان میسر تھی مگر
 کیوں میں آتا بزم میں تو ملتفت تھا غیر سے
 کسکے موہی اور برقی وادعی ایمن کہاں
 میں ہوا رسوا تو خلق اللہ نے جانا تجھے
 بزم سے مجھ کو نکالا کر کے حیلہ خواب کا
 میں نہ تھا دلدادہ جیتا حسن کا شہرہ نہ تھا
 ہو گئے لب بند ہوش اُڑنے لگے شکل کلیم

یار کے دہنک پہنچنے کی تو آنائی نہ تھی
یہ قدم جب تک نہ تھے ہنکا مہ آرائی نہ تھی
یوں تو یکجائی تھی لیکن دلمین یکجائی نہ تھی
سچ کہو کیا تم نے ملنے کی قسم کھائی نہ تھی
اس طرح ملتے ہیں وہ جیسے شناسائی نہ تھی
مدتوں تک بے سبب میری چین سائی نہ تھی
بات دلبر کی کبھی لب تک مرے آئی نہ تھی

وصل کیا ہوتا میسر میری حالت غیر تھی
بزم میں جھگڑے ہیں جلتے سبب دے دم ہیں
دل میں دونوں کے کدورت نافع صلت ہی
اپنا وعدہ بھول کر ملتے ہو کیوں اغیار سے
ترک ہے صاحب سلامت ہم سے غیورن سے لطف
زندگی اب لطف سے گزریگی وہ پہلو میں ہیں
ہے تعجب کہہ یا ناصح سے کیونکر راز عشق

دشمنوں نے قتل میں تیرے کمی کوئی نہ کی
شکر کر لیکن وفا تیری تھنا آئی نہ تھی

پوچھتا کوئی نہیں عیب و ہنر پیسہ میں ہے
اُسکا سکہ دلپہ ہے کیسا اثر پیسہ میں ہے
برنج و راحٹ کا نام اس سر پیسہ میں ہے
عیب بھی دھپ جاتے ہیں ایسا اثر پیسہ میں ہے
ہم نہیں کہتے کہ جو کچھ ہو ہنر پیسہ میں ہے
کیا خدا کی شان ہے کیسا اثر پیسہ میں ہے
کیوں یہ محویت تجھ کو اہل اندر پیسہ میں ہے
ہاں یہ سچ ہے اہل دنیا کی نظر پیسہ میں ہے
کر نظر بازی تری تصویر اگر پیسہ میں ہے
قد و گوہر کیا کرے جسکی نظر پیسہ میں ہے

رہ گئی باقی شرافت سر پر پیسہ میں ہے
ساری دنیا قاضی الحاجات کی محتاج ہے
زندگانی کا مہر ہے۔ دسترس گر مہ نصیب
زہد و تقویٰ چھوڑ دو پیسہ میں ہو جو کچھ ہو اب
اہل دنیا کو اگر عزت ہے پیسہ سے تو ہو
زر نے کر کے عیب پوشی کر دیا زورن کو مہر
خاندہ زر سے اٹھا لیکن نہ اس پر جان دے
ہے غلط حاوی ہے پیسہ ہر جگہ ہر کام میں
اے زوریم مطلقاً ہم ہیں ترے حلقہ بگوش
کب ضیائے مہر کی دفتت ہو چشم کو رین

زندگانی کا اسی پیسہ میں ہے سارا مزہ
سارے عالم کی وفا اب تو نظر پیسہ میں ہے

عیب ٹوک دیتا ہے ہاں اتنا اثر پیسہ میں ہے
مثل سایہ ساتھ ہے پھر کیا ہنر پیسہ میں ہے
ہے یہ ظاہر غلہ اور نارسہ پیسہ میں ہے
تیری عزت اور ثروت منحصر ہے پیسہ میں ہے
عیش بھی تکلیف بھی شام و سحر پیسہ میں ہے
بیوقوفوں کے لئے اتنا اثر پیسہ میں ہے
اس سے واقف ہی نہیں نارسہ پیسہ میں ہے
رات دن دھڑکا بڑا خوف خطر پیسہ میں ہے

کون کہتا ہے کہ جو کچھ ہے ہنر پیسہ میں ہے
علم کار آمد کا یہ محتاج و خانہ زاد ہے
دو خدا کی راہ پر یا بخل میں قارون بنو
آخر افسوس علم حاصل کر تو حاجت مند ہے
ہے وہ ہر حال کی مگر حق اسے سمجھ میں دیت
کہہ کے آزادی کی دولت مفت بنو تو بن غلام
دور کا لالچ دیکے لوگوں کو جو کرتے ہیں غلام
و شمنوں کا چور و نکاحاں کا رہتا ہی خوف

صبر صادق ہے نہ لو نام ان حسینوں کا وفا
جان جنگی جسم جنگا - اور جگر پیسہ میں ہے

اگر جوش نہیں دل میں پھر جامہ درمی کیوں ہے
بوٹل میں دہری اب تک یہ لال پری کیوں ہے
صدتے تری غفلت کے یہ نوحہ گری کیوں ہے
ہر وقت یہ محبت یہ بے خبری کیوں ہے
جب کام نہیں مجھ سے پھر چارہ گری کیوں ہے
کیوں دل سے پہلا بیٹھے یہ کم نظری کیوں ہے
تلوار تری ظالم کو نے میں دھری کیوں ہے

جب رنج نہیں کوئی آنکھوں میں تری کیوں ہے
ساتی ہے گہٹا چھائی ساغر پہ چلے ساغر
ہے سانس فقط باقی بالین پہ اب آیا ہے
کس پردہ نشین سے اب ہے آنکھ لٹی تری
کیوں زخم کو تم میرے دیتے ہو عجب ٹانکے
تھی قدر مری اک دن تھا نا زخمیں جبہ
کشتے ہیں جفاؤں کے اب قتل سے کیا حاصل

| | |
|--|---|
| <p>جبل کی نہیں خواہن جادو نظریں کین ہے اے نالہ دل آخر یہ کم اثری کیوں ہے حیرت ہے مجھ ابتک وہ شاخ ہری کین ہے</p> | <p>محفل میں مری جانب کیوں دیکھتے ہو کفر کیوں جم نہیں آتا حالت پر مری اُس کو اک عمر ہوئی میرا جب پرکشش میں تھا</p> |
| <p>یہ لطف وفا پر کیوں غیر دیکھ ہے جب الفت بتلاؤ سب کیا ہے یہ فتنہ گری کیوں ہے</p> | |
| <p>نکلنے وصل کے ارمان یہ آرزو کرتے وہ کھل کے ہائے کبھی ہم سے گفتگو کرتے تو آب چشم سے پہلے ہی ہم دھو کرتے ہین کون وہ جو ہین آج آرزو کرتے جل کر کاچاک مرے تم اگر رفو کرتے گزارا عمر ہی ہم نے سب سب کرتے بیان وحشت دل ہم بھی موبو کرتے کہان کہان پہ تری جا کے مستجو کرتے سمجھ گئے جموٹے ہی موٹی وہ آبرو کرتے جہان میں دید کی ہین سب ہی آرزو کرتے بڑائی کیا تھی اگر ہم کو مستجو کرتے بتوں کے عشق میں ہم خاک سو دھو کرتے ہمارے باب میں کچھ آج گفتگو کرتے تو ہم بھی آرزو نہ تھے وصل خود کرتے</p> | <p>وفا سے عہد کسی دن جو خوب رو کرتے حجاب سے جو نہیں منہ کو رو برو کرتے جو یوں حرام تھا دیدار معصوف رخ کا تمہارے حسن کی شہرت ہے سارے عالم میں فکار تھا دل مصطر تو غم نہ تھا اس کا تیری نگاہ نے ساقی رکھا ہمیشہ مست مقابل آپ جو ہوتے سناٹے مطلب کی حرم میں دیرین کعبہ میں اور کلیسا میں روانی اشکوں کی میرے جو دیکھتے دم بھر تمہارے عشق کا سودا نہیں ہے کسی میں سنگھاتے گیوئے عنبر فشان جو عاشق کو نصیب وصل جو ہوتا دگانہ یوں پڑھتے بہت تھی ہمو توقع یہ رہ گئی حسرت ہمارسی زیست اگر اور کچھ دنوں ہوتی</p> |

| | |
|---|---|
| تو بھول کر نہ تماشا سے رنگ دبو کرتے کبھی نہ آپ سے غم اور غم سے تو کرتے | جو یہ سمجھتے کہ یہ چین ہو گا بلبس دل جو باسے رنج و عداوت نہ درمیان آتا |
| | پھنسا دیا دل محزون نے کس بلا میں وفا اجود دست کرتے ہیں ایسا نہیں عدد کرتے |
| دہ بھی ہو جاوے ابھی روح روان باقی ہے ہاں مگر کہنے کو اک نام و نشان باقی ہے تن لاغرین مرے جان کہاں باقی ہے کہ ابھی دم تر اے پیر معنان باقی ہے قطع الفت ہو تو ہو درد نہاں باقی ہے دل میں اک درپے نام و نشان باقی ہے دوش پر اُنکے فقط ایک گمان باقی ہے دل میں اُنکے ابھی جینے کا گمان باقی ہے اک تری ذات ہی باقی ہے جہاں باقی ہے دل میں شے سیدہ میں اے سوز نہاں باقی ہے | اور کچھ جو جو اسے جان جہاں باقی ہے جام جم ہے نہ سکندر ہے نہ آئینہ ہے اتھ رکھ کر مرے سینہ پہ ذرا غور کرو شیشہ ٹٹے ہوا خالی تو نہیں غم کچھ بھی دل پہ نشتر سے کھٹکتے ہیں کسی کے اذاز ہم نے تو یہ بھی جو کی عشق و محبت سے تو کیا جذبہ شوق نے اک تیر بھی پہنے نہ دیا ذبح کے بعد بھی اُٹھتے نہیں سینے سے مے وہ دونوں عالم میں ہر اک چیز ہے فانی یا رب تب فرقت سے جلایا بھی جگر کو تو کسب |
| | بیچ کے چلتا ہوں حسینوں کی محبت سے وفا پھر بھی مجبور ہوں یاروں کو گمان باقی ہے |
| نہیں جاتی ہے بیکلی دل کی خیر یوں بھی گزر گئی دل کی ایسی ویسی نہیں لگی دل کی | جان لیتی ہے دل لگی دل کی کیا بھجواتے ہو اب لگی دل کی برق کی سی تڑپ ہے پہلو میں |

| | |
|--|--|
| ہاے مہجائی سلی دل کی لے گئی کھینچ کر لگی دل کی اور پھر اُسے سادگی دل کی داغ کیا دے گئی لگی دل کی بڑھ گئی اور بے خودی دل کی ہے بُری چیز دل لگی دل کی ہمیں کب آپ سے کہی دل کی دوستی دل کی دشمنی دل کی روز کرتے ہو تم ہنسی دل کی آپ کرتا ہوں بدی دل کی تم نے پھر مجھ سے چھین کر دل کی | ہجر کے دن خزان سے بدترین کوئے جانان کا قصد دل میں تھا کسنی کا تری زمانہ ہاے دل لگانے سے ہو گئے برباد تم نے کیوں چشم مست سے دیکھا اور کچھ کہیے ناصح مشفق آپ نے کب سنی ہماری بات نہیں جھپٹی کبھی چھپانے سے بھکھو رہنا فقط اسی کا ہے ہے تماشا کہ بزم دشمن میں پھر رانا مسرا ہوا منظور |
|--|--|

عشق میں ہو گئے ذلیل و خفا
کیسی حالت خراب کی دل کی

| | |
|--|--|
| زمین ہے نہ رہے آسمان ہے نہ رہے کسے یقین ہے عمر و ان رہے نہ رہے اُجڑ چکا ہے چین باغبان رہے نہ رہے کسے خبر ہے یہ نوبت نشان رہے نہ رہے مکین نے کج کیا جب مکان رہے نہ رہے تو خوف کیا ہے چین میں خزان رہے نہ رہے | لیٹ کے سب سے مل پھر جان رہے نہ رہے گزارو عیش و طرب میں جہان رہے نہ رہے خزان نے پیر دی بھاڑی آکے دم بھر میں خدا کو بول نہ دو دن کے اوج پر غم جو زندگی ہی نہ ہو کب خیال آدائش وہاں جوگی سے تعلق نہ کچھ بھی بے بس کو |
|--|--|

نہ گل نہ غنچے ہیں باقی نہ برگ و بار نہ شاخ
 مزے اڑاؤ غنیمت سمجھ لو صحبت یار
 یہ علم ایسی ہے دولت کہ چور لے نہ سکے
 غور محنت ہے کہ بے ثبات ہے دہر
 سر نیاز جھکا ہے تو اٹھ نہین سکتا
 جو دن میں زلیست کے زندہ دلی سے کرتے بسر
 مسافروں کی سرا ہے یہ دل کسے معلوم
 میں زیر عاشق صادق ہوں تو مرا معشوق
 غرق بحر محبت کا سن لے افسانہ
 ہم ان کے سامنے جاتے ہیں درد دل کہنے
 ہزار حیف کہ دنیا میں آسے کے تھوڑے دن
 جو زندگی ہے دوروزہ تو رنج و غم کیسا
 دوروزہ زلیست کا کیا اعتبار ہے ہمد
 نہ پھول شاخ گل تر پہ آج لے لبس
 محبت ہے دم کا بھر دہ خیال رکھ اس کا
 وہ مجھ سے خوش ہے تو کچھ غم نہین ہے غریبا
 عروج جھکولا۔ پانیال جو کے رہا
 جو دل نشین ہو انداز کیا ہوا برد سے

چمن کا نام مٹا آشیان رہے نہ رہے
 کسے خبر ہے وہ گل مہربان رہے نہ رہے
 اسے زوال نہین باسبان رہے نہ رہے
 مٹے میں سیکڑوں تیرا نشان رہے نہ رہے
 اب اس سے کام نہین آستان رہے نہ رہے
 کہ لطف و مہر دل دوستان رہے نہ رہے
 مقیم اس میں خیال بتان رہے نہ رہے
 بس ایک تو رہے باقی جہان رہے نہ رہے
 ہمیشہ زلیست کی گشتی روان رہے نہ رہے
 خدا ہی جانے مجال بیان رہے نہ رہے
 بہت سچیلے نکیلے جوان رہے نہ رہے
 ہمارے پہلو میں دلستان رہے نہ رہے
 کسے خبر ہے کہ عمر روان رہے نہ رہے
 کچھ اعتبار نہین آشیان رہے نہ رہے
 کسے خبر ہے یہ کل میہان رہے نہ رہے
 مرا جہان میں باقی نشان رہے نہ رہے
 سر غور ترا آسمان رہے نہ رہے
 نہین ہے تیر تو پھر کیا مکان رہے نہ رہے

خدا کی یاد جہان تک کہ ہو سکے کر لے

کہ ترے بس میں وفا پھر زبان رہے نہ رہے

کرم یہ مجھ پر ترا آسمان رہے نہ رہے
ہنہیں ہے رنج موافق جہان رہے نہ رہے
کچھ اس کا ڈر نہیں بادِ خزان رہے نہ رہے
خیال اُس کا ہے تن میں جان رہے نہ رہے
زبان بس میں دم امتحان رہے نہ رہے
ہمارا از محبت نہان رہے نہ رہے
خدا کی راہ میں کیا ہر یہ جان رہے نہ رہے
اُمید صحبت جو زبان رہے نہ رہے
یہ کچھ لباسِ ہنہیں جو عیان رہے نہ رہے
ہماری بات گئی پھر نہان رہے نہ رہے
محب قوم جو جسم و جان رہے نہ رہے
سخن طراز کا گو ہم زبان رہے نہ رہے
بیان حال کو باقی زبان رہے نہ رہے
سحر کو دیکھئے یہ کاروان رہے نہ رہے

کسے خبر ہے وہ کل مہربان رہے نہ رہے
مخالفت پہ مری وہ بنو جو آمادہ
کلون پہ جو ہے شیدا ہے بل نادان
مريض عشق یہ کہتا ہے رو کے ناصح سے
سبق تو شوق سے کر یاد سانس کے
غرض کسی سے نہیں جب ہمیں تو ڈر کیا ہے
خیال جس میں نہو نام کا وہ کام کرو
کہا یہ شیخ نے بت کو لگا کے سینے سے
علوم سیتہ کو حاجت نہیں سفینے کی
جو راز دار نہو دوست بھی تو دشمن ہے
کرو جو کام تو ہمدردی دلی سے کرو
رقیب کو ہے یہ دعویٰ کہ میں بھی شاعر ہوں
کبھی تو میں لے مرے غم کی داستان صیاد
شباب ہو گیا رخصت ہے آمدِ پیری

وفا زمانے میں بھواد و جلد تریمہ غزل

کہ پھر یہ شوق دل نا تو ان رہے نہ رہے

کب تک کھنچے رہو گے کب تک تنی ہوگی
افسوس ہم بنوں گے کیا بے بسی ہوگی

کب تک مری تمہاری یہ دشمنی رہے گی
باقی رہیں گے چرچے محفلِ جی رہے گی

دل میں ترے کدورت کب تک جمی رہیگی
ہم پر کبھی تو اُن کو آئے گا رحم آخر
آیا جو وقت پیری پوچھے گا پھر نہ کوئی
پھو لو نہ منعمو تم دولت کا کیا بھر دے
ہم دو دشمن بن کر اٹھ جائیں گے جہاں سے
اے چشم مست ساقی متوالا ہوں میں تیرا
اغیار پر جفا میں ہرگز نہیں مناسب
گو مٹ گیا تو کیا ہے پاسبان ہوں وفا کا
ہو جا کبھی تو سید ہائے چرخ پیر ہم سے
دشمن سے بھی کسی دن ہو کر ہے گی ان بن
کیا دوستی کا دعویٰ ہم سے نہو گا سچا
کوثر کی گرہوس ہے زاہد تو پی ابھی سے

اجھی نہیں یہ ان بن کب تک تنی رہیگی
دشمن ہی سے ہمیشہ کیا دوستی رہیگی
تم جانتے ہو شاید صورت یہی رہیگی
رفنا چرخ سے وہ کیونکر بچی رہیگی
یہ بزم ساز عشرت برسوں جمی رہیگی
چھائی ہوئی ہمیشہ یہ بے خودی رہیگی
بندہ نواز میرے حق میں کمی رہیگی
یہ مشت خاک میری در پر پڑی رہیگی
طینت میں تیری ظالم کب تک جمی رہیگی
تم کو بتائینگے ہم گر زندگی رہیگی
اس پردے میں بھی پنہان کیا دشمنی رہیگی
اچھا ہے دیکھ نادان عادت پڑی رہیگی

انصاف سے شکر اتنی عافیت

عادت میں تیری کس نامنصفی رہیگی

محسوف دیکھو جہاں دیکھو ہوائشن کی ہے
غیشن ایل جو نہیں اسکی شرافت بھی گئی
چاہے فاقہ ہو مگر ہواؤں میں ڈاسن کا بوٹ
کو بیچ کر سی کے سو بیٹھے نہ کوئی فرمش پر
زیب تن جو کچھ ہوا اسکی ہو بہت عمدہ فمش

آج کل کی پود پر نازل بلا فیشن کی ہے
کیا کر امت آج کل بار خدائشن کی ہے
سوٹ عابد شاہ کچھ مہمائشن کی ہے
یاد رکھو آبرو اس سے سوائشن کی ہے
کھٹ ڈبل کا لڑھی عمدہ ہوا فیشن کی ہے

مفتیان دین بھی زخون پر لے پھر تڑپیں تو
 ہو سکوت کے لئے بنگلہ بھی عمدہ پرسود
 میر سید شیخ - خان - بندت بھی کہنا منع ہے
 فرش پر بیٹھیں تو پڑ جلتے ہیں تیلونون میں
 ڈیم فول اور اسکل صاحب کا ہو تکیہ کلام
 بھیک کا بھی مانگنا اب داخل فیشن ہوا
 صاحب لٹ تھے پہلے اب میں مقروض دلیل
 مولوی - عالم مشائخ سب میں اسمین مبتلا
 ساتھ ہو بلڈ وگ لکڑی ہاتھ میں منہ من سنگار

بند گئی کچھ ان دنوں ایسی ہوا فیشن کی ہے
 ڈگر این ہو جا میں کیا پڑا سزا فیشن کی ہے
 لفظ مسٹر چاہیے کہنا ادا فیشن کی ہے
 پاسے بندی اہل پورے سوا فیشن کی ہے
 عظمت و شوکت انہیں جن فوٹو کی فیشن کی ہے
 رسم چہرہ سرسبر نام خدا فیشن کی ہے
 ابتدا کچھ اور تھی یہ انتہا فیشن کی ہے
 کیا بلا ہے ہر طبیعت آشنا فیشن کی ہے
 سر یہ جو سن ہینٹ یہ پوری ادا فیشن کی ہے

یہ مرض پھیلا ہوا ہے بند بھر میں لے وفا
 اس سے ڈرے خوف کیجئے یہ وبا فیشن کی ہے

گمان تھا جن پگیشن کا وہ دل میں نغمہ نکلے
 کچھ اس ڈھب سے شہیدان محبت کے علم نکلے
 ملا یا خاک میں ہلکے محبت ہی محبت میں
 کوئی تھوڑی سی شوخی بھی ہو شرمیلی نگاہوں میں
 کہان تک خون بہا میں تے رو دچشم پریم سے
 اسی کو پھینک دینے چیر کر پہلو سے اکدن ہم
 خدا جانے کہ دم پر کیا بنی ہو گی غریبون کے
 بہا حسن و دودن ہے خزان بھی آنیوالی ہے

جنہیں ہم با وفا سمجھے وہی اہل ستم نکلے
 تماشائی بھی گھر سے نوحہ کرنا چشم ستم نکلے
 ستم حق میں ہمارے آپ کے لطف و کرم نکلے
 لگاؤ کا مزہ جب ہے کہ انداز ستم نکلے
 بلا سے ایک دن آنکھوں کے رستے تن و دم نکلے
 بغل سے کاش دل نکلے تو دے سے خار غم نکلے
 ترے کو چہ میں جو ہنستے گئے با چشم غم نکلے
 کسی دن سن ہی لینے ہم تری فونکے غم نکلے

| | |
|--|--|
| <p>چلے ہو حضرت دل محفل دشمن میں ڈرتا ہوں مسکینانِ جہان پیدا کر لاکھوں ہزاروں ہر ہمارا بھی کوئی ارمان خدا کے پاک نکلے گا ہمارے شیشہ ڈول کی صفائی اس میں کتنی ستم ہے آپ جاتین محفل دشمن میں بن ٹھنکر ملے ہیں خاک میں کیا کیا ہمارے حسرتِ امان</p> | <p>کہیں ایسا نہ کر بیٹھو کہ خود اپنا بھرم نکلے مگر ان آپسے وہ بھی دل آزاری میں کم نکلے کوئی ایسا بھی دن ہو گا کہ جند سے غم نکلے اگر کچھ زعم ہو تو جامِ سیرا پناجم نکلے یہاں فطالم سے عاشق مضطر کام نکلے نشان کچھ مزاروں کے سہراہ عدم نکلے</p> |
|--|--|

خونگی سے جو وہ ظلم نکلے ہے لیکن نہ دم مارا
 وفا سے بھی جفا کش نکلے جابا زونین کم نکلے

| | |
|--|--|
| <p>شکل جانان نظر نہیں آتی خواب میں آئین تو وہ کب آئین کیا غضب ہے کہ اسکی محفل میں سوئے ملک عدم گیا جو گیا کیا سبب میرے زخم دکھو منسی یہ چلا کوئے غیر میں مجھ کو یا خدا خیر ہو کہ سینے سے یاد کرتا ہوں کب سے فرقت میں جب یہ مانا کہ ہے کمر ان کی تا فلک جاتی ہے دعا میں کن</p> | <p>یہ بھی امید بر تھیں آتی نیند ہی تاسمہ نہیں آتی بات بھی اب تو کر نہیں آتی کچھ دہان کی خبر نہیں آتی آج سے چارہ گر نہیں آتی شرم اسے رہا سہر نہیں آتی بوسے داغ جگر نہیں آتی موت بھی وقت پر نہیں آتی کس لئے پھر نظر نہیں آتی چہرے کے باب اثر نہیں آتی</p> |
|--|--|

اے وفا پاس آبر ہے ضرور

جانے بار دگر نہیں آتی

پھر کہلے میخانے پھر وہ بزم آرائی ہوئی
 بند کو پھرتی طبیعت سے کہیں آئی ہوئی
 منہ لگاؤن سین نہ سے کو یہ کہی زاہد نے خوب
 رد کسی کا دیکھنا انداز سے شام وصال
 ہم ہوئے بندے بھی تو حسنِ حقیقی کے مجھے
 میری چاہت نے تو اس بت کو لگاؤ چار چاند
 آپکے انداز کہتے ہیں کہ تجھے مہمانِ غیر
 سخن گلشنِ بوکم گل - اور ساون کی گھٹا
 مین تصور سے بھی کہہ سکتا نہیں کیا کیا ہوا
 میرے نامہ کا جو اب اس نے دیا فرصتِ نہیں
 کو نساگر و چین کی سیر کو آیا ہے آج
 آفتابِ حسن چھپ سکتا ہو پردے میں کہیں
 او تلون پیشہ کر دے غیر سے انکار وصل
 کسکے گھر سے آ رہے ہو سچ کہو کیا بات ہے

ہے نہایت دھوم سے الجے بہا آئی ہوئی
 مدعی کیا فائدہ گر میری رسوائی ہوئی
 یہ ہوا میں ٹھنڈی ٹھنڈی یہ گھٹا چھائی ہوئی
 اور وہ نظر میں کسی کی ہاسے لچائی ہوئی
 عشق میں ہم سے ہوئی تو اتنی دانائی ہوئی
 اُسکی شہرت کا سبب میری ہی رسوائی ہوئی
 آپکی صورتِ نظر آتی ہے شرمائی ہوئی
 اُس پر طرہ ہے سواری یار کی آئی ہوئی
 رات میری اور اُنکی جبکہ تہنائی ہوئی
 اور دشمن کیلئے وہ خامہ فرسائی ہوئی
 پھرتی ہے باد صبا ہر سو جو اٹھلائی ہوئی
 گو تماشا تم نہ تھے خلقتِ تماشائی ہوئی
 پھر ملیں سکتی نہیں ہے کیا قسم کھائی ہوئی
 آج کیون صورتِ نظر آتی ہے گیلری ہوئی

آج آیا ہے وفا کے گھر بڑی منت ہے وہ
 مدنون تک جس کی چو کہت چڑھیں سائی ہوئی

تو کیوں نہ طالبِ دیدار آفتاب رہے
 دلِ حزن کو مرے کیوں نہ اضطراب رہے

ہمیشہ عارضِ جانان پر جب نقاب رہے
 جب اس کی زلفِ مسلسل کو پہنچ و تاب رہے

| | |
|---|---|
| <p>ہم اپنے عشق و محبت میں لا جواب رہے قبول کر لے کبھی تو دعاسماری یارب خدا کے سامنے گن گن کے لینے میں بدلے دعائیں خواب میں مانگی تھیں یہ زلیخانے ہنر ارحیف کہ دم بھر نہ کی اطاعت حق جو دیکھ لے رخ زیبا کو تیرے گلشن میں دکھائے تو جو جھلک ہنکے اپنے دندان کی ارہیں نہ دل ہی میں ارمان کیوں کر دل کے ہماری زینت کی حالت ہے ایسی نیا میں خدا وہ دن بھی دکھائے کہ کسے فضل بہار شب فراق میں یوں دل ہے مضطرب میرا پتے شراب جو وہ شوخ غیر کے ہمراہ</p> | <p>لے سے جو دل میں طرحدار انتخاب رہے سکون ہو مجھے دشمن کو اضطراب رہے جفا و جور کا بیدار اگر حساب رہے کہ تابہ زینت مری آنکھ میں یہ خواب رہے تمام عمر خرابات میں خراب رہے گلاب فرط خجالت سے غرق کب رہے تو نام کو بھی نہ موتی میں آب تاب رہے شب وصال بھی اُس بت کو جھیل رہے کہ جیسے پانی کے اوپر کوئی جباب رہے بساط عیش ہو ساقی ہے شراب رہے فلک پہ برق کو جس طرح اضطراب رہے نہ کس طرح سے ہمارا جگر کباب رہے</p> |
| <p>عجب نہیں ہے جو اک روز دم پہ بن جائے وفا سے زار پہ ان کا جو یوں عتاب رہے</p> | |
| <p>تو نے صورت وہ حسین پائی ہے پند دیوانے کو لے حضرت شیخ دل مقابل ہے صف ترکان سے ہوش جبدن سے سبغا لا اس نے شکوہ یار ہے بیجا سے دل</p> | <p>اک زمانہ ترا شیدائی ہے کہیے یہ کونسی دانائی ہے آج کج بخت کی موت آئی ہے خود نمائی ہے خود آرائی ہے تیری دشمن تری خود رائی ہے</p> |

| | |
|--------------------------|-----------------------------|
| دیکھ کر غنچہ دہن کو میرے | ہر کلی باغ میں شرمائی ہے |
| شکوہ جو رہ وہ کہتے ہیں | پھر طبیعت تری کیوں آئی ہے |
| محو دیدار رہا کرتا ہے | آئینہ بھی نرا شیدائی ہے |
| وصل کا نام سنا ہے جب سے | اُس نے ملنے کی قسم کھائی ہے |
| کس قیامت کی ہے صبح بجران | کس بلا کی شب تنہائی ہے |
| اب تو نے کی اجازت ہے شیخ | دیکھ حمت کی گہٹا چھائی ہے |

اگر لیا بزم کو تسخیر و ف
کس غضب کی تری گویائی ہے

بھروسہ اسپر گرد نہ ہرگز اسے تمہارا خیال کیا ہے
تم اُس کی الفت میں مرٹے ہو نہ پوچھا جس نے کہ حال کیا ہے
ابھی جوانی کے دن ہیں ناصح کرینگے توبہ نہ میکشی سے
ہے بخود عشق میں بتوں کے حرام کیسا جلال کیا ہے
تری محبت کا ہون میں طالب یہی ہے حسرت یہی منت
میری طرح تو بھی ٹھک چاہے بس اور میرا سوال کیا ہے
جو وصل کو میں نے اُس سے پوچھا تو ہنس کے بولا کہ یہی مرضی
کرینگے پوری تری تنہا اب اس کا دل میں لال کیا ہے
کیا جو ملنے کا اُس نے وعدہ تو جان دے بیٹھے ہم خوشی میں
یہی نہ تمیز اس قدر بھی کہ وصل کیا ہے وصال کیا ہے
ہو اسے کیوں میرا چن دشمن نہ صاحب علم ہوں نہ ذی فن

کوئی بتائے کہ مجھ میں آخر ہنسی کیا ہے کمال کیا ہے
 کبھی عیادت کو بھی جو آنا تو میرے دشمن کو ساتھ لانا
 تمہیں بتا دو یہ منصفی سے کہ اس ستم کا آل کیا ہے
 بشر کو ہر حال میں ہے لازم کہ اپنی ہمت کبھی نہ مارے
 خدا کا ملنا ہے جبکہ ممکن تو وصل بت کا محال کیا ہے

وہ جان و دل سے ہے تپہ مفتون بلا سبب بدگمان ہو گئے کیوں
 وقتا تمہارے کہے کو ٹالے بہلایہ اس کی مجال کیا ہے

دل مرا آپ پہ آیا تو ادا بھی آئی
 درد دیوار سے آمین کی صدا بھی آئی
 درد کیسا تھہری دنیا میں دوا بھی آئی
 اس جفا سے تو مجھے بوسے وفا بھی آئی
 آج اٹھلائی ہوئی باد صبا بھی آئی
 اس پہ طرہ یہ ہوا ان کو حیا بھی آئی
 فصل گل تے ہی گلشن میں ہوا بھی آئی
 قاصد یار جو آیا تو قصا بھی آئی
 دل بڑھائی ہوئی مستانہ گھٹا بھی آئی
 شمع کے ساتھ ہی تربت پہ ہوا بھی آئی
 اُس سنگ کو مردت نہ ذرا بھی آئی
 لگنے تلون سے جو پس کر خفا بھی آئی

کی دفا میں نے تو یہ طہرز جفا بھی آئی
 بہر جانان مرے لب پر جو دعا بھی آئی
 اشک بہتے ہیں اگر دل میں جلن ہوئی ہے
 تم سلامت رہو کس پیار سے لی ہے چٹکی
 تیرے آنے سے ہوئی اور ہی گلشن کی ہوا
 مانع عرض تنائے دلی لاکھوں تھے
 آدہ کرتے ہوئے پہنچے ترے دار فہ مزاج
 مرزہ وصل پہ موتوں تھا عاشق کا وصل
 خوش نصیبی ہے یہ رند دن کی جو ساقی آیا
 روئے آئی تھی غریبون کو مگر واسے نصیب
 نگہ یاس نے کی لاکھ خوشاند دم قتل
 شوق پا بوس میں پامال ہوئی پایا عروج

| | |
|-----------------------------------|--|
| خود بخود تا بکمر زلف رسا بھی آئی | کھول کر جوڑا جو بکھرا دیا رخسارِ دل پر |
| پاگئی راہ کہان سے جو نصیب بھی آئی | غنیچے کو کریش بنم سے مہنانے کے لئے |

ملے ترستے ہیں وہ اربابِ وفا سے اکثر
کوئی پوچھے تو سہی قدر وفا بھی آئی

| | |
|--|--|
| <p>دل میں تیرے آرزو رہ جائیگی تیری حسرت اے گلوں رہ جائیگی آبرو سیرِ لہو رہ جائیگی تیری نخوت اے عدد رہ جائیگی اے بہارِ حسن تو رہ جائیگی رہ چکی ہے آبرو رہ جائیگی حسرتِ جام و سببِ رہ جائیگی شہرتِ ان کی چار سو رہ جائیگی اوردل کی آرزو رہ جائیگی خلقِ میں اک گفتگو رہ جائیگی اے محبت ایک تو رہ جائیگی زمک ٹھہر گیا نہ ہو رہ جائیگی خاکِ تیری آبرو رہ جائیگی ساری تدبیرِ عدد رہ جائیگی</p> | <p>سب عدد کی جستجو رہ جائیگی دیکھ لے چھوڑ دے گی تیغِ ناز ایکے بہہ اُن کے دامن پر پڑے کر نہ اس کی ہمد بانی پر غرور ہم چلے ناشادِ باغِ دھر سے دُشمنوں کی میرے آگے جانِ من کیا خبر تھی فصلِ گلِ میں سا قیا عشقِ میں جائیں گے جو کئے عدم کیا خبر تھی ہاتھ سے جائیگا دل مٹنے والے ہیں سبھی ہم ہوں کہ تم صبر بھی جائیگا دل سے تاب بھی خافِ دودن ہے پہولون کی بہار گر یہی ہے اشکباری چشمِ تر ہو گئی تقدیر اپنی گرسا</p> |
|--|--|

دل نہ دیتے کہ سمجھتے ہم وفا

دل کی دل میں آرزو رہ جائیگی

| | |
|---|---|
| <p>کہتے ہیں جسے لوگ قضا اور ہی کچھ ہے درد دل مضطر کا مزا اور ہی کچھ ہے اب تو ترے کوچہ کی ہوا اور ہی کچھ ہے لیکن شبِ فرقت کی بلا اور ہی کچھ ہے بیمارِ محبت کی دوا اور ہی کچھ ہے مانا کہ تقاضاے حیا اور ہی کچھ ہے باز آئیے تاثیرِ دعا اور ہی کچھ ہے لیکن تری شوخی کی ادا اور ہی کچھ ہے میرے لئے فرقت میں غذا اور ہی کچھ ہے اس گلشنِ عالم کی ہوا اور ہی کچھ ہے</p> | <p>بگڑے ہوئے تیور کی ادا اور ہی کچھ ہے بے چینِ طبیعت کی دوا اور ہی کچھ ہے کیا تھر ہے دشمن بھی ہو ابانہ ہے میں ہو نیو کو بلائیں میں زمانے میں ہزاروں تم سے نہیں ہونے کی شفا اس کو طبیعو بے چین ہنودھل میں کیونکر نگہِ شوق مانگی جو دعا و صل کی وہ ناز سے بولے مضطر مجھے کرنے کو بہت کچھ سہی بجلی غم کھانے کو پیسے کے لئے خونِ جگر کا جنت کا جہاز لنگ ہے حور و نکا نیا ڈھنگ</p> |
|---|---|

مرنے کو تو مر جاے وفا آج ہی لیکن

کہنا نہ کہیں بشرطِ وفا اور ہی کچھ ہے

| | |
|--|--|
| <p>کس دن مری بالین یہ قیامت نہیں آئی افسوس سے کچھ بھی مروت نہیں آئی وہ کو نسا دن ہے جو مصیبت نہیں آئی مانا کہ ابھی طرزِ نزاکت نہیں آئی گر اس گلِ رعنا پہ طبیعت نہیں آئی اُس بت کی سواری سرتر بت نہیں آئی</p> | <p>کس شب مرے گھر میں شبِ فرقت نہیں آئی گلوں سے ہیں بوسے محبت نہیں آئی تم مجھ سے بچنا ہو کے سدھاری نہیں کس روز ہے سادگی اُس شوخ کی سواناز سے بڑھ کر کیون دل میں گلِ داغ کو یہ تشو و نما ہے ہم خاک ہوئے محسرتِ پاؤں میں لیکن</p> |
|--|--|

| | |
|--|---|
| <p>اس دل میں کبھی خواہش نہنت نہیں آئی انوس تھا بھی شب فرقت نہیں آئی اتک تو کوئی اس کی شکایت نہیں آئی انوس انہیں قدر رفاقت نہیں آئی آئی ہے قیامت شب فرقت نہیں آئی کچھ بھی تو دم قتل مردت نہیں آئی دل کو مرے راحت کسی صورت نہیں آئی انوس نظر صورت راحت نہیں آئی</p> | <p>جب سے ترے کوچ کی ہوا کہاں سے کافر چاہا تھا کہ مر کر ہوں غم دل سے رہائی کس جرم پر بندے سے تھا ہوتے ہیں ہر کار چھوڑا نہ کبھی جب وہ تسلیم کو ہم نے کیا پوچھتے ہو حال بلائے شب بھران اُس قاتل بے رحم کا اللہ سے کلیجہ یاد آگئی جب موہنی صورت وہ کسی کی ہم خوگر آلام رہے ہاے ہمیشہ</p> |
|--|---|

گلشن میں وفا اس گل رغا کو جو دیکھا
پھر دل کو مرے صبر کی طاقت نہیں آئی

| | |
|--|---|
| <p>مجھ کو یارب سایہ دیوارِ حبان چاہیے دل پریشان سینہ بریان دیدہ گریان چاہیے قلب باجمیعت خاطر پریشان چاہیے کیا تجھے پیغمبری بھی نامسلمان چاہیے آنکھ کا نور آنکھ کے پروے میں بینان چاہیے عاشق نادار سے اب کیا مریدان چاہیے بس بزرگ گل دہان زخم خندان چاہیے کچھ نہ کچھ قیمت تو دل کی اسے مریدان چاہیے تیرے دیوانے کو اک عالم سیابان چاہیے</p> | <p>چاہیے طوبی نہ قصر باغِ رضوان چاہیے تیرا عاشق محو زلف دخالِ دندان چاہیے زندگی سے تنگ اسیر زلفِ جانان چاہیے ہو گیا مشہور عالم میں بتِ یوسفِ جمال پروردہ کیسا جبکہ لار دیدہ عاشق ہے تو یہ کچھ پہلو سے دل اور دل سے تسکینِ قرار بی طرح تیرنگا ہ ناز ہو گا بد و ماغ وصل گر ممکن نہیں بوسہ عنایت کیجئے نجد میں پھر تارا بہ مجنون بقتِ در حوصلہ</p> |
|--|---|

فائدہ مرہم سے کیا میں خوگر آزار ہوں چارہ گر زخم جگر کو اک نکلداں چاہیئے

جم ہی جائیگا وفا تیری دفا کا اسپہ نگ
ہو فاسے وہ تجھے ایسا ہی بیان چاہیئے

ساتی یہ یکیشی نہیں لذت کے واسطے
عزت گناہے کوئی نہ دولت کی واسطے
جدت خرام ناز میں اسے یار تاجبا
مہندی کو ملے پھولوں کا گہنا بنا پیے
یہ کہکے میں نے دیدہ و دل نذر کردے
کس بے نشان کے عشق کا یارب شہید ہوں
حورو پر ہی کی چاہ نہو کیوں ہر ایک کو
صحرا سے قیس دیکھ کے دل نے مرے کہا
جتنے گناہ ہیں مرے سب بخش دے کریم
میرے ہی دل کو تاک لیا تو نے اے فلک
کیا تہر ہے کہ ہم ہوں سنرا و ار تہر کے
ساتی جناب شیخ بھی رونق مسرور ہیں
تیری رضا کی واسطے ہیں سب زیا مستین
دخسار رکھ کے قبر پر بولے وہ پیار سے

پیتا ہوں میں تو خلق سے غفلت کی واسطے
یہ جان بھی نثار ہے عزت کی واسطے
رکھ چھوڑ کوئی چال تیا مت کی واسطے
سارا چمن ہے آپ کی زمینت کی واسطے
دونوں میں آئینے تری صورت کی واسطے
ملتی نہیں جگہ کہیں تربت کی واسطے
انسان کو دل ملا ہے محبت کی واسطے
کافی نہیں جگہ مری وحشت کی واسطے
دیتا ہوں میں تجھے تری محبت کی واسطے
کیا اور دل نہیں غم و حسرت کی واسطے
اغیار ہوں تمہاری عنایت کی واسطے
لامنر سے کی جھانٹ کے حضرت کی واسطے
ہم وہ نہیں جو مرتے ہیں جنت کی واسطے
دو پھول لائے ہیں تری تربت کی واسطے

نعت جہان کی ہو مبارک جہان کو
ہے آپ کا - وفا تو محبت کی واسطے

| | |
|---|--|
| <p>تیری زلفین میں ہمدان تیرے مین میں متوالے پھر جان میں آئی جان جڑ بٹھکے میں ڈالے تکو دن میں چھپے جباروئے پھوٹ میرے چھالے تیری چتون ہر طرف مرد لپہ لگائے بھالے</p> | <p>مزدہ دیتے ہیں کیا یا ترے بال گھونگر والے تیری لفت کے قربان کیا مجھ پر کیا احسان تیری فرقت میں اسے یار بن بھڑا ہونے چار تیرے ابرو میں حمار تر بھی نظر میں بن تلوار</p> |
| <p>دیکھ اپنے وفا کا حال دل غم سے ہوا بال ابرو میں گرہ مت ڈال اور اسٹکھ لٹانے والے</p> | |
| <p>تری یاد میں طلم پہلا سے جائینگے تیری محفل سے ہم اٹھوا سے جائینگے ہائے داغوں پہ داغ کیسے کھائے جائینگے کب تک آنکھوں سے آنسو بہا سے جائینگے</p> | <p>دل نادان کو ہم سمجھا سے جائیں گے سرگزشت آتے گریہ سمجھتے تحمین ہم سے نفرت ہے غیر دل لفت اب تو فرقت میں حینا دو بھر ہوا ہے</p> |
| <p>کس روز اس کا ہو گا بہر دوس کب تک وفا کو آزمائے جائینگے</p> | |
| <p>جو شیدا ہیں ترے انکو سنا کس سے سیکھا ہے مکرنا اور یہ باتیں بنا کس سے سیکھا ہے نشان قبر ٹوکے سے سنا کس سے سیکھا ہے وہ اکہر پہلو میں پہلو بچا کس سے سیکھا ہے ستارہ آنکھ کے پردے میں آنا کس سے سیکھا ہے نظر کی راہ سے دل میں سنا کس سے سیکھا ہے یہ آنا کس سے سیکھا ہے جانا کس سے سیکھا ہے</p> | <p>ستم بھی کرنا اور دل میں سنا کس سے سیکھا ہے چھپاتے کیوں ہو سب معلوم ہی غیر فنکے گھر جانا اُترنا ہی نہیں غصہ تمہارا بعد مردن بھی بچا کر اپنے دامن کو جو آبیٹھے تو کیسا حاصل اداسے ناز سے غم سے کیسا ایلیا دلو بتاؤ تو کجا لاہے کہاں سے تنے یہ رہتا نظر کی طرح آتے ہو تو دل کی طرح جلتے ہو</p> |

ڈراتے ہو نظر سے میٹھی باتوں میں لیجاتے ہو
مرے روٹھے ہوئے دل کو مناناس سیکھا ہے

وفا کو ٹالتے ہو وعدہ امر و نکر واپر
نیا ہر روز کا تمنے بہا ناکس سے لیکھا ہے

نہ سمجھا خاک بھی وہ کیا بت خود کو سمجھاتے
نہ رو و چپ رہے نزع میں ہزار لغت اب
بچو اغیار کی چالوں سے دھوکے میں نہ آ جاؤ
ہوا اچھا کہ واپس لے لیا ہم نے دل مضطر
ہوئے اس گریہ بجا سے ہم سوا سر محفل
بنا کر آئینہ کیوں کر دیا خود بین حسینوں کو
اجل آئی شب : وعدہ بڑا احسان کیا ہم پر
ہنوتا دست نازک سے اگر ہو کا تو کیوں بین
سمجھ جاتا یقین تھا ہم اگر پتھر کو سمجھاتے
بیاماتم تھا کیونکر ہم یہ سارے گہر کو سمجھاتے
کہین ملتا تو ہم یہ اُس پری میکرو سمجھاتے
خدا شاہد کہان ایک اس بت کا ذکر کو سمجھاتے
جو ہوتا ہوش کچھ پہلو تو چشم تر کو سمجھانے
جول جاتا کسی صورت تو اس قدر کو سمجھاتے
وگرنہ صبح تک کیونکر دل مضطر کو سمجھاتے
منرقتل گلے ملکر ترے خجس کو سمجھاتے

دم رخصت عجب حالت ہوئی ہوا وفا اپنی
ابھی دل کو ہیں سمجھاتے کبھی دلبر کو سمجھاتے

پہنچنے ارادہ کر لے جی میں خل نہ آئے
پچنا و گئے کیئے پر اچھا نہیں ستانا
کیا دم کا ہے بھروسہ کر لے تو کچھ بھلائی
سارے بنی کے صد تے مقبول یہ دعا ہو
تیرا میں ستانا لایکا رنگ آخر
گلشن میں جا کو کیونکر بہلا میں دل کو اپنے
ہو کیسی ہی مصیبت ابرو پہل نہ آئے
سینہ سے آہ میری باہر نکل نہ آئے
رکبہ یہ خیال ہر دم جب تک اجل نہ آئے
ایمان میں وقت آخر یارب خل نہ آئے
کیا ہو مزہ ستمگر تجھ کو بھی گل نہ آئے
دو گل نظر کے آگے جب ایک پہل نہ آئے

| | | | |
|---|--|--|--|
| <p>مورت سے بھی وفا کی نفرت ہوئی ہو ایسی دربان سے کہتے ہیں وہ دیکھو نخل نہ آئے</p> | | <p>اڑا کر نظر سے صاف جگر میں اتر گئی ہر ابتداء کے واسطے لازم سے انتہا مٹا نہیں سراغ بھی ڈھونڈون کہاں تختہ تکلیف میں ہو گئی تو راحت میں گئی تیری نگاہ ناز عجب کام کر گئی حد سے بڑا فائق طبیعت بھی بہر گئی اے عمر نہ چھوڑ کے بھٹک کر مھر گئی ایساں کہاں کسی کی بیان پر گزر گئی</p> | |
| <p>وقت میں ہاے موت بھی آئی نہیں وفا کبھت نام اد کہاں جا کے مگر گئی</p> | | <p>افسوسات وصل کی یون ہی گزر گئی وہ پاس ہی نہ تھے کہ دم نزع دیکھتے پوچھا جو میں نے یاد ہے کوٹھی کی بات بھی پھرتے رہے ہمیشہ ہماری نگاہ میں آنا ہے گرتا وہ بھر وسا نہیں ہو کچھ اللہ کیا بنا دہین من کر بگاڑ میں بیار ہجر نجانہ سکا حد ہزار حریف شکوے گلے میں کٹ گئی کبھت پٹ سحر کہنے کی تھی جو بات وہ دل سے اتر گئی جو مرتے وقت مجھ پہ قیامت گزر گئی شرنا کے کہدیا مے دل سے اتر گئی وہ جھڑپ گئے دہن اپنی نظر گئی عنان حزمین رہے شام گئی یا سحر گئی چہرے پر اُس کے زلف سلجھ کر کبھر گئی صلح ہوئی وہ اتو دغابے اتر گئی کس طرح ہاے وصل کی شب مخمق گئی</p> | |
| <p>تم حبیب نبل سے اٹھکے سحر کو اُدھر گئے کیا پوچھتے ہو پھر جو وفا پر گزر گئی</p> | | <p>کون سے روز نہ وہ غیر کے مہمان ہونگے کونسی رات نہ ہم غم سے پریشان ہونگے</p> | |

تیرے معجزوں کے بھی پورے کبھی ارمان ہونگے
ہے اللہ وہ کس طرح کے انسان ہونگے
اب تو ہم اُن سے معافی کے نہ خواہاں ہونگے
سنکے بھی تجھ پہ جو مال ہوں وہ نادان ہونگے
آپکے گھر میں بھی اکدن ہی سامان ہونگے
ہم ہلا موت کے شرمندہ احسان ہونگے
آپ تو آپ ہیں اختیار بھی گریبان ہونگے
ہم کہے دیتے ہیں آخر کو پشیمان ہونگے
پاؤن ہونگے مرے اور خار مغیلان ہونگے

کہہ دے لیلے کہ کیا ہفتا ترے پیمان ہونگے
یار کا شکوہ کریں غم سے آگے جا کر
غیر کبوجہ سے بگڑے ہیں بلا سے بگڑتین
تیری عیاری و سفاکی و خون ریزی کو
بزم دشمن کا کیا ذکر جو میں نے تو کہا
تم سلامت رہو اور جان کے لینے والے
میری حالت ہے کچھ ایسی کہ جو دیکھیں گے کبھی
غیر سے دم بڑھانا ہو مبارک اُن کو
کیا خبر تھی کہ ترے عشق میں ہو گا یہ حال

کیا خبر تھی کہ وفا ہو گا گلے میں زنا
ہم پرستار بنان ہو کے مسلمان ہونگے

پہلے ہی مٹ چکے ہیں اب کیا ستار ہا ہے
وہ رعد اپنے سے کڑکے پہم سنار ہا ہے
نیرنگیان زمانہ کیا کیا دکھ رہا ہے
اطراف چاند کے اک مالہ سپہ جہار ہا ہے
گردون نئی جھانیں پھر بھی دکھار ہا ہے
ناحق جلے ہوؤں کو ظالم جلا رہا ہے
کچھ ظلم کی بھی حد ہے تو کون ستار ہا ہے
سمجھو قریب اپنا سک جبار ہا ہے

کیون آسمان ہم کو تو یوں ستار ہا ہے
آیا ہے ابر گھر کر ساتی پہلا دے ساغر
وہ جبر کر رہے ہیں ہم صبر کر رہے ہیں
بیٹھے ہیں گرد عاشق حلقہ میں ہر وہ ہوش
قسمت بگڑ گئی ہے دولت اُڑ گئی ہے
جانے دے شب کا قندہ تو اور غیر سجا
بیوجہ ہیں جھانیں انصاف کمرستم گر
ان دل لہجائی والی باتوں کو سچ نہ جانو

| | |
|------------------------------------|-----------------------------------|
| کیا شکر ادا ہو مجھ سے رب کریم تیرا | حربوں سے دشمنوں کے ایک بیچارہ ہے |
| لطف وصال اٹھالے قسمت کبشب ملی ہے | احوال درو فرقت تو کیوں سنا رہا ہے |

اپنی وفا کا نقشہ ایسا جاوفا اب
سننا ہوں منفعل سا۔ وہ شوخ آ رہا ہے

| | |
|---------------------------------|-----------------------------------|
| مری آہ میں تھے اتر کیسے کیسے | حسین آتے تھے میرے گھر کیسے کیسے |
| ملے آپ بھوکو بڑی دقتوں سے | پہرے سالہا نامہ بر کیسے کیسے |
| زبان پر ہیں شکوے تو دل میں محبت | یہ ہیں رمز باہم دگر کیسے کیسے |
| حسین کو میٹسانہ دیکھنا نہ دیکھا | نظر آئے رشکِ قمر کیسے کیسے |
| جدائی کے ایام تھے یا قیامت | نڑپتے تھے ہم رات بھر کیسے کیسے |
| بیان کیا کرین حال دل اپنا تم سے | کہ صدمے ہیں شام و سحر کیسے کیسے |
| فلاک کیا کہوں بس خدا مجھے سمجھے | بگاڑے ہیں لاکھوں ہی گھر کیسے کیسے |
| جو تھے مایہ ناز اصل زمانہ | وہ سب چل بسے نامور کیسے کیسے |
| سکندر نہ دارا نہ کسریٰ ہے باقی | ہوئے خاک نامی بشر کیسے کیسے |
| نہ خوف جہنم نہ پروا سے جنت | گنہ کرتے ہیں جان کر کیسے کسے |

طبیعت ہو موزون وفا جب مزہ ہو
نخلجاتے ہیں شمع تر کیسے کیسے

| | |
|-------------------------------|-------------------------------|
| محبیب کی بات "مالی جانیگی" | توبہ "بو تمل توڑ دالی جانیگی" |
| لاینگے جب لکھو اُس محفل سے ہم | کچھ نہ کچھ پٹی پڑھانی جانیگی |
| غینچھائے ناغلفہ چپا ہیں | اُس بت کسن کو ڈالی جانیگی |

| | |
|---|---|
| <p>پیشتر قیمت پٹالی جاسیگی کیا؟ ہماری آہ خالی جاسیگی کب گھٹایہ کالی کالی جاسیگی نذر کو تیغ حسلائی جاسیگی اب زمین سر پر اٹھالی جاسیگی یا مری حسرت نکالی جاسیگی اب نظر ان پر نہ ڈالی جاسیگی</p> | <p>دل تھین بے عذر دیدینگے مگر کیا نہ جھلکے خاک ہونگے مدعی کب ہٹینگے رخ سے گید آپ کے کشتہ ابرو کے گھر میں عید ہے اب مری آہوں میں آئینکا اثر بزم سے دشمن نکالے جاسینگے آرہے ہیں بنکے برق طور آج</p> |
| <p>کیا وفا کی بات خالی جاسیگی</p> | <p>یہ وفا کی بات خالی جاسیگی</p> |
| <p>کشتادہ ہے در فردوس شقی کیلئے جہان سے جانا ہے لازم ہر آدمی کیلئے یہ دل بنا ہے فقط تیری بندگی کیلئے ترستے کب سے ہیں میخوار میکشی کیلئے غم و رنڈل و عطا چاہیے سخی کیلئے جگہ در اسی بھی باقی نہیں خوشی کیلئے بنا ہے دل یہ حسینوں سے دلگی کیلئے شگفتہ ہونا قیامت سے بس کلی کیلئے زمانہ چاہیے اک طرز دلسردی کیلئے کہ مضطرب ہے طبیعت مری کسی کیلئے</p> | <p>عذاب نارچہم ہے بدعتی کے لئے خیال چاہیے عقبی کا زندگی کے لئے یہ سر بناتے مسجد کے واسطے مولیٰ پلاویے ساتی گفلام جلد جام شراب انکوۃ حسن سے ہو نہ کیجئے محروم بہرے ہیں دل میں کچھ اسد جو حسرت و اندوہ بنی ہیں آنکھیں مری محو دید ہو نیکی کہلی چین میں جو دم بھر تو ہو گئی پال وہ مشوخ کہتا ہے دعوے سوا کل حسینو نکو تو اپنے بند و نصیحت کو کہتے دے ناصح</p> |

| | |
|---|---|
| خیال یار ہی رہبر ہے راہ الفت میں نہیں ہے شیر انگور کی مجھے حاجت جھاو جو رہوں تا بکے کوئی حد بھی عجب ہے نعمت عظمیٰ یہ تندرستی بھی | قدم بڑیا میں نہ اب خضر رہبری کیلئے نصو راس کا ہی کافی ہے بخود ہی کیلئے کوئی تو چال اٹھا رکھ فسون گری کیلئے یہی ہے لازم و ملزوم زندگی کیلئے |
|---|---|

وفا ہے لک زمانہ سے شایق دیدار
کہو کہ آئین خدار وہ دو گھڑی کیلئے

| | |
|---|---|
| مٹی میں محبت تو ملائی نہیں جاتی اب ہجر کی تکلیف اٹھائی نہیں جاتی وہ اور میں جو چاہ سے درجہ تہین ناصح ہوتے ہیں مرے قتل پہ سو بار وہ تیار ہر چند وہ بت ہو کہ پہلا دے تو پہلا دے یونہی گل رخسار کا مانگا تو وہ بولے میں حیر کے سینہ تمھیں کس طرح دکھاؤں رکھ دو مرے سینہ پہ نور دستِ خنائی گیا پیش نظر ہے کسی گلرو کا تصور کو شش ہے عبت اور ہے تدبیر بھی مسود دل میں جو تمنا ہے الہی وہ شب وصل نے پینے میں کیوں عذر ہے از ماضی نادان وعدے پہ بھروسہ نہیں اللہ ہے یشاک | مجنون کی طرح خاک اڑائی نہیں جاتی بیوقت اجل بھی تو بکائی نہیں جاتی الفت کی بنا ہم سے تو ڈائی نہیں جاتی شمشیر نزاکت سے اٹھائی نہیں جاتی یاد اُس کی مگر ہم سے پہلائی نہیں جاتی یون حسن کی دولت تو لٹائی نہیں جاتی جو دل کی حقیقت ہے سنائی نہیں جاتی جو آگ لگائی ہے بجھائی نہیں جاتی زنگس سے بھی اب کھڑائی نہیں جاتی قسمت کی بُرائی تو مٹائی نہیں جاتی افسوس زبان تک بھی تو لائی نہیں جاتی کیا دوسرے اجل تو ابھی آئی نہیں جاتی جھوٹی تو قسم آپ سے کھائی نہیں جاتی |
|---|---|

اب تک ہے وہی حال مروتِ حیا ہے بے مہر کے دیدے کی صفائی نہیں جاتی

آنی تھی وفا آگئی اک بت طبیعت
اب اور کسی سے یہ لگائی نہیں جاتی

یا تو خوشی سے منت خنجر اٹھائے سن رکھیے وصل کے لیے منت رقیب کی
جاتا ہوں میں جو کوچے میں انکے کبھی تو وہ
ہو جا میں بدگمان نہ کہیں غیر آپ سے
قد مون پر رکھ دیا تو وہ جھنجلا کے بول اٹھے
داغ فراق دل پہ امید وصال بین
کجغت اس کے حال سے واقف نہیں مگر
اُس گنبدن کے کوچے میں جانا ہو گر کبھی
جب لطف ہے کہ سامنے سب کے رقیب کو
ہر چہ کوہ سے بھی گران تر ہے بار عشق
ساتی ہی جب نہیں ہے تو کیا لطف میکشی
اٹھے جو قتل کو تو نزاکت نے یون کہا
یہ بات یاد رکھیے کہ حائل کہیں گے کیا
بس التجا ہے آپ سے اتنی کہ بعد مرگ

یا داغ روزگار مگر پر اٹھائے
ہاتھ آپ زندگی سے اٹھا کر اٹھائے
کہتے ہیں سب رقیبوں کو بستر اٹھائے
محفل سے دوستوں کو سمجھ کر اٹھائے
یہ ہو گیا ہے آپ کو کیا سر اٹھائے
غیر دن کھولے وہ تو کیونکر اٹھائے
کہتا ہے دل کہ ناز سنگر اٹھائے
بلکون سے خار راہ بھی چنکر اٹھائے
محفل میں آپ مجھ کو بٹھا کر اٹھائے
ہمت مگر یہ کہتی ہے سر پر اٹھائے
محفل سے جلد شینہ و ساغر اٹھائے
پہلے تو آپ ہاتھ سے خنجر اٹھائے
مجنون پر بھولے سے بھی نہ پھر اٹھائے
لاشہ ہمارا بھر پیما بستر اٹھائے

اباب تو غیر بھی یہی کہنے لگے وفا
تا چند ناز و لبہ خویش اٹھائے
لنہت

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۹۱۵ء ۳۱۶
 وفا دار حمد عرفان - ۲
 سراج نشین

سراج دار حمد عرفان
 ۲۹
 ۵

۱۰ ۲۶

اگرچہ یہ
 جامعہ کا نمبر
 ۱۔ اگرچہ اس کتاب کی
 ۲۔ اس کتاب کی
 ۳۔ اس کتاب کی
 ۴۔ اس کتاب کی
 ۵۔ اس کتاب کی
 ۶۔ اس کتاب کی
 ۷۔ اس کتاب کی
 ۸۔ اس کتاب کی
 ۹۔ اس کتاب کی
 ۱۰۔ اس کتاب کی
 ۱۱۔ اس کتاب کی
 ۱۲۔ اس کتاب کی
 ۱۳۔ اس کتاب کی
 ۱۴۔ اس کتاب کی
 ۱۵۔ اس کتاب کی
 ۱۶۔ اس کتاب کی
 ۱۷۔ اس کتاب کی
 ۱۸۔ اس کتاب کی
 ۱۹۔ اس کتاب کی
 ۲۰۔ اس کتاب کی
 ۲۱۔ اس کتاب کی
 ۲۲۔ اس کتاب کی
 ۲۳۔ اس کتاب کی
 ۲۴۔ اس کتاب کی
 ۲۵۔ اس کتاب کی
 ۲۶۔ اس کتاب کی
 ۲۷۔ اس کتاب کی
 ۲۸۔ اس کتاب کی
 ۲۹۔ اس کتاب کی
 ۳۰۔ اس کتاب کی
 ۳۱۔ اس کتاب کی
 ۳۲۔ اس کتاب کی
 ۳۳۔ اس کتاب کی
 ۳۴۔ اس کتاب کی
 ۳۵۔ اس کتاب کی
 ۳۶۔ اس کتاب کی
 ۳۷۔ اس کتاب کی
 ۳۸۔ اس کتاب کی
 ۳۹۔ اس کتاب کی
 ۴۰۔ اس کتاب کی
 ۴۱۔ اس کتاب کی
 ۴۲۔ اس کتاب کی
 ۴۳۔ اس کتاب کی
 ۴۴۔ اس کتاب کی
 ۴۵۔ اس کتاب کی
 ۴۶۔ اس کتاب کی
 ۴۷۔ اس کتاب کی
 ۴۸۔ اس کتاب کی
 ۴۹۔ اس کتاب کی
 ۵۰۔ اس کتاب کی
 ۵۱۔ اس کتاب کی
 ۵۲۔ اس کتاب کی
 ۵۳۔ اس کتاب کی
 ۵۴۔ اس کتاب کی
 ۵۵۔ اس کتاب کی
 ۵۶۔ اس کتاب کی
 ۵۷۔ اس کتاب کی
 ۵۸۔ اس کتاب کی
 ۵۹۔ اس کتاب کی
 ۶۰۔ اس کتاب کی
 ۶۱۔ اس کتاب کی
 ۶۲۔ اس کتاب کی
 ۶۳۔ اس کتاب کی
 ۶۴۔ اس کتاب کی
 ۶۵۔ اس کتاب کی
 ۶۶۔ اس کتاب کی
 ۶۷۔ اس کتاب کی
 ۶۸۔ اس کتاب کی
 ۶۹۔ اس کتاب کی
 ۷۰۔ اس کتاب کی
 ۷۱۔ اس کتاب کی
 ۷۲۔ اس کتاب کی
 ۷۳۔ اس کتاب کی
 ۷۴۔ اس کتاب کی
 ۷۵۔ اس کتاب کی
 ۷۶۔ اس کتاب کی
 ۷۷۔ اس کتاب کی
 ۷۸۔ اس کتاب کی
 ۷۹۔ اس کتاب کی
 ۸۰۔ اس کتاب کی
 ۸۱۔ اس کتاب کی
 ۸۲۔ اس کتاب کی
 ۸۳۔ اس کتاب کی
 ۸۴۔ اس کتاب کی
 ۸۵۔ اس کتاب کی
 ۸۶۔ اس کتاب کی
 ۸۷۔ اس کتاب کی
 ۸۸۔ اس کتاب کی
 ۸۹۔ اس کتاب کی
 ۹۰۔ اس کتاب کی
 ۹۱۔ اس کتاب کی
 ۹۲۔ اس کتاب کی
 ۹۳۔ اس کتاب کی
 ۹۴۔ اس کتاب کی
 ۹۵۔ اس کتاب کی
 ۹۶۔ اس کتاب کی
 ۹۷۔ اس کتاب کی
 ۹۸۔ اس کتاب کی
 ۹۹۔ اس کتاب کی
 ۱۰۰۔ اس کتاب کی

تصانیف نواب صاحب بہار و فافا القابہ

نصائح وفا - یعنی دل کش نصیحتوں کا مخزن۔ پیراثر مضامین کا المہ نشیب و فراز دہر کا فوٹو اور پھر چڑچڑاہٹ اس قدر کہ ایک صفحہ پڑھنے کے بعد ممکن نہیں کہ آپ بغیر ختم کئے کہہ دیں یہ کتاب خسرو گردون پناہ اسلم حضرت غفرلہما ان لکھنے اللہ فی الجنان کے نامانی جو مسنون کی گئی ہے جس سے کتاب کی عزت اور دوبالا ہو گئی ہے قیمت مجلد جبر کتاب کا نام سہرے حروف میں کندہ ہے (دعا ۴) بغیر جلد (ع) عروس الہیلا - یعنی مصر کے مشہور و معروف مؤرخ احمد زکریا کی دلچسپ تصنیف لہذا فی ارباب کا دلچسپ اور سلیس و مجاہدہ اردو ترجمہ ہے جو اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر نفیس لکھا گئی چھپائی سے تقریباً ۳۰۰ صفحات پر ۲۸ x ۲۲ کی تقطیع پر طبع ہوا ہے تاریخی واقعات نہایت دلچسپ پیرامین دکھائے گئے ہیں کتاب کی خوبی دیکھنے پر بخیر ہے۔ قیمت (دعا)

گلزار وفا - یعنی عاشقانہ اور نیکل مضامین کا مجموعہ قیمت ۶
گلدستہ لوفاف - نہایت ستم ہے اور مجموعے پاکیزہ مضامین قیمت ۱۲
جذبہ عشق - بچہ دلچسپ اور مؤثر ناول لطف یہ کہ مذاق کا مذاق اور نصیحت کی نصیحت عدہ
ناؤک ادا - یہ ایسا عمدہ ناول ہے جس کی تعریف کرنا بیکار ہے قیمت ۶
ناصر و حمیدہ - یہ بھی ناول ہے مگر بچہ دلچسپ قیمت ۶
معراج سخن - یہ پہلا عاشقانہ دیوان فصاحت بیان و رشک چمن و دمنی انجمن نہایت اہتمام سے طبع ہوا ہے۔ قیمت - عدہ

روح سخن - دوسرا دیوان نہایت پاکیزہ و صحت کے متعلق لکھا گیا ہے قیمت ۶
عاشق ناشاد - غضب کا ٹریجک فساد ہے قیمت ۶
مین اور میری سوکن - دو بیویاں کرنے کے بڑے نتائج قیمت ۸
بہار و خزان - یعنی فیشن کی اعلیٰ اہمیت کا دلچسپ مرقعہ قیمت ۱۲
شریف لونڈی - نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز تاریخی ناول قیمت ۴
ہم نوک و ہم سیالہ - یاروان نانی و جانی و ربانی کا حیرت انگیز مرقعہ قیمت ۶
شراکے شادی - عالیجناب نواب صاحب بہار کی شادی کے سہرے قیمت ۴
گلشن سخن - فارسی منتخب کلام قیمت ۳
موتہ کار { بعد طبع دورویہ آٹھ آنہ (دعا ۸) }
فن درستی و موثرانی کا مکمل مفصل رسالہ زیر طبع ہے متبل طبع دورویہ اور

ملنے کا پتہ

ایچ اے کنگ پرائیویٹ سکرٹری نواب صاحب بہار و فافا القابہ برق منزل حیدر آباد دکن

